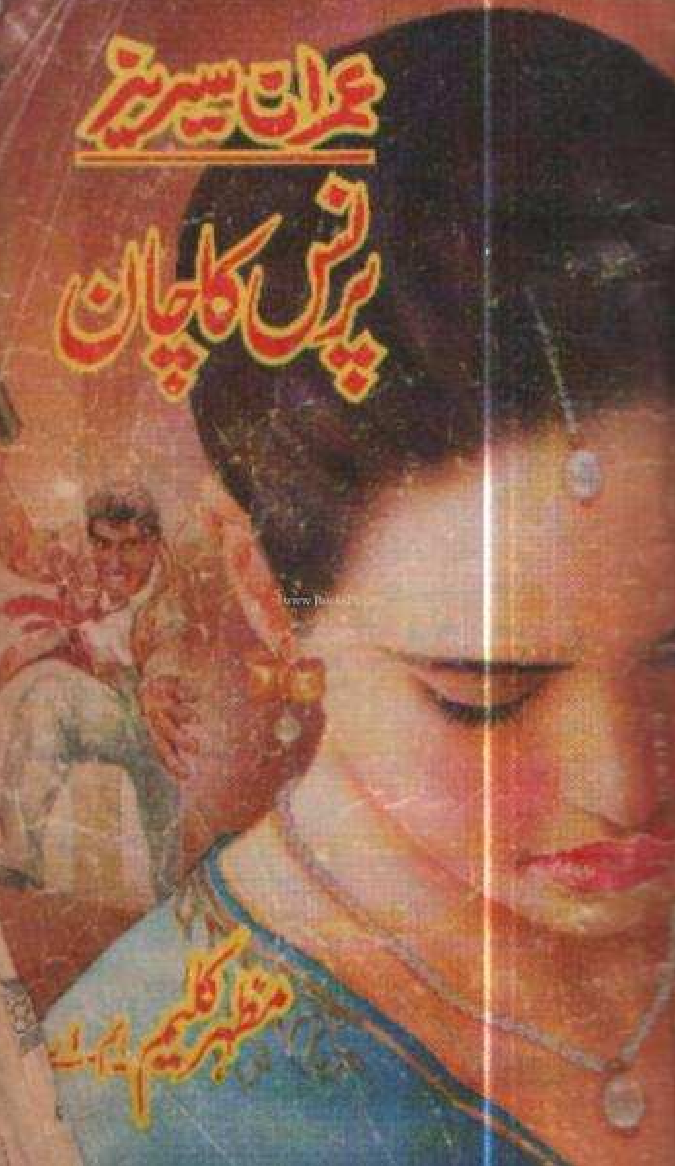
عمران سیریز
پرنس کاچان
مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/45 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! نیا ناول "پرنس کاچان" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے امید ہے کہ پرنس کاچان سے متعارف ہونے کے لئے آپ انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے کیونکہ پرنس کاچان پہلی بار آپ سے متعارف ہونے آ رہا ہے۔ اس ناول میں عمران آپ کو ایک بار پھر اپنے اس روپ میں نظر آئے گا جس روپ میں آپ اسے دیکھنے کے بےحد شائق ہیں۔ اس کی مزاحیہ حرکتیں، اس کی دلچسپ باتیں یہ سب کچھ آپ کو اس ناول میں یکجا صورت میں میسر ہیں لیکن اس کے باوجود پرنس کاچان کا کردار انتہائی دلچسپ، منفرد اور انوکھا کردار ہے۔ یہ ایسا کردار ہے جس کا سیکرٹری عمران ہے۔ اب آپ خود بہتر طور پر اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس پرنس کا سیکرٹری عمران ہو گا وہ پرنس کیا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہلکا پھلکا، دلچسپ اور قہقہہ خیز ناول آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں۔ البتہ پرنس کاچان سے تعارف سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ ایک بار تعارف ہو جانے کے بعد پھر آپ کسی اور طرف نظریں اٹھا کر دیکھنے کے بھی روادار نہیں رہیں گے۔

لیہ سے محمد فیصل بٹ صاحب لکھتے ہیں۔ "ہم سب بہن بھائی آپ

کے ناول پڑھتے ہیں اور پھر ہم مل کر ناول پر خوب تبصرہ بھی کر ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ یہ تبصرے آپ تک نہیں پہنچ پاتے اس لئے بھی کہ ان تبصروں میں تعریف کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے لیکن اس بلیک کرائم ناول پڑھ کر بے اختیار اس پر تبصرہ آپ کو ارسال کرنے مجبور ہو گیا ہوں۔ آپ نے یہ ناول جس خوبصورت اور پاکیزہ انداز میں لکھا ہے اور جس طرح ایک خوفناک اور بھیانک اور سفاک جرم سے قارئین کو آگاہ کیا ہے اس پر بے اختیار آپ کے ذہن کو داد دینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ فورسٹارز کا سلسلہ واقعی انتہائی زوردار اور جاندار ہے۔ آپ نے یہ سلسلہ شروع کر کے واقعی سماجی برائیوں کے خلاف عملی جنگ شروع کی ہے۔ امید ہے آپ یہ سلسلہ جاری رکھیں گے"۔

محترم محمد فیصل بٹ صاحب۔ ناول پڑھنے ان پر تبصرہ کرنے اور خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ فورسٹارز ناولوں کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ ملک کے اندر جو برائیاں اور جرائم ہوتے ہیں ان کے خلاف جدوجہد کے لئے قارئین کو ذہنی اور عملی طور پر تیار کیا جائے۔ ہمیں ہمارے دین نے بھی حکم دیا ہے کہ ہم اپنے معاشرے میں ہر برائی اور جرم کے خلاف جہاد کریں تاکہ معاشرہ پاکیزہ اور صاف ستھرا ہو سکے۔ میری سب قارئین سے گزارش ہے کہ وہ جرائم اور سماجی برائیوں کے خلاف اپنے اپنے حلقے میں جہاں تک ممکن ہو سکے ضرور کام کریں تاکہ ہم اپنے پیارے ملک کے معاشرے کو ہر ممکن حد تک جرائم اور سما برائیوں سے پاک کر سکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

مظفر گڑھ سے محمد دانیال ارشد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ کیا آپ اپنے ناول کے سرورق پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں شائع نہیں کر سکتے۔ اگر آپ ایسا کر دیں تو ہم قارئین آپ کے بے حد ممنون ہوں گے"۔

محترم محمد دانیال ارشد صاحب۔ ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں دیکھ کر آپ انہیں پھر بھی نہ پہچان سکیں گے کیونکہ وہ اس قدر تیزی سے میک اپ کر کے اپنے چہرے بدلتے رہتے ہیں کہ شاید اب انہیں اگر ان کے اصل چہروں کی تصویریں دکھائی جائیں تو وہ خود بھی اپنے آپ کو نہ پہچان سکیں۔ البتہ ناول کی پشت پر شائع ہونے والی تصویر دیکھنے کے بعد یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کی تصویریں دیکھیں تو آئندہ انہیں نہ چھاپنے کا مطالبہ کر دیں کیونکہ محاورہ تو یہی ہے کہ سورج کے سامنے چراغ نہیں جلا کرتے۔

بہاولپور سے محترم ایم ایس جعفری صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "سائک سنٹر" واقعی سسپنس کا شاہکار ثابت ہوا ہے۔ خاص طور پر آخر میں تو سسپنس اس قدر تھا کہ خدا کی پناہ۔ لگتا ہے آپ انسانی نفسیات پر اتھارٹی ہیں۔ پھر آپ کی تحریر میں تاثیر کی جو بے پناہ حدت اور شدت ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ بہرحال یہ تو بتایئے کہ آخر آپ کس چکی کا پسا کھاتے ہیں"۔

محترم ایم ایس جعفری صاحب۔ ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ تحریر میں تاثیر کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے تو اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق ہے جہاں تک سسپنس کا تعلق ہے تو سسپنس تو جاسوسی ناول کا حسن ہوتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ اس حسن کے قدر شناس ہیں۔ باقی آپ نے پپا کھانے کے بارے میں جو سوال کیا ہے تو محترم۔ سب سے بڑی چکی تو خود زمانہ ہے اور جو زمانے کی چکی کا پپا کھاتے ہیں وہی زمانے کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ بات سمجھ گئے ہوں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل پلازہ کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور پھر اسے پارکنگ کی طرف لے گیا لیکن پارکنگ میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے وہاں سوپر فیاض کی جیپ کھڑی دیکھی تھی۔ اسے حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ سوپر فیاض تو پارکنگ میں اپنی سرکاری جیپ کھڑی کرنا کسر شان سمجھتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ بڑے سے بڑے ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے ہی جیپ کھڑی کیا کرتا تھا اس لئے اس کی سرکاری جیپ کو پارکنگ میں کھڑے دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوا تھا۔ اس نے کار جیپ کے قریب خالی جگہ دیکھ کر روکی اور پھر نیچے اترا ہی تھا کہ ایک بار پھر چونک پڑا جب اس نے کچھ فاصلے پر سر عبدالرحمن کی سرکاری کار کھڑی ہوئی دیکھی۔ سرکاری ڈرائیور بھی کار کے قریب موجود تھا۔ عمران کی نظریں جیسے اس پر نہ پڑی تھیں۔

"اوہ تو پوری انٹیلی جنس آئی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اسی لمحے پارکنگ بوائے ٹوکن لے کر اس کی طرف بڑھا۔

"یہاں کیا ہوا ہے جو انٹیلی جنس کی جیپ اور کاریں موجود ہیں"...... عمران نے پارکنگ بوائے سے ٹوکن لیتے ہوئے پوچھا۔

"پرنسز واسنا کے باڈی گارڈ نے ایک آدمی کو گولی مار دی ہے جناب"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"پرنسز واسنا وہ کون ہے"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجھے تو نہیں معلوم جناب میں نے تو صرف نام سنا ہے"۔ پارکنگ بوائے نے جواب دیا اور دوسری آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"پرنسز واسنا نام تو کچھ عجیب سا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا اسے اب اس بات پر بھی حیرت ہو رہی تھی کہ اگر پرنسز کے باڈی گارڈ نے کسی کو گولی ماری ہے تو یہ تو پولیس کا کام ہے لیکن پولیس کی بجائے یہاں انٹیلی جنس موجود تھی۔ وہ یہی سوچتا ہوا ہوٹل کے مین گیٹ سے ہال میں داخل ہوا تو ہال تقریباً آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ حالانکہ اس وقت ہال عام طور پر کھچا کھچ بھرا ہوا ہی ملتا تھا۔ جو لوگ ہال میں موجود تھے وہ بھی خاموش بیٹھے تھے ایک طرف ایک میز کے ساتھ کرسی فرش پر پڑی نظر آ رہی تھی جس کے گرد چاک سے دائرہ سا ڈالا گیا تھا عمران کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ہے یہاں"...... عمران نے کاؤنٹر مین کے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔ وہ چونکہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے یہاں کا سارا عملہ اس سے بخوبی واقف تھا۔

"قتل ہو گیا ہے جناب معزز پرنسز واسنا یہاں تشریف فرما تھیں اچانک ایک آدمی نے ساتھ والی میز سے اٹھ کر پرنسز کا بازو پکڑ لیا۔ پرنسز کے باڈی گارڈ نے اسے روکا تو اس نے ریوالور نکال لیا جس پر پرنسز کے دوسرے باڈی گارڈ نے اسے گولی مار دی اور وہ مر گیا پھر پولیس لاش لے کر چلی گئی چونکہ پرنسز وی۔ وی۔ آئی۔ پی ہیں اس لئے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل اور سپرنٹنڈنٹ پرنسز کے بیانات کے لئے ان کے کمرے میں موجود ہیں"...... کاؤنٹر مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان معزز پرنسز کا تعلق کس ملک سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ یورپی ملک پالینڈ کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ نجی دورے پر آئی ہوئی ہیں"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"پالینڈ اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ بہرحال ڈائننگ روم میں تو کوئی گڑبڑ نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں جناب آپ تشریف لے جائیں لنچ سرو ہو رہا ہے"۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض کو تو پہچانتے ہو ناں"...... عمران نے کہا۔

"انہیں ہم نہیں پہچانیں گے جناب تو اور کون پہچانے گا"۔ کاؤنٹر

مین نے معنی خیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ جب واپس جانے لگے تو اسے میری طرف سے پیغام دے دینا کہ میں ڈائننگ ہال میں اس کا منتظر ہوں"...... عمران نے کہا۔

"بہتر جناب"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا اور عمران سائیڈ پر بنے ہوئے ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گیا وہ واقعی لنچ کرنے کے لئے یہاں آیا تھا ڈائننگ روم میں اس کی پسند کی میز بھی اتفاق سے خالی تھی اس لئے وہ اطمینان سے جا کر اس پر بیٹھ گیا۔

"یس سر"...... ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میرے لئے لنچ لے آؤ۔ مینو تو تمہیں معلوم ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لنچ سرو کر دیا گیا اور عمران نے اطمینان سے لنچ کرنا شروع کر دیا۔

"یہ اکیلے کھانا کھایا جا رہا ہے"...... اچانک عمران کے کانوں میں صالحہ کی آواز پڑی تو اس نے چونک کر دیکھا تو صالحہ ڈائننگ روم کے گیٹ سے داخل ہو کر اس کی طرف ہی آ رہی تھی۔

"حیرت ہے شیطان اس قدر خوبصورت بھی ہوتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شیطان کیا مطلب کیا میں تمہیں شیطان نظر آ رہی ہوں"۔ صالحہ نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بزرگوں سے سنا تھا کہ اکیلے کھانا کھاؤ تو شیطان بھی ساتھ کھانا شروع کر دیتا ہے اس لئے کسی نہ کسی کو ساتھ شامل کر لینا چاہئے لیکن اگر شیطان واقعی اس قدر خوبصورت ہوتے ہیں تو پھر تو کسی دوسرے کو ساتھ شامل کرنا بدذوقی ہے"...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم تو بہرحال کھا چکے ہو اب مجھے اکیلے کھانا پڑے گا تب ہی بزرگوں کا قول صحیح معنوں میں درست ثابت ہو گا کیونکہ شیطان بہرحال مذکر ہوتا ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا اسی لمحے ویٹر آ گیا تو عمران نے صالحہ کے لئے بھی لنچ لانے کا آرڈر دے دیا۔ ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔

"میرے لئے چائے ساتھ ہی لے آنا تاکہ میں شیطان کی صف سے نکل جاؤں"...... عمران نے ویٹر سے کہا اور اٹھ کر ہاتھ دھونے کے لئے علیحدہ بنے ہوئے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو ویٹر میز پر کھانا لگا رہا تھا۔ عمران کے بیٹھتے ہی اس نے ٹرالی سے چائے کے برتن اٹھا کر عمران کے سامنے رکھے اور پھر ٹرالی لے کر واپس چلا گیا۔

"شیطان اور عمران ہم قافیہ الفاظ ہیں اس لئے چائے ساتھ پینے کے باوجود تم بزرگوں کے قول سے باہر نہیں جا سکتے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم۔ تم واقعی شیطان ہو۔ اب جا کر سلمیٰ کو الٹی سیدھی پٹی نہ پڑھا دینا۔ میں واقعی قتل کے ایک کیس کی تفتیش کر رہا تھا وہ میری خوامخواہ جان کھانا شروع کر دے گی"...... اس بار سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"سلمیٰ بھابھی کے دانت اتنے مضبوط نہیں ہیں کہ تم جیسے سخت جان کو وہ کھا سکے۔ ویسے چکر کیا ہے اگر قتل ہوا ہے تو اس کی تفتیش پولیس کا کام ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس نے اپنی ناک کیوں اس معاملے میں گھسیڑ دی ہے"...... عمران نے کہا اسی لمحے صالحہ بھی واپس آگئی۔

"اوہ سوپر فیاض صاحب تشریف فرما ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"آپ کیسی ہیں مس صالحہ۔ آپ کا وہ ہوٹل بزنس کیسا جا رہا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہوٹل بزنس تو ڈیڈی کا ہے۔ میں تو صرف ہوٹل سے کھانا کھاتی ہوں اور بس"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ میں نے سنا تھا کہ آپ ہوٹل بزنس کے سلسلے میں کسی بڑے پراجیکٹ پر کام کر رہی ہیں"...... سوپر فیاض نے کھسیانے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ صالحہ کو اس کے والد کی وجہ سے جانتا تھا جو دارالحکومت کے ایک بڑے ہوٹل کے مالک بھی تھے۔

"اس پراجیکٹ میں ایک رکاوٹ ہے اور یہ رکاوٹ ایسی ہے جسے کم از کم میں دور نہیں کر سکتی"...... صالحہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو

سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"رکاوٹ اور آپ دور نہیں کر سکتیں کیا مطلب کیسی رکاوٹ۔ آپ کے والد تو انتہائی بااثر آدمی ہیں ان کے سامنے کوئی رکاوٹ کیسے ٹھہر سکتی ہے"...... سوپر فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ خود اس رکاوٹ کی وجہ سے سوچ رہے ہیں کہ ہوٹل بزنس چھوڑ دیں"...... صالحہ نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا آخر وہ کس قسم کی رکاوٹ ہے کچھ پتہ تو چلے"...... سوپر فیاض کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"سنا ہے سرکاری ڈیپارٹمنٹس کے سپرنٹنڈنٹ باقاعدہ حصہ مانگتے ہیں اور میں حصہ دینے کی قائل نہیں ہوں"...... صالحہ نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا جب کہ سوپر فیاض کا چہرہ یکلخت غصے سے تمتما اٹھا۔

"مس صالحہ میں اس لئے آپ کی عزت نہیں کرتا کہ آپ کسی بڑے باپ کی بیٹی ہیں۔ میں صرف اس لئے آپ کی عزت کرتا ہوں کہ آپ میرے دوست عمران کی دوست ہیں لیکن میں اپنی توہین برداشت کرنے کا بھی عادی نہیں ہوں۔ اسے میری طرف سے لاسٹ وارننگ سمجھیں"...... سوپر فیاض نے یکلخت انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے تمہیں غصہ کیوں آگیا۔ صالحہ نے تمہارے ڈیپارٹمنٹ کا نام تو نہیں لیا۔ وہ تو ایسے ہی جنرل بات کر رہی تھی۔

"کھاتے وقت بزرگوں نے بولنے سے منع کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ جب کوئی کھاتے ہوئے بولتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تھپڑ مارتا ہے اور مجھے تم نے بہرحال ہم قافیہ تو بنا ہی دیا ہے" ..... عمران نے چائے تیار کرتے ہوئے کہا اور صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران نے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں جب کہ صالحہ لنچ میں مصروف ہو گئی۔ جب وہ لنچ سے فارغ ہوئی تو وہ بھی ہاتھ دھونے کے لئے اٹھ کر چلی گئی اور ویٹر نے آکر برتن سمیٹنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے ڈائننگ ہال میں سوپر فیاض داخل ہوا۔ اس کے جسم پر فل یونیفارم تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا عمران کی میز کی طرف آیا۔

"تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں پھر کیوں بلایا ہے" ..... سوپر فیاض نے قریب آکر بڑے رعونت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیوٹی پر۔ مگر مجھے تو بتایا گیا تھا کہ اوپر کسی پرنسز کے کمرے میں ہو" ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی بھی وہاں موجود تھے۔ اس لئے سوچ سمجھ کر منہ سے بات نکالنا" ..... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"ڈیڈی کی ڈیوٹی کے بارے میں پوچھ گچھ تو اماں بی کی ذمہ داری ہے لیکن سلمیٰ بھابھی نے اپنے اختیارات مجھے دے رکھے ہیں" ۔ عمران نے کہا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

مس صالحہ اور سپرنٹنڈنٹ چاہے لاکھ حصے مانگتے ہوں لیکن سوپر فیاض حصہ مانگا نہیں کرتا چھین لیا کرتا ہے" ..... عمران نے صالحہ کو کھاتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تم بھی اپنی حد سے بڑھتے جا رہے ہو۔ میں جا رہا ہوں خبردار اب اگر تم نے میرے دفتر کا رخ کیا تو" ..... سوپر فیاض نے پیر پٹختے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"سوچ لو انسپکٹر بشارت نے جب پرنسز والا کیس حل کر لیا تو پھر نہ کہنا" ..... عمران نے قدرے اونچی آواز میں کہا تو سوپر فیاض یکلخت ایک جھٹکے سے مڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"پرنسز والا کیس کیا مطلب کس کیس کی بات کر رہے ہو" ۔ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ اور انداز بتا رہا تھا کہ چند لمحے پہلے والا غصہ اور بات وہ بھول چکا ہے۔

"پرنسز واستا والا کیس جس کی انکوائری تم ڈیڈی کے ساتھ کرتے پھر رہے ہو" ..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا کیس ہے۔ پرنسز وی۔ وی۔ آئی۔ پی ہے۔ گو وہ نجی دورے پر یہاں آئی ہے لیکن بہرحال وہ سرکاری مہمان ہے۔ اس کے باڈی گارڈ سے ایک آدمی نے جھگڑا کیا اور پرنسز کے باڈی گارڈ نے جب اسے روکنا چاہا تو اس نے اس پر ریوالور نکال لیا اس پر اس نے اپنے تحفظ کے لئے گولی چلا دی اور وہ آدمی مر گیا۔ اس میں کیس کہاں سے نکل آیا ہے جسے

حل کیا جاسکے"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈیڈی کی بھی یہی رپورٹ ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے مجھے بیان لکھنے کا کہا ہے لیکن ساتھ ہی اس باڈی گارڈ کی گرفتاری کا بھی حکم دے دیا ہے اور انہوں نے پرنسز سے کہا ہے کہ وہ اگر چاہیں تو عدالت سے باڈی گارڈ کی ضمانت کرالیں۔ بہرحال کیس کی مزید انکوائری ہوگی۔ہال میں موجود افراد اور ہوٹل کے ملازمین کے بیانات لکھے جائیں گے اس کے بعد جو صورت حال ہوگی ویسے ہی عدالت فیصلہ کرے گی لیکن اصل بات تو یہی ہے کہ جو میں نے تمہیں بتائی ہے"۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں چلتی ہوں مجھے ایک کام جانا ہے۔ اوکے سوپر فیاض اگر آپ کو میری بات سے تکلیف پہنچی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں"۔ صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ کوئی بات نہیں مس صالحہ۔ میں اپنے الفاظ پر شرمندہ ہوں"۔ سوپر فیاض نے بھی جواب میں معذرت کرتے ہوئے کہا اور صالحہ سرہلاتی ہوئی تیزی سے واپس چلی گئی۔

"ہاں اب بتاؤ تم کس کیس کی بات کر رہے ہو۔ کیا واقعی کوئی کیس ہے"۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے صالحہ کے جانے پر کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر ہے بھی ہی تو تمہیں اس سے مطلب تم جاؤ اپنی انکوائری کرو

اور۔۔۔۔۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک تو تم نے اس لڑکی کے سامنے میری بے عزتی کر دی اوپر سے ناراض بھی خود ہو رہے ہو۔ میرا ظرف دیکھو کہ میں اس کے باوجود تمہاری بات سننے کے لئے مڑ آیا ہوں۔ دیکھو عمران بظاہر تو اس میں کوئی چکر نہیں ہے لیکن اگر تم کہہ رہے ہو تو پھر ضرور کوئی چکر ہوگا۔ تم مجھے بتاؤ کہ کیا سلسلہ ہے۔ تم میرے دوست ہو اور دوست کو دوست کی مدد کرنی چاہئے"۔۔۔۔۔ سوپر فیاض اب منتوں پر اتر آیا تھا۔

"تم نے یہ نہیں بتایا کہ مقتول کون تھا اور اس نے کیوں پرنسز واستا سے جھگڑا کیا۔ اس کا کیا تعلق تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مقتول کا نام عبدالحمید بتایا گیا ہے۔ نوادرات کا کاروبار کرتا تھا۔ سنا گیا ہے کہ انتہائی عیاش فطرت آدمی ہے اور ساتھ ہی بدمعاشی بھی کرتا رہتا ہے۔ پرنسز خوبصورت لڑکی ہے اس نے اسے زبردستی اغوا کرنا چاہا جس پر اس کے باڈی گارڈ نے اسے گولی مار دی۔ ایسے لوگ تو ہوتے ہی ہیں جو اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتے ان کا یہی انجام ہوتا ہے"۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب سب تو تمہارے جیسے ظرف کے مالک نہیں ہو سکتے۔ اس کی رہائش گاہ کہاں ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے اس کی رہائش گاہ کا پتہ جیب سے ڈائری نکال کر بتا دیا۔

"میں نے تو چکر کی بات اس لئے کر دی تھی کہ اگر سیدھا سادھا قتل کا کیس ہوتا تو پولیس کام کرتی۔ سنٹرل انٹیلی جنس کی مداخلت کا

مطلب ہے کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی خاص بات ہے ورنہ مجھے تو یہاں ہوٹل میں آنے سے پہلے اس کیس کا بھی علم نہ تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ میرا وقت بھی برباد کیا نانسنس تم تو بیکار آدمی ہو۔ مجھے تو بہرحال کام کرنا ہوتا ہے"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے لنچ کی ادائیگی کاؤنٹر پر کرتے جانا۔ آخر تم میرے دوست ہو"...... عمران نے کہا۔

"میرے پاس فالتو پیسے نہیں ہیں کہ میں تم جیسے بیکار اور نکھٹو کے خرچے اٹھاؤں"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈائننگ ہال کے دروازے کی طرف مڑ گیا تو عمران نے ویٹر کو اشارے سے بلایا۔

"بل لے آؤ مس صالحہ کا بھی"...... عمران نے کہا۔

"بل تو مس صالحہ نے پے کر دیا ہے جناب"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چلو نیک بخت ہے اپنا بل خود ہی ادا کر دیتی ہے مگر میرا بل تو لے آؤ"...... عمران نے کہا تو ویٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

"انہوں نے آپ کا بھی بل ادا کر دیا ہے جناب"...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تو واقعی نیک بخت ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلاتی ہے۔ خدا

اسے اس کا اجر دے گا"...... عمران نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک بڑا نوٹ نکالا اور ویٹر کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نوٹ کی مالیت اس کے کھانے کے بل سے بہرحال کافی زیادہ تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز خوبصورت اور نوجوان لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لڑکی نے بڑے مترنم لہجے میں کہا۔

"ڈیوک ملاقات کا خواہش مند ہے پرنسز"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بھیج دو اسے"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کے بند دروازے پر مؤدبانہ سی دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... پرنسز نے اسی طرح مترنم لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو"...... پرنسز نے کچھ فاصلے پر رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ڈیوک کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے پرنسز کے

سامنے بیٹھنا بے ادبی میں شمار ہوتا ہے لیکن پرنسز کے حکم کی تعمیل کی وجہ سے مجبوراً اسے بیٹھنا پڑا ہو۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... پرنسز نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ہمارا مطلوبہ نوادر یہاں کے ایک رئیس نواب احمد خان کے پاس ہے۔ انہیں بڑے نواب صاحب کہا جاتا ہے۔ وہ انتہائی خشک اور انتہائی سخت مزاج آدمی ہے۔ نہ کسی سے ملتا ہے اور نہ کسی کو اپنے نوادرات دکھاتا ہے۔ ویسے اس کے پاس انتہائی قیمتی اور نایاب ترین نوادرات کا کافی بڑا ذخیرہ ہے جو اس نے اپنی محل نما رہائش گاہ میں رکھا ہوا ہے اور جس کمرے میں یہ نوادرات موجود ہیں اس کی نہ صرف چوبیس گھنٹے مسلح افراد حفاظت کرتے ہیں بلکہ وہاں حفاظت کے انتہائی جدید ترین سائنسی آلات بھی نصب ہیں"...... ڈیوک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو پرنسز کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے کہ ہمارا مطلوبہ نوادر اس کی تحویل میں ہے"...... پرنسز نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"یس پرنسز"...... ڈیوک نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس طرح کنفرم کیا ہے تم نے"...... پرنسز نے پوچھا۔

"پرنسز میں یہاں کے عجائب گھر کے ڈائریکٹر جنرل سے ملا۔ انہوں نے مجھے ایک آدمی ڈاکٹر ارسلان احمد کی ٹپ دی کہ نوادرات کے

بارے میں وہ شخص بین الاقوامی اتھارٹی رکھتا ہے۔ ارسلان احمد سے میں جا کر ملا تو آپ کے حوالے سے وہ ملنے پر رضا مند ہو گیا کیونکہ نوادرات کے حوالے سے وہ آپ کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ ہمارا مطلوبہ نوادر بڑے نواب صاحب کے پاس ہے۔ اس نے مجھے اس کا فوٹو بھی دکھایا۔ میں نے اس سے فوٹو مانگا لیکن اس نے کہا کہ وہ نوادرات کے بارے میں کوئی تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہے اس لئے وہ یہ فوٹو نہیں دے سکتا اور نہ ہی اس کی کاپی دے سکتا ہے۔ بہرحال اس نے یہ بات کنفرم کر دی ہے کہ ہمارا مطلوبہ نوادر وہیں ہے اور بڑے نواب کے بارے میں باقی باتیں بھی اسی نے بتائی ہیں"...... ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر ارسلان احمد اس بڑے نواب صاحب سے ملتا رہتا ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"یس پرنسز اس نے بتایا ہے کہ بڑے نواب صاحب خود بھی نوادرات کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں اور اسی حوالے سے وہ ڈاکٹر ارسلان کی قدر کرتے ہیں لیکن اس قدر کے باوجود انہوں نے صرف ایک بار اسے اپنا ذخیرہ دکھایا ہے۔ البتہ انہوں نے چند نوادرات کے فوٹو اسے دیئے ہیں جس میں ہمارے مطلوبہ نوادر کا فوٹو بھی شامل ہے لیکن پرنسز اس نے آپ کے ساتھ اس بڑے نواب صاحب کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ بڑے نواب صاحب اس بات پر اس سے ناراض ہو جائیں گے اور

آئندہ وہ اس سے بھی ملنے سے انکار کر دیں گے"...... ڈیوک نے اور زیادہ تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب جب کہ ہمیں یہ معلومات مل گئی ہیں تو اب اس کا حصول کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن میں جلدی نہیں کرنا چاہتی۔ تم فی الحال رابرٹ کی ضمانت کا بندوبست کرو اس کے بعد کوئی پلان بنائیں گے"...... پرنسز نے کہا۔

"یس پرنسز ویسے اگر آپ براہ راست اس نواب صاحب کو فون کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو انکار نہیں کریں گے"...... ڈیوک نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"...... پرنسز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ڈیوک نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر بڑے مؤدبانہ انداز میں پرنسز کی طرف بڑھا دیا۔ یہ ایک سادہ مگر انتہائی قیمتی اور خوبصورت کارڈ تھا جس پر فون نمبر اور نواب صاحب کا نام اور پتہ لکھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو"...... پرنسز نے کہا تو ڈیوک نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ پرنسز چند لمحے غور سے کارڈ پر درج نمبر دیکھتی رہی پھر اس نے فون کا رسیور اٹھا کر نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس پرنسز"...... اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایک فون نمبر نوٹ کرو"...... پرنسز نے کہا اور ساتھ ہی کارڈ پر

لکھا ہوا فون نمبر بتا دیا۔

"یس پرنس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ فون نمبر یہاں کے ایک بڑے رئیس نواب احمد خان کا ہے۔ اس سے یا اس کے سیکرٹری سے بات کر کے میرا تعارف کراؤ اور ملاقات کا انتظام کرو"...... پرنس نے کہا۔

"کس حوالے سے پرنس"...... سیکرٹری نے پوچھا۔

"نوادرات کے حوالے سے۔ ان صاحب کے پاس انتہائی نایاب اور قیمتی نوادرات کا ذخیرہ ہے"...... پرنس نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے تپائی پر رکھا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرنس نے رسالہ رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنس نے اپنے مخصوص مدھر لہجے میں کہا۔

"پرنس نواب احمد خان صاحب سے آپ کی کل دس بجے ملاقات طے ہو سکتی ہے۔ وہ آپ کا اپنے محل میں خوش دلی سے استقبال کرنے کے لئے تیار ہیں"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہوئی ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... پرنس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے انہیں فون کیا تو فون ان کے ایک ملازم نے اٹنڈ کیا۔ میں نے آپ کا حوالہ دیا تو نواب صاحب نے خود فون اٹنڈ کیا۔ وہ آپ

کی یہاں موجودگی کا سن کر بے حد خوش ہوئے۔ جب میں نے ان سے ملاقات کی بات کی تو وہ نہ صرف فوراً رضامند ہو گئے بلکہ انہوں نے دعوت دی ہے کہ پرنس ان کے ہاں تشریف لا کر اور لنچ میں شرکت کر کے ان کی عزت افزائی کریں۔ میں نے وقت پوچھا تو انہوں نے دس بجے کا وقت دیا ہے"...... سیکرٹری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے کنفرم کر دو اور رافیل سے کہہ دو کہ ہم وہاں پورے اعزاز کے ساتھ جانا چاہتے ہیں اور نواب صاحب کے لئے تحفے کے طور پر وہ نمبر چودہ کو چیک کر کے ساتھ لے جائے"...... پرنس نے کہا۔

"یس پرنس"...... دوسری طرف سے سیکرٹری نے جواب دیا تو پرنس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو بڑا آسان شکار ثابت ہو گا"...... پرنس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوبارہ تپائی پر پڑا ہوا رسالہ اٹھا لیا۔

عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا جب فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو دروازے میں لاک نہ دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ سلیمان گاؤں گیا ہوا تھا اور ابھی اس کی واپسی کا امکان نہ تھا پھر دروازہ کس نے کھولا ہے۔ عمران نے دروازے کو دبایا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد اندر سے چلنے کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ قدموں کی آواز سے ہی پہچان گیا تھا کہ آنے والا سلیمان ہے اس کا مطلب تھا کہ سلیمان اس کے اندازے سے پہلے ہی واپس آگیا ہے۔

"کون ہے"...... اندر سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"میرے علاوہ اور کون اس دروازے پر ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دروازہ کھل گیا اور سلیمان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کے

چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں کیا ہجرہ کھلا رہ گیا تھا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جی نہیں انہوں نے کہا کہ ہم اصیل رکھنا چاہتے ہیں"۔ سلیمان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"اصل تو کیا تم نقل ہو۔ حیرت ہے میں تو آج تک تمہیں اصل ہی سمجھتا رہا"...... عمران نے سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اصل نہیں جناب اصیل۔ یعنی اعلیٰ نسل کا۔ وہ کہتے ہیں کہ جس کا باورچی اس قدر مہذب ہو سکتا ہے اس کا مالک لامحالہ اصیل ہی ہو گا"...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس دیا۔

"تم نے انہیں اپنا خاندانی شجرہ نسب بتا دینا تھا۔ خوامخواہ دوڑے چلے آئے۔ چلو اب اس خوشی میں کافی کا ایک کپ پلوا دو"...... عمران نے سٹنگ روم کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یعنی آپ کے نزدیک یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ کی بجائے میں اصیل ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور آگے کچن کی طرف بڑھ گیا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ظاہر ہے سلیمان نے بڑا خوبصورت جواب دیا تھا کہ وہ بقول عمران اعلیٰ نسل کا تھا جب کہ عمران اس کے مقابل

کم تر ہے۔ عمران نے الماری کھول کر اس کے خانے میں موجود ٹرانسمیٹر نکالا اور الماری بند کر کے وہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اس نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ اوور"...... عمران نے بٹن دبا کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس اوور"...... چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو تم اس وقت اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"ہارڈ کلب میں باس اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہارڈ کلب۔ کہاں ہے اوور"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ یہ نام پہلی بار سن رہا تھا۔

"ہوٹل الفا کے نیچے ایک خفیہ جوا خانہ ہے باس اسے کوڈ میں ہارڈ کلب کہا جاتا ہے اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا نام ہے۔ بہرحال ایک کام تم نے کرنا ہے۔ ہوٹل پل میں ہالینڈ کی پرنسز واستا ٹھہری ہوئی ہے۔ اس کے باڈی گارڈ نے ایک شخص عبدالحمید کو گولی مار دی ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اس عبدالحمید پرنسز کا بازو پکڑ لیا تھا اور اسے اغوا کرنے کی کوشش کی تھی اسے گیا تو اس نے ریوالور نکال لیا جس پر پرنسز کے باڈی گارڈ نے اسے مار دی لیکن میں اس کہانی سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ شخص عبد

نوادرات کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کی رہائش گاہ گرین ووڈ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بی بلاک بتائی جاتی ہے۔ تم نے اصل حقائق معلوم کر کے مجھے رپورٹ دینی ہے اوور"...... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے سلیمان کافی کے برتن اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے میز پر برتن لگانے شروع کر دیئے۔

"تم نے تو جاتے ہوئے کہا تھا کہ تم چار روز بعد آؤ گے لیکن آج دوسرے دن ہی تم واپس آ گئے ہو اور پھر تمہارا منہ بھی سوجا ہوا ہے خیریت ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں خیریت ہے۔ میں گیا تو تھا اماں سے ملنے مگر وہ میری بڑی بہن کے گاؤں گئی ہوئی تھی اور ابھی اس کی واپسی کا کوئی پروگرام نہ تھا کیونکہ بڑی بہن کے ہاں بچے کی ولادت متوقع ہے اس لئے واپس آ گیا"...... سلیمان نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم بھی بہن کے ہاں چکر لگا آتے ہو سکتا ہے انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو"...... عمران نے کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ کو پہلے سے اطلاع تھی۔ انہوں نے پہلے ہی سب انتظام کرا دیا تھا اس لئے میرے جانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہی تھی"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"لیکن تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔ کیا اماں کی یاد آ رہی ہے"۔ عمران نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں دراصل مجھے اس بار ایک ایسا تلخ تجربہ ہوا ہے کہ مجھے اپنی بے اصلی کا انتہائی شدت سے احساس ہونے لگا ہے"...... سلیمان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"بے اصلی کا احساس کیا مطلب۔ کیسی بات کر دی تم نے"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمارے گاؤں سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ایک بڑے نواب صاحب رہتے ہیں ان کا نام نواب احمد خان ہے۔ ویسے بڑے نواب صاحب اپنے آپ کو اصیل نواب کہلاتے ہیں۔ انتہائی خشک مزاج اور سخت آدمی ہیں۔ میرا ایک رشتہ دار ان کا ملازم ہے اس سے کوئی غلطی ہو گئی تو بڑے نواب صاحب نے اسے نوکروں کے ہاتھوں کوڑوں سے پٹوایا۔ وہ شدید زخمی ہو گیا تو اسے اٹھوا کر محل سے باہر پھینکوا دیا۔ وہ بیچارہ کسی نہ کسی طرح گھر پہنچا۔ اتفاق سے میں بھی اسی روز گاؤں گیا تھا مجھے جب پتہ چلا تو مجھے بے حد غصہ آیا۔ میں نے سوچا کہ بڑے نواب صاحب کا جا کر گریبان پکڑ لوں لیکن میرے چچا زاد بھائی اور اس کے خاندان والوں نے میری منتیں کیں کہ ہم چھوٹے لوگ ہیں۔ اگر بڑے نواب صاحب کو غصہ آ گیا تو وہ پورے خاندان کو قتل کرا دیں گے۔ میں واپس آیا تو سیدھا کوٹھی پہنچا۔ وہاں بڑے صاحب کے پاس پیش ہو کر میں نے شکایت کی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بڑے صاحب

اور بڑے نواب صاحب کے بڑے قریبی تعلقات ہیں لیکن بڑے صاحب نے میری بات سن کر صرف زبانی افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسا تو ہوتا رہتا ہے اور بس"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ کون ہیں بڑے نواب صاحب میں نے تو کبھی ان کا نام نہیں سنا تم کہہ رہے ہو کہ ڈیڈی سے ان کے قریبی تعلقات ہیں"۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ جب پڑھنے ولایت گئے ہوئے تھے تب وہ کوٹھی آتے جاتے رہتے تھے پھر شاید ان کا آنا بند ہو گیا ہے۔ بہرحال بڑے صاحب اکثر شکار کھیلنے وہاں جاتے رہتے ہیں"...... سلیمان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو تم اپنے چچا زاد بھائی پر ہونے والے تشدد کا انتقام لینا چاہتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انتقام میں نے کیا لینا ہے میں تو صرف شکایت کرنا چاہتا تھا لیکن بہرحال چھوڑیں"...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"تم نے ان کا محل دیکھا ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ایک بار میں گیا تھا وہاں"...... سلیمان نے دروازے پر مڑتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تیار ہو جاؤ کل پرنس کا چان بڑے نواب صاحب کے ہاں مہمان ہوں گے اور پھر دیکھنا اس بڑے نواب صاحب کا کیا حشر ہوتا

ہے"...... عمرو نے اونچی آواز میں کہا کیونکہ سلیمان دروازے سے کچن کی طرف مڑ گیا تھا۔

"پرنس کاچان کیا مطلب۔ یہ کاچان کیا ہوا"...... سلیمان نے واپس آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

"کچن تو پرانا لفظ ہو گیا ہے اس لئے جدید نام کاچان ہے۔ بروزن باچان۔ کاغان وغیرہ وغیرہ"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن بات تو پھر وہیں آ جائے گی۔ پرنس آف ڈھمپ کے ساتھ پرنس کاچان کی بھلا کیا حیثیت ہو گی"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈھمپ تو فرضی ریاست ہے جب کہ کاچان بہرحال حقیقت ہے اور ایسی حقیقت کہ بغیر کچن میرا مطلب ہے کاچان کے زندگی کی گاڑی ہی نہیں چل سکتی اس لئے پرنس کاچان کے مقابلے پر پرنس آف ڈھمپ کی کیا حیثیت ہے۔ اصل اصل ہے اور نقل نقل۔ زیادہ سے زیادہ پرنس آف ڈھمپ پرنس آف کاچان کا سیکرٹری بن سکتا ہے ا بس"...... عمران نے سلیمان کو خوش کرنے کے لئے خود ہی سار باتوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے شاید زندگی میں پہلی بار آپ نے حقیقت کا اعتراف کیا تو کیا خیال ہے انعام میں آپ کو ایک کپ کافی مزید نہ جائے"...... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کا موڈ عمران کی بات

کر بحال ہو گیا تھا۔

"ظاہر ہے پرنس کاچان بیچارہ اب کسی کو انعام میں ہیرے موتی تو ینے سے رہا کافی کا کپ ہی دے گا"...... عمران نے جواب دیا اور سلیمان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ پھر حقیقت سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ مہنگائی کے اس دور میں کافی کا کپ قدیم دور کے ہیرے جواہرات کی تھیلیوں سے زیادہ قیمت میں بنتا ہے"...... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"دارالحکومت کے نواح میں نواب احمد خان رہتے ہیں ان کی رہائش گاہ کا نمبر چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ان کی رہائش گاہ نور محل کا نمبر یا نواب محل کا دونوں جگہوں پر نمبر ہیں جناب"...... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

"جہاں وہ خود رہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"خود تو نور محل میں رہتے ہیں"...... آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"نور محل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"واہ کیا نور بھری آواز ہے۔ یہ تو واقع نور محل لگتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے بولنے والی کو اپنی آواز کی تعریف پسند آئی ہو۔

"میرا نام ڈم ڈم ہے اور میں ہزہائی نس پرنس سلیمان آف کاچان کا سیکرٹری ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈم ڈم کیا مطلب۔ یہ کیسا نام ہے اور پرنس آف کاچان۔ یہ کاچان کیا کوئی ملک ہے یا ریاست ہے"...... اس بار دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"آپ کو موسیقی تو یقیناً دلچسپی ہوگی"...... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جی ہاں موسیقی سے کسے دلچسپی نہیں ہوتی"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"تو پھر تو آپ کو ڈم ڈم جیسے موسیقی بھرے نام سے خوشی ہونی چاہئے تھی بلکہ آپ کو تو فرمائش کرنی چاہئے تھی کہ یہ نام آپ کو بخش دیا جائے تاکہ بڑے نواب صاحب جن کے متعلق بتایا گیا ہے کہ انتہائی خشک مزاج آدمی ہیں جب آپ کا نام لیں تو کم از کم کچھ تو موسیقی ان کے منہ سے بھی نکل سکے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور دوسری طرف سے بولنے والی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"واقعی ڈم ڈم میں بڑی موسیقیت ہے۔ میرا نام آصفہ ہے اور میں

بڑے نواب صاحب کی سیکرٹری ہوں۔ بہرحال فرمائیے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... آصفہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پرنس کاچان کی خواہش ہے کہ بڑے نواب صاحب سے ملاقات کی جائے"...... عمران نے کہا۔

"کیا پرنس کاچان بھی نوادرات کے شوقین ہیں"...... آصفہ نے پوچھا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تو کیا بڑے نواب صاحب نوادرات کے شوقین ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں وہ قدیم ترین نوادرات کے بہت بڑے کلکٹر بھی ہیں اور اس موضوع پر اتھارٹی کا بھی درجہ رکھتے ہیں اور وہ صرف ملاقات بھی ان سے کرتے ہیں جن کا کسی نہ کسی طرح تعلق نوادرات سے ہو۔ کل ہالینڈ کی پرنسز دانیا بھی تشریف لا رہی ہیں۔ نواب صاحب ان سے بھی ملاقات کے لئے اس لئے آمادہ ہو گئے ہیں کہ پرنسز دانیا نوادرات کے سلسلے میں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہیں"...... دوسری طرف سے آصفہ نے کہا تو عمران کے کان پرنسز دانیا کے وہاں پہنچنے پر بے اختیار کھڑے ہو گئے۔

"اوہ پھر تو نواب صاحب واقعی پرنس کاچان سے مل کر بے حد خوش ہوں گے کیونکہ پرنس کاچان بھی اپنی ریاست میں پرنس آف نوادرات ہی کہلاتے ہیں۔ لیکن وہ ہیں قدیم نوادرات کے شائق جبکہ میں جدید نوادرات کا شوقین ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"جدید نوادرات کیا مطلب"...... آصفہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ حسن کا ایک جیتا جاگتا نوادر ہیں اور آپ کی مدھر آواز اور انتہائی دلکش ہنسی بتا رہی ہے کہ آپ بہرحال نوادر جدیدہ ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو آصفہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں نواب صاحب کی بھتیجی بھی ہوں اور ان کی سیکرٹری بھی"۔ آصفہ نے کہا۔

"اوہ پھر تو آپ نوابزادی آصفہ ہوئیں اور مجھے نواب زادی ٹائپ کے الفاظ سے بڑی چڑ ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے کسی نے گالی دے دی ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے آصفہ اور زیادہ اونچی آواز میں ہنس پڑی۔

"میں نے تو اپنے نام کے ساتھ یہ الفاظ استعمال نہیں کیے اور آپ کا خیال واقعی درست ہے میں نوادرات میں سے نہ سہی بہرحال جدیدہ تو ہوں"...... آصفہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر تو ملاقات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"بالکل ہو سکتی ہے۔ آپ بھی کل دس بجے تشریف لے آئیے۔ پرنسز واسنا بھی کل دس بجے تشریف لا رہی ہیں اور لنچ کی دعوت ہے اور میں بھی دعوت میں شامل ہوں"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں پرنس کاچان کے بغیر کیسے آسکتا ہوں۔ پرنس کاچان اس معاملے میں بے حد سخت ہے۔ وہ تو پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دے گا"۔ عمران نے کہا۔

"پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دے گا کیوں کیا مطلب"...... آصفہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"تاکہ پہاڑ کی چوٹی سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لے۔ آخر وہ کاچان جیسی بڑی ریاست کا پرنس ہے۔ اب یہ تو اس کی شان کے خلاف ہے کہ کسی درخت پر چڑھ کر چھلانگ لگائے۔ ویسے ایک بات ہے وہ بے حد ذہین چونکہ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچتے پہنچتے اس کا خودکشی کا ارادہ بدل جاتا ہے اس لئے اب تک وہ ایک ہزار ایک دفعہ خودکشی کا ارادہ کر چکا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو آصفہ ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"میری دعوت پرنس آف کاچان کے لئے بھی ہے"...... آصفہ نے جواب دیا۔

"یا اللہ ڈم ڈم کے کیسے نصیب بنائے ہیں تو نے کہ ہر بار ڈم ڈم صرف ڈم ڈم بن کر ہی رہ جاتا ہے"...... عمران نے بڑے درد بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے آصفہ کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"اب کیا ہو گیا کہ آپ نصیب کا رونا لے کر بیٹھ گئے"...... آصفہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ پرنس کاچان ہر بار ڈم ڈم سے آگے ہو جاتا ہے۔ اب دیکھیں

آپ نے بھی پرنس کاچان کو ہی دعوت دے دی۔ میں غریب ڈم ڈم پھر ویسے کا ویسا ہی رہا"...... عمران نے بڑے درد بھرے لہجے میں کہا تو آصفہ کافی دیر تک ہنستی رہی۔

"میں نے پرنس کاچان کو بڑے نواب صاحب کی طرف سے دعوت دی ہے اور آپ کو اپنی طرف سے اب تو آپ خوش ہیں"...... آصفہ نے کہا۔

"واہ اب مزہ آئے گا۔ میں خوش میرا خدا خوش لیکن ایک بات ہے میں نے سنا ہے کہ بڑے نواب صاحب واقعی بڑے نواب صاحب ہیں۔ نوکروں کو ذرا سی غلطی پر نوکروں سے پٹوا دیتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پرنس کاچان وہاں پہنچیں تو بڑے نواب صاحب کو دعوت کا علم ہی نہ ہو اور پرنس کاچان کوڑوں سے پٹتے نظر آئیں"...... عمران نے کہا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں بڑے نواب صاحب نے مجھے ہر قسم کا اختیار دیا ہوا ہے۔ یہ دعوت بڑے نواب صاحب کی طرف سے ہی سمجھئے اور جہاں تک کوڑوں سے پٹوانے والی بات ہے تو یہ بھی غلط ہے وہ تو انتہائی نرم دل آدمی ہیں۔ البتہ ان کا ایک بھتیجا ہے نواب دلاور خان وہ بہت ظالم آدمی ہے جاگیر کا سارا کام اس کے ذمے ہے لیکن وہ نواب محل میں رہتا ہے۔ یہ کوڑوں وغیرہ سے پٹوانا اسی کا کام ہے"...... آصفہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا پھر تو ٹھیک ہے۔ لیکن کیا کل کوڑا بردار نواب زادہ

صاحب سے بھی ملاقات ہوگی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں وہ بھی موجود ہوں گے لیکن فکر نہ کریں۔ نور محل میں انہیں ہاتھ میں کوڑا رکھنے کی کبھی جرأت نہیں ہو سکتی"...... آصفہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اس دعوت کا بے حد شکریہ انشاء اللہ کل دس بجے ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف"...... عمران نے کہا۔

"یس باس حکم"...... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"کل ہرہائی نس پرنس آف کاچان نے نور محل دعوت پر تشریف لے جانا ہے تم اور جوانا اس کے حسب سابق باڈی گارڈ ہو گے اور سیکرٹری ڈم ڈم۔ پرنس کی خصوصی کار اور لباس وغیرہ تیار رکھنا"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن پرنس کا لباس۔ قینچی چاہئے بڑی ہی ہی کو کیسے پہنایا جائے گا باس"...... جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ قینچی کہاں سے آگئی تمہارے ذہن میں کیا کسی سے ادھار تو

نہیں لے بیٹھے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں کسی سے ادھار کیوں لوں گا باس جب تک آپ زندہ ہیں اور آپ کے بعد بہر حال میں بھی زندہ نہیں رہ سکتا اس لئے ادھار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اس لئے کہہ رہا تھا کہ محاورہ یہی ہے کہ ادھار محبت کی قینچی ہے لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ قینچی تمہارے ذہن میں کہاں سے آگئی"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ پرنس آف کاچان۔ قینچی چھوٹی ہوتی ہوگی بڑی قینچی کو کاچان ہی کہا جاتا ہوگا"...... جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کاچان کچن سے بنا ہے یعنی ریاست کچن کا پرنس اور اتنا تو تم جانتے ہی ہو گے کہ جس طرح تم افریقہ کے پرنس ہو اس طرح کچن کا پرنس کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا تو پھر یوں کہیں ناں کہ پرنس سلیمان آف کاچان"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اس طرح نام بڑا ہو جاتا ہے اور میرے فلیٹ کا کچن بہر حال اتنا بڑا نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس ہم تیار ہوں گے"...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ابھی وہ سلیمان کو بلانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈم ڈم بول رہا ہوں سیکرٹری ٹو پرنس آف کاچان"...... عمران نے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ارے تو کیا ٹائیگر کو بھی بولنا آگیا ہے پہلے تو سنا تھا کہ ٹائیگر غراتا ہے یا پھر دھاڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"جس ٹائیگر کو آپ جیسا ٹرینر مل جائے اسے بولنا تو بہر حال آ ہی جائے گا"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر کیا بول رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس عام طور پر تو وہی کچھ بتایا گیا ہے جو آپ نے بتایا تھا کہ مقتول نے پرنسز کو اغوا کرنے کی کوشش کی اور ریوالور نکال لیا جس پر پرنسز کے باڈی گارڈ نے اپنے تحفظ میں اسے گولی مار دی لیکن میں نے اصل بات معلوم کر لی ہے۔ پرنسز دانتا کا تعلق واقعی پالینڈ کے شاہی خاندان سے ہے اور پرنسز نوادرات کی بہت بڑی کلکٹر بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نوادرات جبراً بھی حاصل کر لیتی ہے اور قیمتاً بھی۔ مقتول کا کاروبار بھی کچھ اس قسم کا ہے۔ اس کے پاس ایک قیمتی نوادر تھا۔ جو اس نے پالینڈ جا کر پرنسز کو فروخت کرنے کی کوشش کی پرنسز کو وہ پسند آگیا لیکن مقتول نے اس کی جو قیمت بتائی وہ پرنسز دینے کے

لئے تیار نہ تھی۔ مقتول نے جب اپنا نوادر واپس مانگا تو اسے ایک معمولی سا چیک دے کر وہاں سے دھکے مار کر نکال دیا گیا۔ مقتول وہاں کچھ نہ کر سکا لیکن یہاں جب اسے معلوم ہوا کہ پرنسز یہاں آئی ہوئی ہے تو اس نے آکر اپنی بقایا رقم کا تقاضا کیا جس پر جھگڑا ہو گیا اور مقتول نے واقعی ریوالور نکال کر پرنسز کو دھمکایا جس پر پرنسز کے حکم پر اس کے باڈی گارڈ نے اسے گولی مار دی"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کہانی کہاں سے معلوم کی ہے تم نے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس مقتول کے ساتھ اس کا ایک دوست اور پارٹنر بھی تھا۔ وہ دونوں اکٹھے ہی گئے تھے لیکن اس کا پارٹنر وہاں ہال میں بیٹھ گیا جب کہ مقتول نے جا کر پرنسز سے بات کی۔ جب اسے گولی مار دی گئی تو اس پارٹنر نے ہی جا کر پولیس میں رپورٹ کی لیکن پولیس نے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیے بغیر پرنسز کے خلاف مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ اعلیٰ حکام سے رابطے کے بعد انہوں نے جو مقدمہ درج کیا وہ ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے تھا اور اس میں وہی کہانی درج تھی جو پہلے آپ نے بتائی تھی پھر یہ کیس پرنسز کی وجہ سے پولیس سے لے کر سنٹرل انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس نوادر کے بارے میں معلوم ہوا جو وجہ تنازعہ بنا ہے"۔

عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں مقتول کے دوست جس کا نام احمد رضا ہے اس نے بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا کے قدیم ترین کھنڈرات سے ملنے والی کسی دیوی کا مجسمہ تھا جس کی قیمت لاکھوں ڈالروں میں ہے لیکن پرنسز نے اس کے صرف ایک لاکھ روپے ادا کیے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کس دیوی کا مجسمہ تھا اور کن کھنڈرات سے دستیاب ہوا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو میں نے معلوم نہیں کیا باس اگر آپ کہیں تو اب دوبارہ اس بارے میں تفصیلات معلوم کر لوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں معلوم کر کے مجھے پھر رپورٹ کرنا میں فلیٹ پر ہی ہوں"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جناب ہز ہائی نس آغا سلیمان صاحب پرنس آف کاچان وہ انعام تو رہ گیا"...... عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"میں نے انعام دینے کا ارادہ بدل دیا ہے"...... کچن سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ارے وہ کیوں۔ ارے ہو پرنس اور اتنے کنجوس ہو۔ پرنس تو بڑے دریا دل ہوتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جس پرنس کا سیکرٹری سمندر دل ہو اس کے پرنس بیچارے کو کنجوس ہی بننا پڑتا ہے۔ آپ نے نواب زادی آصفہ سے ڈم ڈم کر لی جب کہ مجھے اس بوڑھے اور خشک مزاج نواب کے کھاتے میں ڈال دیا۔

"اوپر سے انعام بھی مانگ رہے ہیں"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے تمہیں تو پرنس آف کاچان کی بجائے پرنس آف بڑے بڑے کان ہونا چاہئے وہاں بیٹھے بھی تم یہاں کی ساری باتیں سن لیتے ہو۔ اب تو مجھے بھی فکر لاحق ہو گئی ہے کہیں بڑے نواب صاحب تمہاری وجاہت سے متاثر ہو کر اپنی بھتیجی آصفہ کا رشتہ نہ تم سے طے کر لیں اور میں بیچارہ سیکرٹری واقعی ڈم ڈم بنا رہ جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس کا سٹینڈرڈ اب اتنا بھی گیا گزرا نہیں کہ وہ نواب زادیوں کا رشتہ لیتا پھرے۔ پرنس کے لئے پرنسز ہی مناسب رہتی ہے البتہ اب پرنسز واستا کا حدود اربعہ چیک کرنا پڑے گا"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں تیار شدہ کافی کی پیالی تھی۔

"کیا مطلب تم نے وہ باتیں کیسے سن لیں جو دوسری طرف سے گئیں جب کہ فون میں لاؤڈر کا بٹن بھی آن نہ تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنس کو اپنے سیکرٹری سے بھی ہوشیار رہنا پڑتا ہے ورنہ عام طور پر سیکرٹری کی سطح کے لوگ ہی پرنس صاحبان کے خلاف سازشیں کرتے نظر آتے ہیں اور سپیشل فون اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے"...... سلیمان نے کافی کی پیالی رکھتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے واپس چلا گیا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ تم نے سپیشل فون سے کان لگائے ہوئے تھے۔ ٹھیک ہے کل اگر ابھی پرنسز واستا سے تمہیں کوڑوں سے نہ پٹوایا تو بے شک نام بدل لینا"...... عمران نے کہا۔

"بہتر ہے ابھی سے بدل لیں۔ ڈم ڈم کی بجائے چھم چھم رکھ لیں۔ کیونکہ اس میں زیادہ موسیقیت ہے"...... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی پرنسز واتنا بے اختیار چونک پڑی۔

"یس کم ان"...... پرنسز واتنا نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا۔

"اوہ تم رابرٹ لگتے ہو ضمانت ہو گئی ہے تمہاری"۔ پرنسز واتنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں نہ صرف ضمانت ہو گئی ہے بلکہ کیس بھی ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ تمام رپورٹیں ہمارے حق میں تھیں اس لئے مجھے مقامی عدالت میں لے جایا گیا جہاں مجسٹریٹ نے رپورٹ دیکھنے کے بعد مقدمہ خارج کر دیا"...... رابرٹ نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"گرفتاری کے دوران کوئی غلط سلوک تو نہیں کیا گیا تمہارے

ساتھ"...... پرنسز واتنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو سلوک کسی پرنسز کے باڈی گارڈ سے ہو سکتا ہے وہی ہوا۔ اب تم نے خود ہی مجھے باڈی گارڈ بنا دیا تھا ورنہ تم دوست بھی کہہ سکتی تھیں"...... رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دوست کہہ دیتی تو اتنی آسانی سے تمہاری گلو خلاصی نہ ہوتی مجھے"...... پرنسز واتنا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے غور کیا جائے تو میرا یہ نیا عہدہ بھی کم دلکش نہیں ہے"۔ رابرٹ نے تیکھی نظروں سے پرنسز واتنا کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو پرنسز واتنا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ابھی یہ رسمی عہدہ ہے مجھے۔ اس میں اصلیت اس وقت پیدا ہو گی جب تم واقعی میرے لائف پارٹنر بن جاؤ گے"...... پرنسز واتنا نے کہا تو رابرٹ بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں نوادرات سے ہی فرصت نہ ملے گی اور میں اس دوران بوڑھا ہو کر قبر میں بھی پہنچ جاؤں گا"...... رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا تو پرنسز واتنا بے اختیار ہنس پڑی۔

"نہیں بس اب یہاں سے واپسی پر تمہاری حسرت پوری ہو جائے گی"...... پرنسز واتنا نے کہا تو رابرٹ کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"وعدہ"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں وعدہ اور سنوڈیوک نے کارنامہ سرانجام دے دیا ہے اس نے

سملگا کا مجسمہ تلاش کر لیا ہے"...... پرنسز واستا نے کہا تو رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"سملگا کا مجسمہ تلاش کر لیا ہے کیا واقعی"...... رابرٹ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاں یہ مجسمہ یہاں کے ایک نواب کی تحویل میں ہے اور سیکرٹری نے کل اس سے ملاقات کا وقت لے لیا ہے اور کل ہم نے وہاں جانا ہے"...... پرنسز واستا نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو ہمارا خواب پورا ہو جائے گا برنا کھا دیوی اور سملگا کا مجسمہ ہمارے پاس ہوگا۔ اس طرح ہم دنیا کے سب سے بڑے اور قیمتی خزانے پرسام کے مالک بن جائیں گے اوہ ویری گڈ"...... رابرٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اب یہ خزانہ ہم سے دور نہیں رہا۔ مجھے یقین تھا کہ سملگا کا مجسمہ پاکیشیا سے ہی ملے گا کیونکہ میری تحقیقات کے مطابق سملگا کے کھنڈرات کی کھدائی کے بعد یہ مجسمہ لارڈ برٹن کی تحویل میں رہا اور لارڈ برٹن سے یہ مجسمہ پاکیشیا کے کسی شخص نے بھاری قیمت دے کر خریدا تھا۔ لارڈ برٹن اگر فوت نہ ہو گئے ہوتے تو ان سے نام معلوم ہو جاتا لیکن اب یہ بات سامنے آگئی ہے کہ ان سے یہ مجسمہ اس نواب نے ہی خریدا ہوگا"...... پرنسز واستا نے کہا۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے کیا وہ یہ مجسمہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دے گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"یہ تو وہاں جانے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ میں کوشش کروں گی کہ اس سے خرید لوں لیکن اگر اس نے فروخت نہ کیا تو پھر اسے بہرحال حاصل تو کرنا ہی ہے"...... پرنسز واستا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس نواب کو علم ہوگا کہ سملگا اور برنا کھا دیوی کے مجسموں پر لکھے ہوئے حروف میں پرسام خزانے کا راز موجود ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"میرے خیال میں ایسا نہیں ہے ورنہ وہ لامحالہ برنا کھا دیوی کا مجسمہ تلاش کرتا"...... پرنسز واستا نے جواب دیا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اگر نواب نے اسے فروخت نہ کیا تو پھر تمہارا کیا پروگرام ہے کیا تم فوری کارروائی کرنے پر تیار ہو یا اس سلسلے میں کوئی پلان بناؤ گی"...... رابرٹ نے کہا۔

"فوری طور پر تو کچھ کرنا غلط ہوگا اس طرح ہم مشکوک بھی ہو سکتے ہیں پہلے بھی اس برنا کھا دیوی کے مجسمے کے مالک کی وجہ سے تمہیں قید میں جانا پڑا ہے۔ بعد میں کوئی پلان بنائیں گے"...... پرنسز نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پہلے تم اسے اچھی طرح چیک کر لینا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ نقلی مجسمہ ہو"...... رابرٹ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ظاہر ہے اب میں بچی تو نہیں ہوں کہ اصل اور نقل میں تمیز نہ کر سکوں گی"...... پرنسز واستا نے جواب دیا تو رابرٹ بے اختیار مسکرا

دیا اور اٹھ کر ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریک میں موجود شراب کی بوتل اٹھائی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابھی آتے ہوئے میں نے راستے میں ہوٹل تھری سٹار پر فنکشن کا بورڈ دیکھا ہے کیا خیال ہے فنکشن نہ اٹنڈ کیا جائے"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس قسم کا فنکشن ہوگا"...... پرنسز واستا نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں تو ڈانس اور پاپ سنگنگ کے ہی فنکشن ہوتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ تو بہرحال ہوگا ہی"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"او کے۔ انتظامات شایان شان ہونے چاہئیں"...... پرنسز واستا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر نیم دراز صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ساتھ ہی تپائی پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔

"صفدر بول رہا ہوں"...... صفدر نے رسیور کو کانوں سے لگاتے ہوئے کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں کیا ہو رہا ہے"...... دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہونا ہے۔ فراغت میں ٹی وی ہی دیکھا جا سکتا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"آج رات ہوٹل تھری سٹار میں بڑا زوردار فنکشن منایا جا رہا ہے کیا خیال ہے"...... تنویر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کس قسم کا فنکشن ہے جو تم اس قدر خوش ہو رہے ہو"۔ صفدر

"اگر آپ کہیں تو میں تنویر کو انکار کر دوں"...... دوسری طرف سے صالحہ نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا واقعی آپ میرے کہنے سے انکار کر دیں گی"...... صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے آپ کا حکم بجالانا تو میرا فرض ہے"...... صالحہ شاید اسے پوری طرح زچ کرنے پر تل گئی تھی۔

"اچھا تو عمران بہرحال اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اوکے تم تنویر کو انکار کر دینا اور اسے کہنا کہ جب تک عمران نہیں کہے گا تم جشن میں شرکت نہیں کرو گی"...... صفدر نے بھی ترپ چال چلتے ہوئے کہا۔

"عمران والی بات جولیا سے کہہ دیں۔ میں نے آپ کا حکم ماننے کی بات کی ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس صالحہ اگر آپ مذاق کر رہی ہیں پھر تو ٹھیک ہے اور اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں تو پھر پلیز اپنے ذہن کو بدل دیں۔ عمران صاحب کی عادت ہے ایسی باتیں کرنے کی"...... صفدر نے کہا۔

"مسئلہ ذہن کا ہوتا تو میں یقیناً بدل لیتی لیکن یہاں تو مسئلہ دل کا ہے اور اتنا تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ دل کا بدلنا ناممکن ہوتا ہے"...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے بھی دل کو سمجھانا پڑے گا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے دوسری بات

کی تو صالحہ اسے اور زیادہ خراب کرے گی اس لئے اس نے بھی جان بوجھ کر لائن بدل لی تھی۔

"یہ ہوئی ناں بات اب کیا حکم ہے"۔ صالحہ کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بحیثیت بڑے بھائی کے تو میں واقعی حکم دے سکتا ہوں لیکن کہا تو یہی جاتا ہے کہ چھوٹوں کو حکم نہ ہی دیا جائے تو بہتر ہے اس میں بڑوں کی عزت کا بھرم قائم رہتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جان بوجھ کر بڑے بھائی کی بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے صالحہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"چلیئے فی الحال ایسے ہی سہی"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو صفدر اس کے لفظ فی الحال پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہیلو میں جولیا بول رہی ہوں۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں جو ایسے قہقہے لگ رہے ہیں"...... اچانک جولیا کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تنویر نے آج رات ہوٹل تھری سٹار میں ہونے والے فنکشن کی دعوت دی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ آپ کو میں رضامند کر دوں جبکہ صالحہ کو وہ رضامند کر لے گا۔ میں نے آپ کو فون کیا تو مس صالحہ نے فون اٹنڈ کیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ وہ میرا حکم بجالانے کی پابند ہے اس پر میں نے کہا کہ میں بحیثیت بڑا بھائی حکم تو دے سکتا ہوں لیکن حکم دینا نہیں چاہتا"...... صفدر نے خود ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اسی لئے صالحہ نے فی الحال کا لفظ استعمال کیا تھا۔ ویسے

صفدر صالحہ کے دل میں تمہارے لئے نرم گوشہ پیدا ہو چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم عمران کی طرح پتھر دل نہیں بنو گے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ نے عمران صاحب کو کیسے پتھر دل کہہ دیا مس جولیا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ ہے ہی پتھر دل۔ انتہائی کٹھور آدمی۔ میں اسے اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ بہرحال تم اپنی بات کرو صالحہ میری بہن ہے اور اگر تم رضامند ہو جاؤ تو میں چیف سے بھی بات کر لوں گی"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ فی الحال فنکشن کی بات کریں۔ ایسی باتیں فوری نہیں ہوا کرتیں ان میں وقت لگتا ہے پھر کیا خیال ہے آج رات فنکشن پر چلیں گی ناں"...... صفدر نے موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں کیا حرج ہے تنویر نے خواہ مخواہ تمہیں کہہ دیا وہ مجھے دعوت دیتا تو کیا میں انکار کر دیتی"...... جولیا نے جواب دیا۔

"کیا خیال ہے عمران صاحب سے بات کی جائے۔ تنویر نے کہا تو نہیں لیکن سچی بات یہ ہے مس جولیا کہ جو لطف عمران کے ساتھ محفل کا آتا ہے وہ اس کے بغیر نہیں آتا"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ ہے ہی ایسا۔ بہرحال تم کر لو بات۔ تنویر کو میں سمجھا لوں گی"...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر

تیزی سے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ارے تم تو گاؤں گئے تھے کل ہی عمران صاحب نے مجھے بتایا تھا پھر اتنی جلدی کیسے واپسی ہو گئی۔ صفدر بول رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"ارادہ تو چار پانچ روز کا تھا لیکن اماں بڑی بہن کے ہاں گئی ہوئی تھیں اس لئے جلدی واپس آ گیا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کہاں ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"وہ رانا ہاؤس کا کہہ کر گئے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"اوکے میں وہیں فون کر لیتا ہوں۔ خدا حافظ"...... صفدر نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب یہاں آئے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"جی ہاں موجود ہیں ہولڈ آن کریں"...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو عمران بول رہا ہوں صفدر خیریت کیسے یہاں فون کیا"۔ چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں خیریت ہی ہے۔ تنویر نے سب ساتھیوں کو آج رات ہوٹل تھری سٹار میں فنکشن میں شمولیت کی دعوت دی ہے گو اس نے آپ کا نام تو نہیں لیا لیکن میری مس جولیا سے بات ہوئی ہے۔ آپ کے بغیر فنکشن کا لطف ادھورا رہ جاتا ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ بھی فنکشن میں ضرور شامل ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"کس قسم کا فنکشن ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہی جیسا ہوٹلوں میں ہوتا ہے ڈانس اور پاپ میوزک کا اور کیا ہوتا ہے۔ بہر حال بوریت سے تو نجات ملے گی"...... صفدر نے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ میرے آنے سے تنویر ہی فنکشن سے واک آؤٹ کر جائے آج کل واک آؤٹ کا فیشن ہمارے ملک میں زوروں پر ہے"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کی ذمہ داری مس جولیا نے لے لی ہے آپ فکر نہ کریں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تو اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جولیا نے تنویر کی ذمہ داری بھی لینی شروع کر دی ہے۔ اوکے پھر تو آنا پڑے گا ورنہ کہیں یہ ذمہ داری بڑھ کر کسی اور رشتے میں تبدیل نہ ہو جائے"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوکے پھر آپ رات آٹھ بجے پہنچ جائیں ہم آپ کی سیٹ رکھ لیں

گے۔ خدا حافظ"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"صفدر بول رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں صفدر ساڑھے سات بجے ہوٹل تھری سٹار پہنچ جانا۔ میں نے سب انتظامات کر لئے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"عمران کی ٹکٹ بھی لے لینا۔ مس جولیا کا حکم تھا کہ عمران بھی ساتھ رہے گا اس لئے میں نے اسے زبردستی منوایا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے جولیا نے بتایا ہے۔ مجھے عمران کے آنے پر کوئی اعتراض نہیں بشرطیکہ وہ اپنی حماقتوں سے فنکشن خراب نہ کرے"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اصل میں اس کی حماقتوں کو انجوائے نہیں کرتے۔ تم اسے انجوائے کیا کرو"...... صفدر نے کہا۔

"کوشش تو کرتا ہوں لیکن وہ بات ہی ایسی کر دیتا ہے کہ خواہ مخواہ غصہ آ جاتا ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اسے برداشت کر سکوں"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر ٹی وی دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ سات بجے اس نے اٹھ کر ٹی وی آف کیا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تیار ہو کر جب وہ فلیٹ سے نیچے اتر کر اپنی کار

میں بیٹھا تو ساڑھے سات ہونے والے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل تھری سٹار پہنچ گیا۔ ہوٹل کی وسیع وعریض پارکنگ رنگ برنگی کاروں سے اس طرح بھری دکھائی دے رہی تھی جیسے یہاں کاروں کا میلہ ہو رہا ہو۔ صفدر نے اپنی کار ایک خالی جگہ پر روکی اور کار سے اتر کر اس نے پارکنگ ٹکٹ لیا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ سے باہر استقبالیہ بنا ہوا تھا۔

"میرا نام صفدر سعید ہے میری سیٹ بک ہو گی"...... صفدر نے ایک استقبالیہ گرل سے کہا۔

"یس سر سیٹ نمبر نائن سی۔ یہ لیجئے اپنا ٹکٹ"...... استقبالیہ گرل نے ایک کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور صفدر شکریہ ادا کر کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ فنکشن کے دوران چونکہ ہر آدمی نے علیحدہ علیحدہ آنا ہوتا ہے اس لئے نام اور سیٹ نمبر استقبالیہ پر رکھ لئے جاتے ہیں جو آدمی آتا ہے وہ اپنا نام بتا کر کارڈ حاصل کر کے اندر چلا جاتا ہے۔ مین گیٹ پر موجود آدمی کو کارڈ دے کر وہ اندر داخل ہوا تو دور سے تنویر نے ہاتھ ہلایا اور صفدر اس طرف مڑ گیا۔ سوائے عمران کے تقریباً تمام ساتھی موجود تھے۔

"السلام علیکم"...... صفدر نے قریب جا کر کہا تو سب نے سلام کا جواب دیا اور صفدر ایک خالی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"ابھی تک عمران نہیں آیا"...... جولیا نے کہا۔

"آجائے گا آپ کیوں بے چین ہو رہی ہیں"...... صفدر نے کہا تو

جولیا بے اختیار جھینپ کر رہ گئی اور سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سب چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ گیٹ سے دو مسلح آدمی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور گیٹ کی سائیڈوں پر اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے ڈاکہ ڈالنے آئے ہوں لیکن دونوں ہی غیر ملکی تھے۔

"یہ کون ہیں اور اس طرح مسلح ہو کر کیوں آئے ہیں"...... چوہان نے حیران ہو کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک ہوٹل کی انتظامیہ کے چار پانچ افراد تیزی سے دوڑتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھے اور اس طرح لائن بنا کر گیٹ کے سامنے کھڑے ہو گئے جیسے کسی کا استقبال کرنے کے لئے آئے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی گیٹ کھلا اور ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے انتہائی شوخ رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا۔ سنہرے بال کاندھوں تک لٹک رہے تھے۔ کانوں میں انتہائی قیمتی ہیروں کے ٹاپس تھے۔ اس نے سر کے بالوں پر پلاٹینم کا بنا ہوا چھوٹا سا تاج پہنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی بھی اندر داخل ہوا اور ہوٹل کی انتظامیہ اس لڑکی کے سامنے جھک گئی۔ اسی لمحے ہال میں اناؤنسمنٹ شروع ہو گئی۔

"خواتین و حضرات ہمارے آج کے فنکشن کی مہمان خصوصی ہرہائی نس پرنسز واتنا آف پالینڈ تشریف لے آئی ہیں ہم ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی آمد ہمارے لئے باعث اعزاز ہے۔

"پالینڈ کی پرنسز"...... سب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر پرنسز آگے والی سیٹوں کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے لئے علیحدہ خصوصی انتظامات کیے گئے تھے۔ پرنسز کے ساتھ ایک غیر ملکی بیٹھ گیا تھا جب کہ دو مسلح افراد ان کی کرسیوں کے عقب میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔ پرنسز کی سیٹ اس انداز میں ترتیب دی گئی تھی کہ وہ سارے ہال کو دیکھ سکتی تھی اور سارا ہال انہیں دیکھ سکتا تھا۔ پرنسز کے چہرے پر بڑی باوقار سی مسکراہٹ تھی۔

"اس پرنسز کے باڈی گارڈ نے آج ہی ایک آدمی کو ہوٹل پلازہ میں گولی مار کر قتل کر دیا ہے"...... اچانک صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"قتل کر دیا ہے کیوں"...... سب نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"بتایا تو یہی جاتا ہے کہ اس آدمی نے ریوالور کے زور پر پرنسز کو ہوٹل سے اغوا کرنے کی کوشش کی اب اصل بات کیا ہے اس کا علم نہیں ہے"...... صالحہ نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا"...... جولیا نے کہا۔

"میں کھانا کھانے وہاں جاتی رہتی ہوں۔ آج میں گئی تو عمران صاحب بھی ڈائننگ روم میں موجود تھے۔ میں نے اور عمران نے مل کر کھانا کھایا۔ وہیں اس بات کا پتہ چلا۔ بتایا گیا تھا کہ عمران کے ڈیڈی اور سوپر فیاض اوپر پرنسز کے کمرے میں انکوائری کر رہے ہیں۔ پھر سپرنٹنڈنٹ فیاض عمران کے پاس آگیا تو میں چلی گئی"...... صالحہ نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن قتل کی تفتیش تو پولیس کرتی ہے سنٹرل انٹیلی جنس کا اس سے کیا تعلق"...... صدیقی نے کہا۔

"پرنسز سرکاری مہمان اور وی وی آئی پی ہے اس لئے تو عمران کے ڈیڈی خود پہنچے ہوئے تھے"...... صالحہ نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ارے وہ عمران آگیا"...... اچانک صفدر نے کہا تو سب کی نظریں گیٹ کی طرف مڑ گئیں۔ عمران واقعی گیٹ پر کھڑا اس طرح آنکھیں جھپکا رہا تھا جیسے الو کو پکڑ کر کسی نے دھوپ میں بٹھا دیا ہو۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کے آبشار پوری روانی سے بہہ رہے تھے اور اس کے جسم پر جوکروں جیسا لباس تھا۔

"لاحول ولا قوۃ یہ لباس ہے فنکشن میں پہن کر آنے کا نانسنس"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ہال میں موجود افراد کے چہروں پر بھی عمران کے لئے ناگواری کے تاثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے لیکن عمران ان سب سے بے پرواہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا پھر یکلخت ہال چپت لگنے اور ایک آدمی کے دھاڑنے سے گونج اٹھا اور ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے سر پر چپت مارو"...... ایک گنجے سر والا غصے کی شدت سے چیخ رہا تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ اپنے انداز سے انتہائی معزز آدمی لگ رہا تھا۔

"گنجے بھائی دراصل تمہاری ٹنڈ کے عین اوپر ہوٹل والوں نے تیز روشنی کا بندوبست کر رکھا ہے اس لئے میرا ہاتھ نہیں رک سکا تھا۔ تم ایسا کرو سیٹ بدل لو"...... عمران نے اسے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"منیجر۔ منیجر یہ جوکر اندر کیسے آیا ہے۔ اسے باہر نکالو۔ ابھی اور اسی وقت باہر نکالو ورنہ میں ہوٹل سیل کرا دوں گا"...... اس آدمی نے اور زیادہ غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"سیل بھی اس روشنی میں چمکنے لگے گی گنجے بھائی۔ اس لئے چھوڑو بس تم سیٹ بدل لو۔ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انتظامیہ کا ایک آدمی تیزی سے قریب آیا۔

"عمران صاحب پلیز۔ ہمارا فنکشن خراب نہ کریں۔ آپ اپنی سیٹ پر جائیں میں ان صاحب سے خود ہی معافی مانگ لیتا ہوں"...... منیجر نے عمران کے قریب آکر تقریباً گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اصل مسئلہ تو تم نے خود پیدا کر رکھا ہے منیجر صاحب کہ ان کے سر کے عین اوپر تیز روشنی کر رکھی ہے۔ اب تم خود دیکھو تمہارا اپنا دل بھی چاہ رہا ہو گا چپت لگانے کو"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"پلیز عمران صاحب میں ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز"...... منیجر نے اور زیادہ گھگھیاتے ہوئے کہا کیونکہ وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔

اسے معلوم تھا کہ اگر عمران ضد پر آ گیا تو واقعی سارا فنکشن خراب ہو جائے گا۔

"یہ ہے کون۔ اسے فوراً ہال سے باہر نکالو"...... اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب یہ علی عمران صاحب ہیں ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے صاحبزادے۔ آیئے عمران صاحب آپ کی سیٹ وہاں ہے میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں"...... منیجر نے اس آدمی سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو اس آدمی کا چہرہ یکلخت بدل گیا اور وہ خاموشی سے واپس سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"اچھا ویسے اگر واپسی کے وقت بھی میں رہ نہ سکا تو پیشگی معافی مانگ لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا صفدر اور ساتھیوں کی طرف آنے لگا۔

"یہ کیا حرکت کی ہے تم نے اور یہ کیا لباس پہن کر آ گئے ہو فنکشن میں"...... جولیا نے عمران کے قریب پہنچتے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کروں کوئی عورت آج تک مجھے گنجی نظر ہی نہیں آئی اس لئے مجبوراً مردوں کو ہی چپت مارنی پڑتی ہے اور اگر تمہیں لباس پسند نہیں آیا تو میں ابھی اتار دیتا ہوں۔ تمہارا حکم سر آنکھوں پر"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"بیٹھو بیٹھو۔ لیکن خبردار اب اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی"۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ عمران سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ واقعی لباس اتار کر مرغ بن جانے میں بیٹھ جاتا۔

"حرکت تو حرکت ہی ہوتی ہے غلط اور صحیح کیسے ہو سکتی ہے۔ البتہ الٹی سیدھی ضرور ہوتی ہے کیوں صفدر یار جنگ بہادر"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"سارے ہال والے ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں خاص طور پر اس پرنسز کی نظریں تو ہم پر جمی ہوئی ہیں۔ کیا سوچ رہی ہو گی وہ ہمارے متعلق"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پرنسز کہاں ہے پرنسز"...... عمران نے تیزی سے گھومتے ہوئے کہا اور اس طرح اچانک گھومنے کی وجہ سے وہ کرسی سمیت ایک دھماکے سے نیچے جا گرا اور ہال ایک بار پھر چونک کر اس طرف دیکھنے لگا۔ جولیا اور تنویر کے تو بے اختیار منہ بگڑ گئے جب کہ باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران جلدی سے اٹھا اور اس نے اس طرح زور زور سے کپڑے جھاڑنے شروع کر دیئے جیسے قالین کی مٹی نکالنے کے لئے اسے اٹھا کر ڈنڈوں سے پیٹا جاتا ہے اور اس بار ہال میں بے اختیار قہقہے پھوٹ پڑے۔

"کیا مطلب کیا آج ہنسنے کا فنکشن ہے پھر تو اول انعام مجھے ملنا چاہئے"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے اس قدر زوردار قہقہہ نکلا کہ ہال گونج اٹھا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو"...... جولیا اور باقی ساتھی عمران کے اس طرح قہقہہ مارنے سے بے اختیار بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا ابھی قہقہہ میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے ویسے میں تو اس سے بھی اونچا قہقہہ مار سکتا ہوں"۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"بس بس کافی ہے۔ انعام آپ کو ہی ملے گا عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر سیدھی کر دی تو عمران اس طرح خوش ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اسے واقعی اول انعام کا حق دار قرار دے دیا گیا ہو۔ اسی لمحے ایک غیر ملکی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمران کے قریب آیا۔

"پرنسز کا حکم ہے کہ آپ فنکشن کو ڈسٹرب نہ کریں"...... اس غیر ملکی نے قریب آ کر قدرے سخت لہجے میں کہا اس کے ہولسٹر سے بھاری ریوالور کا دستہ باہر نکلا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"پرنسز کا حکم ہے۔ کہاں ہے پرنسز"...... عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ سامنے تشریف فرما ہیں انہیں آپ کی احمقانہ حرکتوں کی وجہ سے ڈسٹربنس ہو رہی ہے"...... اس آدمی نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"چلو میری وجہ سے اسے کچھ نہ کچھ تو ہو ہی رہا ہے یہ غنیمت ہے ویسے کس چڑیا گھر سے تشریف لائی ہیں محترمہ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ ہالینڈ کی پرنسز واستا ہیں اور اس فنکشن کی مہمان خصوصی ہیں اور میں ان کا باڈی گارڈ ہوں اس بار تو زبان سے بات کر رہا ہوں لیکن دوبارہ آپ نے کوئی احمقانہ حرکت کی تو پھر مجھے دوسری طرح سے کھانا بھی آتا ہے"...... آنے والا واقعی ضرورت سے زیادہ ہی سخت مزاجی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"اچھا اچھا آپ جائیں اور اپنی پرنسز کو بھی بتا دیں کہ یہ آزاد ملک ہے ہم آپ کے غلام نہیں ہیں۔ جائیں"...... یکلخت تنویر نے غصیلے لہجے میں باڈی گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے پرنسز واستا ارے واہ وہ یہاں موجود ہیں کمال ہے مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں ارے واہ ابھی جا کر ان سے ملتا ہوں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا لیکن جولیا نے اسے بازو سے پکڑ کر بٹھا دیا۔

"خبردار اگر تم گئے بیٹھو یہیں۔ مسٹر تم جاؤ"...... جولیا نے پہلے عمران سے پھر باڈی گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو باڈی گارڈ ہونٹ بھینچے واپس چلا گیا۔

"ارے وہ پرنسز واستا ہے ہالینڈ کی پرنسز کوئی غیر تو نہیں ہے"۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے جولیا کے روکنے پر اسے حیرت ہو رہی ہو۔

"مجھے معلوم ہے کہ وہ پرنسز ہے اور تمہاری کزن ہوگی لیکن تم نے وہاں نہیں جانا سمجھے"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور

اسی لمحے ہال کی بتیاں یکے بعد دیگرے بجھتی چلی گئیں اور پھر سٹیج روشن ہو گیا اس کے ساتھ ہی فنکشن کے آغاز کا اعلان شروع ہو گیا۔

"خواتین و حضرات آج یورپ کی سب سے مشہور بیلے ڈانسر مس ڈورتھی اپنے فن کا مظاہرہ کریں گی۔ مس ڈورتھی اور ان کے ساتھی مسٹر مائیکل"...... اعلان کیا گیا اور دوسرے لمحے میوزک شروع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سٹیج پر ایک لڑکی اور لڑکا بیلے ڈانس کا مخصوص لباس پہنے نمودار ہوئے اور پھر بیلے ڈانس کا آغاز ہو گیا۔ جوڑا واقعی ڈانس میں بے حد ماہر تھا۔

"یہ بیچارے اتنے بڑے ہوٹل میں بھی بھوکے ہیں چچ چچ"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بھوکے کیا مطلب۔ یہ تو بیلے ڈانس کر رہے ہیں"...... ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اصل میں تو یہ بھوک رقص ہے یعنی جب آدمی بے پناہ بھوکا ہوتا ہے تو وہ کس طرح بھوک کی شدت سے ناچتا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں بیچاروں کی ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں"...... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔ بیلے ڈانس کے بعد تقریباً ہر سٹائل کے ڈانس کا مظاہرہ کیا گیا۔

"خواتین و حضرات۔ مہمان خصوصی ہر ہائی نس پرنسز واستا آف ہالینڈ کی خصوصی فرمائش پر ایک خصوصی آئیٹم کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ پرنسز ہالینڈ کے مشہور قومی ڈانس جسے پاشوری ڈانس کہا جاتا ہے کی خود

بھی ماہر ہیں۔ پرنسز کی فرمائش پر یہ ڈانس خصوصی طور پر پیش کیا جا رہا ہے"...... اعلان کیا گیا اور پھر سٹیج پر ایک جوڑا آگیا اور اس نے عجیب وغریب انداز میں ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ ابھی ڈانس ختم نہ ہوا تھا کہ اچانک عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ باشوری ڈانس نہیں ہے یہ تو پالینڈ کا عوامی ڈانس کاتا سوتا ہے۔ باشوری ڈانس ایسا نہیں ہوتا"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو اس کی آواز ہال میں گونج اٹھی اور رقص کرتا ہوا جوڑا بے اختیار رک گیا۔

"کون کہتا ہے کہ یہ باشوری ڈانس نہیں ہے یہ باشوری ڈانس ہے"...... اچانک پرنسز کے ساتھ بیٹھے ہوئے غیر ملکی نے اٹھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم کہتے ہیں۔ ہم مسمی ڈم ڈم سیکرٹری آف پرنس آف کاچان۔ ہم نے دنیا بھر کے ڈانسوں پر ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے"...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے سٹیج کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ پاگل ہے اسے روکو خواہ مخواہ ہنگامہ کر رہا ہے"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ایسا جان بوجھ کر کر رہے ہیں تاکہ پرنسز واستا کی توجہ حاصل کر سکیں"...... صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی اس کا چہرہ بگڑ سا گیا لیکن اس دوران عمران سٹیج کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"اب بولو کون ڈم ڈم کو چیلنج کرتا ہے بولو"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"آپ باشوری ڈانس کے بارے میں جانتے ہیں"...... پرنسز واستا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈم ڈم سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ بتایا تو ہے کہ میں نے ڈانسوں میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے اور اسی بنا پر پرنس کاچان نے مجھے اپنا سیکرٹری چننے کا اعزاز بخشا ہوا ہے۔ یہ باشوری نہیں ہے یہ کاتا سوتا ڈانس ہے باشوری ڈانس میں ایڑی کو بائیں طرف نہیں گھمایا جاتا بلکہ پنجے کو بائیں طرف گھمایا جاتا ہے اور باشوری ڈانس دونوں کاندھوں کو ایک سیدھ میں رکھ کر کیا جاتا ہے اور پھر ایک ہلکے سے جھٹکے سے اونچا کیا جاتا ہے۔ جب کہ گردن کا رخ چالیس زاویے پر ہونا چاہئے جب کہ کاتا سوتا میں ایڑی کو بائیں طرف گھمایا جاتا ہے۔ دونوں کاندھوں کو چالیس کے زاویے پر رکھ کر اور گردن کو بائیں طرف ساٹھ کے زاویے پر رکھا جاتا ہے۔ یہ جوڑا کاتا سوتا ڈانس کر رہا ہے باشوری نہیں کر رہا"...... عمران نے اونچی آواز میں بولنا شروع کر دیا۔

"حیرت ہے۔ ویل ڈن۔ آپ واقعی باشوری کی باریکیوں کو جانتے ہیں ویل ڈن کیا آپ کو یہ ڈانس آتا ہے"...... پرنسز واستا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی انتہائی تعجب کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مجھے تو آتا ہے لیکن میں پاکیشیا کا قومی ڈانس کرنا زیادہ پسند کرتا

ہوں البتہ آپ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ آپ باشوری میں ماہر ہیں آپ ڈانس کر کے دکھائیں تاکہ یہاں کے لوگوں کو بھی پتہ چلے کہ باشوری ڈانس کیسا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو پرنسز سر ہلاتی ہوئی سٹیج پر چڑھ آئی تو پورے ہال نے تالیاں بجانا شروع کر دیں اور پھر اس نے واقعی باشوری ڈانس کرنا شروع کر دیا۔ لوگ بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے کیونکہ پرنسز واقعی بالکل اسی انداز میں ڈانس کر رہی تھی جس طرح عمران نے بتایا تھا۔

"کیا خیال ہے آپ کا"...... پرنسز نے رکتے ہوئے کہا۔

"ڈانس کرتے ہوئے آپ کے بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلیاں آپ کا ساتھ نہیں دے رہیں پرنسز اس لئے ویری سوری آپ اس ڈانس میں ماہر نہیں کہلائی جا سکتیں اور نہ ہی ڈم ڈم آپ کو مہارت کا سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہال اس کی بات سن کر دم بخود رہ گیا۔ جبکہ پرنسز حیرت کی شدت سے منہ کھولے سٹیج پر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

"اوہ اوہ اس قدر باریک بینی۔ اوہ اوہ مجھے اعتراف ہے کہ واقعی میری انگلیاں ساتھ نہ دے رہی تھیں اوہ اوہ"...... پرنسز کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی وہ سٹیج سے اتری اور تیزی سے قدم بڑھاتی اس طرف کو آنے لگی جدھر عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر اس طرح بیٹھ گیا تھا جیسے اس نے کسی قسم کی مداخلت ہی نہ کی ہو۔

پرنسز کے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتے ہی اس کا ساتھی اور اس کے باڈی گارڈ بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے جب کہ پورے ہال کے چہرے پر عمران کے لئے انتہائی حیرت اور تحسین کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آپ پلیز کیا آپ مجھے ملاقات کا موقع بخشیں گے"...... پرنسز نے قریب آکر اس طرح ملتجیانہ لہجے میں کہا جیسے وہ پرنسز کی بجائے کوئی ادنیٰ سی عورت ہو۔ پرنسز کی آمد پر عمران کے ساتھی اس کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے لیکن عمران اسی طرح کرسی پر بیٹھا رہا تھا۔

"پرنسز تم سے مخاطب ہیں"...... جولیا نے عمران کا بازو پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو عمران اس طرح بوکھلا کر اٹھا کہ کرسی ایک بار پھر نیچے گر پڑی اور عمران نے جلدی سے جھک کر کرسی کو پکڑنا چاہا تو وہ بھی کرسی پر قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر گرا اور ہال ایک بار پھر بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پرنسز بھی بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

RAMZAN

"سوری۔ سوری۔ دراصل کرسی چیز ہی ایسی ہوتی ہے کہ جب تک قائم ہے تو اس پر بیٹھا ہوا آدمی بھی قائم ہوتا ہے جب گر پڑے تو آدمی کو بھی گرنا پڑتا ہے"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا تو پرنسز کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ آپ آخر کیا چیز ہیں۔ آپ تو بہت بڑے فلسفی ہیں۔ میں آپ

ہے مصافحہ کرنا فخر سمجھوں گی"...... پرنسس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سوری ہمارے دین میں عورتوں سے مصافحہ کرنا منع ہے۔ ویسے تو اماں بی کہتی ہیں کہ نامحرم عورتوں سے باتیں کرنا بھی منع ہے لیکن اب کیا کیا جائے عورتیں اگر اچھی ڈانسرز ہوں تو انہیں کھانا تو پڑتا ہی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو پرنسس نے بے اختیار ہاتھ واپس کھینچا اس کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھرے اور وہ تیزی سے واپس مڑ گئی۔ اس کے باڈی گارڈوں اور اس کے ساتھی نے بھی غصیلی نظروں سے عمران کی طرف دیکھا۔

"ارے ارے اس قدر غصیلی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو۔ میری طرف سے بے شک اپنی پرنسس سے ایک بار نہیں ایک ہزار بار مصافحہ کر لو۔ میں نے تمہیں تو نہیں روکا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

پرنسس واپس جا کر اپنی سیٹ پر چند لمحے بیٹھی پھر اٹھ کر گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ شاید وہ اپنی اس طرح برسرعام توہین کو برداشت نہ کر پا رہی تھی اور پھر اس کے ساتھ ہی فنکشن کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا۔

"کیا ضرورت تھی تمہیں مداخلت کرنے کی غلط کر رہے تھے ڈانس یا صحیح تمہارا کیا مطلب تھا اور یہ ڈم ڈم اور پرنس آف کاچان یہ کیا تماشہ ہے خواہ مخواہ ہم سب کو بھی تماشہ بنا کر رکھ دیا ہے تم نے"...... جولیا نے

انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے غلط تو نہیں کیا۔ کیا نامحرم عورتوں سے مصافحہ کیا جا سکتا ہے کیوں صفدر"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے جولیا کی بات پر انتہائی حیرت ہو رہی ہو۔

"میں مصافحے کی بات نہیں کر رہی ڈانس کی بات کر رہی ہوں"۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"چھوڑیں مس جولیا ویسے ایک بات ہے عمران صاحب نے واقعی پورے ہال پر اپنی دھاک بٹھا دی ہے اور کم از کم میرے لئے تو واقعی یہ نئی بات ہے کہ عمران صاحب پالینڈ جیسے ملک کے رقصوں کی اس قدر باریکیاں بھی جانتے ہوں گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا

"اسے یہ باتیں نجانے کہاں سے آ جاتی ہیں مجھے تو یہی آج تک سمجھ میں نہیں آیا"...... تنویر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ باتیں صرف دعوتیں کھلانے سے نہیں آتیں۔ جان مارنی پڑتی ہے۔ بہرحال کھانا منگواؤ اس پرنسس کی وجہ سے خواہ مخواہ بوریت ہو گئی ہے۔ جبکہ ماہر بنتی تھی پاشوری ڈانس میں ہونہہ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تنویر نے ویٹر کو بلا کر کھانے کا آرڈر دے دیا کیونکہ کھانا اب پورے ہال میں سرو کیا جانے لگا تھا۔

جدید ماڈل اور خصوصی ساخت کی سفید رنگ کی کار بڑی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو اس نے رات کو ہوٹل تھری سٹار میں پہنا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹ پر سلیمان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سفید سلک کی شیروانی سنہری دار پاجامہ اور سر پر ایک خصوصی ساخت کی زرد رنگ کی پگڑی تھی جس کی کلغی پر سامنے ایک انتہائی قیمتی اور نایاب ہیرا جگمگا رہا تھا۔ اس کے گلے میں بھی انتہائی قیمتی ہیرے اور دیگر جواہرات کے تین ہار پڑے ہوئے تھے۔ پیروں میں سلیم شاہی جوتی تھی۔ کار کی سائیڈ پر ایک سرخ رنگ کا جھنڈا پھڑپھڑا رہا تھا جس پر ایک چائے کی سیدھی پیالی پر چائے کی ایک الٹی پیالی رکھی ہوئی تھی لیکن ان دونوں کے مل جانے سے ایک بیضوی سا گولہ بن گیا تھا جس کی ایک سائیڈ پر اوپر نیچے کنڈے باہر کو

نکلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ ان کے پیچھے لینڈ کروزر جیپ تھی جس میں جوزف اور جوانا باڈی گارڈوں کی مخصوص وردی پہنے اور سائیڈ ہولسٹروں میں بھاری ریوالور لگائے موجود تھے۔ اس جیپ کے باہر بھی ایسا ہی جھنڈا پھڑپھڑا رہا تھا۔

"رات ہماری پرنسز واشنا سے ملاقات ہوئی تھی۔ بہت خوبصورت لڑکی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے بیک مرر میں سلیمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنی اوقات میں رہ کر بات کیا کرو سیکرٹری پرنس سے اس طرح مخاطب ہوا کرتے ہیں"...... سلیمان نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔

"بس بس زیادہ پھیلو نہیں ورنہ کار سیدھی لے جا کر بڑے نواب صاحب کے کچن میں روک دوں گا تجھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب میں ریہرسل بھی نہ کروں پرنس آف کاچان بننے کی"۔ اس بار سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ عمران جو کچھ کہتا ہے وہ کر بھی سکتا ہے اس لئے اس نے عافیت اسی میں سمجھی تھی کہ واقعی اپنی اوقات میں رہے۔

"ارے تم تو آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کے صدر ہو۔ ساری عمر تمہاری کاچان میں گزری ہے ابھی تمہیں ریہرسل کی ضرورت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے آپ مجھے یہیں اتار دیں۔ میں باز آیا پرنس بننے

ہے"...... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں تمہیں اس جلسے میں اگر میں نے اتار دیا تو لڑکے پتھر مارنا شروع کر دیں گے اس لئے بیٹھے رہو اطمینان سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو الٹا مجھے سزا دینی شروع کر دی ہے۔ اس سے تو اچھا بڑے نواب صاحب یا ان کا بھتیجا ہے جو کوڑے مار کر جسم زخمی کرتے ہیں آپ نے تو روح پر کوڑے مارنے شروع کر دیئے ہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب تم نے واقعی پرنسوں جیسی باتیں شروع کر دی ہیں اس لئے ہز ہائی نس پرنس کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ پرنسز وانتا سے رات ہوٹل میں ملاقات ہوئی تھی"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے سیکرٹری جیسی مخلوق کہاں باز آ سکتی ہے بڑے لوگوں کو جا کر دیکھنے سے"...... سلیمان نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری بے چارے کو تو معلوم ہی نہ تھا اگر معلوم ہوتا تو پھر پرنس آف کاچان مع باڈی گارڈوں کے وہاں پہنچتا بس اتفاقاً تنویر کی دعوت پر وہاں گیا تو محترمہ بھی وہاں براجمان تھی اور ہز ہائی نس کی خدمت میں عرض ہے کہ سیکرٹری ڈم ڈم نے وہاں پرنس کی دھاک بٹھا دی۔ پرنسز نے اپنے آپ کو پالینڈ کے قومی ڈانس باشوری کا ماہر بتایا اور پھر اس کے سامنے ایک جوڑے نے باشوری ڈانس شروع کیا

جب کہ وہ غلط کر رہے تھے اس پر سیکرٹری ڈم ڈم جس نے ڈانسوں پر ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے پرنس آف کاچان نے مجھے ازراہ کرم اپنا سیکرٹری بنا لیا ہے سے یہ غلطی کیسے برداشت کر سکتا تھا چنانچہ سیکرٹری نے انہیں بتا دیا کہ یہ ڈانس غلط ہے اور اصل ڈانس ایسا ہوتا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو اب مجھے بتا دیا مگر مجھے تو ڈانس کی الف ب بھی نہیں آتی"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو تم نے ڈانس میں ڈاکٹریٹ سیکرٹری رکھا ہوا ہے کیونکہ پرنس آف کاچان پر سرکاری طور پر ڈانس پر پابندی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا وہاں جانے کا جو اصل مقصد ہے وہ کس طرح پورا ہو گا۔ آپ تو نوابزادی آصفہ سے گپیں ہانکیں گے اس سے فرصت ملے گی تو پرنسز وانتا آپ سے ڈانس سیکھے گی میں کیا کروں گا"...... سلیمان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تم بڑے خان کی پوری جاگیر کا سودا کر لینا"...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

"جاگیر کا سودا کیا مطلب"...... سلیمان نے حیران ہو کر کہا۔

"سودا کیسے ہوتا ہے۔ کاش تم کاسم دی گریٹ سے سبق سیکھ لیتے جو کھڑے کھڑے بڑے سے بڑا ہوٹل خریدنے کا اعلان کر دیتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر بڑے نواب صاحب پیچھے پڑ آمادہ ہو گئے تب"۔ سلیمان نے کہا۔

"تمہاری جیب میں گارنٹیڈ چیک بک موجود ہے۔ ایک چیک پر دستخط کر کے اس کے منہ پر مارنا جو جی چاہے رقم لکھ لے اور بس"۔ عمران نے جواب دیا۔

"وہ بوڑھا تجربہ کار آدمی ہے۔ اگر اس نے بنک سے تصدیق کر لی تو مجھے یقین ہے کہ ہماری بھی ویسی ہی حالت ہو گی جیسی میرے رشتہ دار کی ہوئی تھی"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم پرنس آف کاچان ہو۔ چیک بک سوئٹزرلینڈ کے ایک بنک کی ہے اور تم اس بنک کے خود مالک ہو۔ کیا تجھے وہاں نام استعمال نہیں ہوتے صرف نمبر استعمال ہوتے ہیں رہی رقم تو بڑا نواب اپنی زندگی کی قیمت بھی ساتھ ڈال دے تب بھی کیش ہو سکتا ہے۔ پندرہ نمبروں والے گارنٹیڈ چیک پر پوری دنیا کے بنک خالی ہو سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سلیمان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"پھر۔ پھر تو ایک چیک میں خود نہ کیش کرا لوں خوامخواہ باورچی خانے میں پڑا سڑتا رہتا ہوں"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جیل خانے کی کوٹھڑی سے تو باورچی خانہ بہرحال زیادہ ہی بہتر ہو گا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جیل خانے کا کیا مطلب اگر بڑے نواب کے نام کا چیک کیش ہو سکتا ہے تو میرے نام کا کیوں نہیں ہو سکتا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کھاتہ کلوز ہو چکا ہے۔ تم نے اپنے ملک کا جھنڈا نہیں دیکھا اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ تمہارے ملک کا ہر کھاتہ کلوز ہے اور جب کھاتہ کلوز ہو چکا ہو تو پھر چیک جاری کرنے کا مطلب بنک سے فراڈ ہوتا ہے اور فراڈ کی سزا جیل خانہ"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرے پہلے پوچھنے پر تو آپ نے بتایا تھا کہ چائے کی سیدھی پیالی پر الٹی پیالی رکھی ہوئی ہے اب آپ کہہ رہے ہیں کہ کھاتہ کلوز یہ کیا سلسلہ ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"جس علاقے میں ملک کاچان واقع ہے وہاں یہ رواج ہے کہ جب مہمان کو چائے کی پیالی دی جاتی ہے تو مہمان اگر چائے پینے کے بعد اسے سیدھا رکھے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اسے مزید چائے چاہئے۔ چنانچہ کپ دوبارہ بھر دیا جاتا ہے اور جب تک پیالی سیدھی رکھے گا چائے اس میں مزید ڈالی جاتی رہے گی اور اسے ہر حالت میں پینی پڑے گی ورنہ یہ میزبان کی توہین ہو گی اور میزبان اپنی توہین میں مہمان کو گولی بھی مار سکتا ہے لیکن جب مہمان مزید چائے طلب نہیں کرے گا تو وہ پیالی کو پرچ میں الٹا کر کے رکھ دے گا۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ بس۔ تمہارے ملک کے جھنڈے میں دونوں نشان موجود ہیں۔

سیدھی پیالی کے اوپر الٹی پیالی ۔ یعنی تم مہمان بھی ہو اور میزبان بھی ۔ چائے مزید پینا بھی چاہتے ہو اور نہیں بھی پینا چاہتے"...... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر بڑے نواب صاحب یا اس پرنسو واستا نے یہی بات پوچھ لی تو کیا میں اسے بھی یہی تفصیل بتاؤں گا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تفصیل تو صرف تمہارے اور میرے لئے ہے یعنی سیکرٹری اور پرنس کے درمیان ۔ وہاں تو تم بتاؤ گے کہ یہ دنیا ہے جسے کاچان کے کنڈے لگے ہوئے ہیں تاکہ کنگ آف کاچان جب چاہے دو انگلیوں پر پوری دنیا کو نچا دے"...... عمران نے کہا اور سلیمان بے اختیار ہنس پڑا اور پھر تقریباً دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد کار ایک قدیم انداز کی بنی ہوئی محل نما حویلی کے بڑے پھاٹک میں داخل ہوئی ۔ وسیع و عریض کھلا صحن تھا جس کی ایک سائیڈ پر جہازی سائز کا پورچ بنا ہوا تھا جس کے اندر چار کاریں موجود تھیں لیکن یہ پورچ اتنا بڑا تھا کہ کسی بڑے سے بڑے کاروں کے شوروم سے بھی بڑا تھا اس لئے عمران نے ان کاروں کے ساتھ جا کر اپنی کار روکی اور پھر دروازہ کھول کر وہ تیزی سے نیچے اتر آیا جب کہ سلیمان اسی طرح اکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی لمحے دو مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے ان کے آگے آگے ایک موٹا سا آدمی تھا جس نے بند گلے کا کوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ مینڈک کی طرح اچھلتا ہوا آ رہا تھا۔ عمران کی کار کے پیچھے لینڈ کروزر جیپ رکی اور جوانا اور جوزف

نیچے اتر کر کار کی سائیڈ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

"ہز ہائی نس پرنس کاچان تشریف لے آئے ہیں"...... عمران نے اس موٹے سے کہا جو عمران کے قریب آ کر اب کھڑا مسلسل ہانپ رہا تھا لیکن اس کی نظروں میں حیرت تھی۔ عمران نے جیسے ہی پرنس کا نام لیا موٹا اس کے سامنے رکوع کے بل جھکتا چلا گیا۔

"م م م مینیجر ہوں پرنس بڑے نواب صاحب کا مینیجر رفیع الدولہ"۔ مینیجر نے ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں پرنس نہیں ہوں مسٹر رفیع الگولہ میں تو سیکرٹری ہوں میرا نام ڈم ڈم ہے۔ پرنس تو کار میں موجود ہیں۔ کہاں ہیں بڑے نواب صاحب انہیں طلب کرو تاکہ وہ پرنس کا استقبال کریں ورنہ پرنس آف کاچان کو غصہ آ گیا تو تمہاری حویلی ایک لمحے میں قبرستان میں تبدیل ہو سکتی ہے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ۔ م م مگر مگر پرنسو واستا کا تو استقبال میں نے کیا ہے بڑے نواب صاحب تو اندر حویلی میں استقبال کرتے ہیں"...... مینیجر نے سیدھا ہو کر آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اس حویلی کا یہی رواج ہے پھر ٹھیک ہے پرنس آف کاچان ہر جگہ کے رواجات کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں تشریف لے آیئے پرنس"...... عمران نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر سر جھکاتے ہوئے کہا تو سلیمان بڑے اکڑے ہوئے انداز میں باہر آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی مینیجر ایک بار پھر اس کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

"سیکرٹری"...... سلیمان نے بڑے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی پرنس"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمارے استقبال کے لئے نواب صاحب کو یہی دیگ ملی تھی۔ کیا کوئی نفیس اور خوبصورت نقش و نگار والی دیگچی میرے استقبال کے لئے نہ آسکتی تھی"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شادی پر دیگیں ہی پیش کی جاتی ہیں پرنس اور شادی کا مطلب خوشی ہوتا ہے اس لئے نواب صاحب نے دیگ بھیج کر دراصل آپ کا بھرپور استقبال کیا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا پھر ٹھیک ہے"...... سلیمان نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شش شش شکریہ حضور۔ شکریہ حضور"...... منیجر نے اطمینان بھرا لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پرنس نے یہیں کھڑے کھڑے کنگ بن جانا ہے یا کہیں جانا بھی ہے"...... عمران نے کہا تو منیجر اچھل پڑا۔

"تت تت تشریف لے آیئے حضور"...... منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ گیا البتہ اس کے پیچھے موجود دونوں مسلح افراد دائیں بائیں ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور پھر سب سے آگے سلیمان اس کے پیچھے عمران اس کے پیچھے جوزف اور جوانا اور سب سے

آخر میں دونوں مسلح افراد چل پڑے۔ ایک طویل راہداری سے گزر کر وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آپ تشریف رکھیں حضور بڑے نواب صاحب پرنس واتا کے استقبال سے یقیناً اب تک فارغ ہو چکے ہوں گے۔ میں انہیں آپ کی آمد کی اطلاع کرتا ہوں"...... منیجر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا جب کہ اس کے ساتھ آنے والے دونوں مسلح افراد کمرے کے دروازے کے باہر دائیں بائیں کھڑے ہو گئے تھے۔ کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا اور اس میں موجود فرنیچر بھی انتہائی جدید اور انتہائی قیمتی نظر آرہا تھا۔ دیواروں پر بڑے نواب صاحب کی ایک قد آدم تصویر نظر آرہی تھی۔ بڑے نواب صاحب بھاری بھرکم چہرے لمبے قد اور بھاری جسم کے تھے۔ ان کے چہرے سے جلال کے ساتھ ساتھ جمال بھی نظر آرہا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ایک اور تصویر تھی جس میں ایک باریش آدمی چوڑے چہرے کے ساتھ ایک شاہانہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنا ایک پیر ایک زندہ شیر کے جسم پر رکھا ہوا تھا جو بڑے مؤدب انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے یہ سب کچھ ایک نظر میں دیکھ لیا۔

"تشریف رکھیئے پرنس"...... عمران نے سلیمان کو کھڑا دیکھ کر کہا۔

"یہ ہماری شان کے خلاف ہے سیکرٹری کہ ہم پہلے بیٹھیں اور پھر اٹھیں اس لئے ہم اس وقت بیٹھیں گے جب دوبارہ نہ اٹھنا

"چے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اپنے سیکرٹری کو اجازت دیجئے حضور کیونکہ سیکرٹری نے ابھی زندہ رہنا ہے اور زندہ آدمی اٹھتا بھی ہے اور بیٹھتا بھی ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر اچھل کر اکڑوں بیٹھ گیا۔ دونوں پیر اس نے کرسی کی سیٹ کے اوپر ہی رکھ لئے تھے۔

"اوہ تو یہ بات ہے پھر تو ہم بھی زندہ رہنا چاہتے ہیں تاکہ پرنسز واستا کو تو دیکھ لیں شاید پرنس آف کاچان کا کچن رنگین ہو جائے"۔ سلیمان نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ جوزف اور جوانا خاموشی سے سلیمان کی کرسی کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں کھڑے رہے ان دونوں کے چہرے سپاٹ تھے۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی پھر دروازہ کھلا اور مینجر اندر داخل ہو کر ایک طرف ہٹ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"بڑے نواب صاحب ہز ہائی نس پرنسز واستا آف پالینڈ کے ہمراہ تشریف لے آرہے ہیں"...... مینجر نے چوبداروں کے انداز میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کھلے دروازے سے بڑے نواب صاحب اندر داخل ہوئے وہ ہو بہو اپنی تصویر کے مطابق تھے اس لئے انہیں دیکھتے ہی عمران نے پہچان لیا کہ یہی بڑے نواب صاحب ہیں۔ ان کے ساتھ پرنسز واستا تھیں ان کے پیچھے ایک غیر ملکی تھا جسے ہوٹل تھری سٹار میں بھی پرنسز کے ساتھ بیٹھا ہوا عمران نے دیکھا تھا۔

"ارے پرنسز واستا اور یہاں۔ تو کیا میں ابھی تک ہوٹل تھری سٹار

ہی ہوں"...... عمران نے یکلخت اچھل کر کرسی پر ہی کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں مل مل کر اس طرح پرنسز واستا کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"سیکرٹری پہلے تعارف کی رسم ادا کرو"...... سلیمان نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اس کی نظریں پرنسز واستا پر جیسے چپک سی گئی تھیں۔ اندر آنے والے سب لوگ انتہائی حیرت بھری نظروں سے سلیمان۔ اس کے پیچھے کھڑے دیو ہیکل جوزف اور جوانا اور کرسی پر کھڑے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"ارے ہاں تعارف تو انتہائی ضروری ہوتا ہے"...... عمران نے اچھل کر کرسی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔

"میرا نام ڈم ڈم ہے اور میں پرنس آف کاچان کا سیکرٹری ہوں۔ پرنس کاچان آپ کے سامنے بنفس نفیس موجود ہیں۔ ان کے عقب میں ان کے باڈی گارڈ ہیں بڑے ظالم اور جنگ جو قسم کے باڈی گارڈ۔ یہاں تک کہ ہم سیکرٹری ہونے کے باوجود اگر پرنس کو غصے کی نظر سے دیکھ لیں تو وہ ہمیں بھی گولی مارنے سے دریغ نہیں کریں گے"...... عمران نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تو یہ تھا ہمارا تعارف اب آپ اپنا تعارف کرائیے تاکہ میں پرنس آف کاچان کو بتا سکوں کہ آنے والے واقعی اس حیثیت کے مالک ہیں کہ ان کے آنے سے پرنس کاچان کی عزت افزائی ہوئی ہے"...... عمران

کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح رواں تھی۔

"ہمارا نام نواب احمد خان عرف بڑے نواب ہے اور یہ ہماری مہمان ہالینڈ کی پرنسز واستا ہیں"...... بڑے نواب صاحب نے جواب میں اپنا اور پرنسز واستا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہم بڑے نواب صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمارے استقبال کے لئے اپنے ساتھ پرنسز واستا کو بھی لے آئے ہیں ہم پرنسز واستا کے بھی مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں اپنی ملاقات کا شرف بخشا ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں بڑے نواب صاحب سے مصافحہ کیا اور پھر پرنسز واستا کے سامنے صرف سر جھکا کر آداب کیا اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بے حد شکریہ پرنس آف کاچان یہ واقعی ہماری عزت افزائی ہے کہ آج ہم پرنسز واستا کے ساتھ ساتھ پرنس آف کاچان کے بھی میزبان ہیں"...... بڑے نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور پرنسز واستا دونوں سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ عمران سلیمان کے ساتھ والی کرسی پر ایک بار پھر چڑھ کر اکڑوں بیٹھ گیا تھا۔

"ہمیں پرنس آف کاچان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہیں لیکن یہ کاچان ہے کہاں"...... پرنسز واستا نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اور اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان جس کے منہ پر بڑی بڑی سیاہ مونچھیں تھیں اندر داخل

ہوئے۔

"یہ ہماری بھتیجی اور سیکرٹری نواب زادی آصفہ ہے اور یہ ہمارا بھتیجا نواب زادہ آصف رضا خان ہے اور یہ پرنس آف کاچان اور ان کے سیکرٹری مسٹر ڈم ڈم اور ان سے تو آپ مل ہی چکے ہیں پرنسز واستا آف ہالینڈ"...... بڑے نواب صاحب نے مسکرا کر تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ سیکرٹری ہیں۔ جس طرح آپ کی آمد خوبصورت ہے اس طرح آپ خود بھی خوبصورت ہیں۔ پرنسز واستا کے سامنے تو آپ کا حسن اور بھی نکھر آیا ہے"...... عمران نے اچھل کر دوبارہ فرش پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر آصفہ کے سامنے سینے پر ہاتھ رکھ کر جھک گیا۔

"تو آپ ہیں سیکرٹری ڈم ڈم بہت خوب۔ لیکن یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے آپ نے جوکروں والا"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ پرنس کاچان کے سیکرٹری کا سرکاری لباس ہے۔ آپ آیئے میرے ساتھ تشریف رکھیئے۔ سیکرٹری با سیکرٹری"...... عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"سوری میں چچا حضور کے ساتھ بیٹھوں گی"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا جب کہ اس کے ساتھ کھڑا ہوا نواب زادہ غصے سے بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا کیونکہ نہ صرف عمران بلکہ سلیمان نے بھی اسے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا وجود عدم وجود

برابر ہو۔

"اچھا حضور یہ آپ نے کن مسخروں کو حویلی میں بلالیا ہے۔ کون لوگ ہیں یہ نانسنس۔ انہیں نہ ہی بات کرنے کی تمیز ہے اور نہ کسی کی عزت کرنا ہی جانتے ہیں۔ کہاں ہے یہ کاچان اور کون ہے یہ پرنس اور یہ مسخرہ سیکرٹری"...... اچانک نواب زادے نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"یہ تو ہمیں خود بھی معلوم نہیں بھتیجے کہ یہ کاچان کہاں ہے۔ البتہ یہ ہمارے مہمان ہیں اور مہمانوں کو بہرحال اس حویلی میں خوش آمدید کہنا ہماری خاندانی روایت ہے اس لئے غصہ تھوک دو اور پرنس واشا کے ساتھ بیٹھ جاؤ"...... بڑے نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو نواب زادہ ہونٹ بھینچتے ہوئے جلدی سے بڑھ کر پرنس واشا کے ساتھ والی کرسی پر اکڑ کر بیٹھ گیا جب کہ آصفہ بڑے نواب صاحب کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"بڑے نواب صاحب آپ فوراً آٹھ کالے بکروں کا صدقہ دے دیں کیونکہ آپ کے بھتیجے نے پرنس کاچان کے ساتھ ساتھ اس کے سیکرٹری کی بھی توہین کی ہے۔ پرنس کاچان کی توہین کے باوجود زندہ بچ جانے پر دو کالے بکرے اور پرنس کاچان کے سیکرٹری کی توہین پر زندہ بچ جانے پر چار کالے بکرے اور باڈی گارڈوں کی توہین کے باوجود خاموش رہ جانے پر ایک کالا بکرا"...... عمران نے کرسی سے نیچے اتر کر بڑے نواب صاحب سے کہا اور ایک بار پھر اچھل کر کرسی پر اکڑوں بیٹھ

کیا۔

"یہ آپ کس طرح کرسی پر بیٹھے ہیں کیا آپ ٹھیک طرح نہیں بیٹھ سکتے"...... اس بار آصفہ نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک طرح اوکے آپ بھی چونکہ سیکرٹری ہیں اس لئے آپ کی بات ماننا میرا پیشہ وارانہ فرض ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی گیند کی طرح ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے بڑے نواب صاحب۔ آصفہ۔ پرنس واشا اور نواب زادہ آصف رضا صاحب کے حلق سے بے اختیار حیرت بھری آوازیں نکلیں جب عمران ہوا میں قلابازی کھا کر کرسی کی سیٹ پر سر رکھ کر الٹا ہوا میں کھڑا نظر آنے لگا تھا اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی اوپر کو اٹھیں ہوئی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا بکواس ہے۔ یہ کیا حماقت ہے"...... نوابزادہ آصف رضا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"دیکھا ہمارے صحیح طرح سے کھڑے ہونے کا فائدہ کہ جتنے نس تھا وہ چلا گیا"...... عمران نے اچھل کر سیدھے کھڑا ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اس بار وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پرنس کاچان آپ ہمارے ہاں تشریف لائے ہماری عزت افزائی کی لیکن آپ کی آمد کا مقصد کیا ہے کیا ہم یہ مقصد جان سکتے ہیں"...... بڑے نواب صاحب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پرنس کاچان کو بتایا گیا ہے کہ آپ کے پاس انتہائی قیمتی اور انتہائی نایاب نوادرات کا ذخیرہ ہے۔ پرنس وہ ذخیرہ دیکھنے کے لئے آپ کے مہمان بنے ہیں اور اس کے ساتھ ہی میں سیکرٹری ڈم ڈم آپ کو پرنس آف کاچان کی طرف سے دعوت دیتا ہوں کہ آپ کاچان تشریف لے آئیں اور پرنس کاچان کے نوادرات کا ذخیرہ دیکھیں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو نواب صاحب اور پرنسز داستا دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ کیا کاچان میں بھی نوادرات کا کوئی قیمتی ذخیرہ موجود ہے لیکن ہمیں تو آج تک اس کا علم ہی نہیں ہو سکا"...... بڑے نواب صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جب آپ کو کاچان کا ہی علم نہ تھا تو ظاہر ہے آپ کو اس کے ذخیرے کا علم کیسے ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بڑے نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آصفہ مہمانوں کو ابھی تک مشروب پیش نہیں کیا گیا"۔ بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"ہم اپنی اس کوتاہی پر شرمندہ ہیں چچا حضور"...... آصفہ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ چند لمحوں بعد باوردی ملازم اندر داخل ہوئے انہوں نے ہاتھوں میں سنہری ٹرے اٹھائے ہوئے تھے جن میں بڑے بڑے نفیس گلاس تھے جن پر باقاعدہ سرپوش رکھے ہوئے تھے۔ بڑے نواب صاحب نے خود اٹھ کر ایک گلاس اٹھایا اور

سلیمان کے سامنے خود ہی جھک کر پیش کر دیا۔

"شکریہ"...... سلیمان نے اٹھ کر نواب صاحب کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ دوسرا گلاس بڑے نواب صاحب نے اٹھا کر پرنسز داستا کو پیش کر دیا جس نے بھی شکریہ ادا کر کے گلاس لے لیا۔ تیسرا گلاس بڑے نواب صاحب نے اٹھایا اور واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے آصفہ نے مسکراتے ہوئے ایک گلاس اٹھایا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"صرف گلاس یا مشروب بھی"...... عمران نے اس کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار ہنس پڑی اور دوسرا گلاس اٹھا کر بڑے نواب صاحب کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

"سیکرٹری اس قدر لذیذ مشروب پیش کرنے پر ہماری طرف سے بڑے نواب صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا جائے"...... سلیمان نے گلاس سے مشروب کی چسکی لیتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صرف ایک گھونٹ کا شکریہ ادا کرنا آداب مہمانداری کے خلاف ہے پرنس۔ جب آپ پورا گلاس اپنے حلق میں انڈیل لیں گے تو پھر شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے اپنی طرف سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ سب کے کانوں تک آسانی سے پہنچ گئی اور بڑے نواب صاحب کے ساتھ ساتھ آصفہ اور پرنسز داستا بھی ہنس پڑی۔

"آپ کے پاس کون کون سے نوادرات ہیں پرنس"...... بڑے

نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے اس بار براہ راست سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارے نوادرات کے ذخیرے میں یوں تو سینکڑوں ایسے آئٹم ہیں بڑے نواب صاحب کہ جن کے نام ہمیں خود بھی یاد نہیں ہیں اس ہم نے علیحدہ سیکرٹری آف نوادرات رکھا ہوا ہے البتہ چار ایسے نوادرات ہمارے پاس ہیں جو دنیا کے کسی دوسرے ذخیرے میں نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک نوادر کا نام شب دیگ ہے جب کہ دوسرے کا نام جلفرازی تیسرے کا نام چار رنگ بریانی اور چوتھے کا نام کھرا مصالحہ ہے"...... سلیمان نے مشروب کا گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا تو بڑے نواب صاحب کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ آصف کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ نوادرات کے نام ہیں کیا مطلب یہ تو مشرقی کھانوں کے نام ہیں"...... نواب صاحب نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاچان میں نوادرات کے نام کھانوں پر رکھے جاتے ہیں جناب نواب صاحب اس لئے پرنس نے یہ نام لئے ہیں۔ میں نے سیکرٹری نوادرات سے ان چاروں نوادرات کی تفصیل معلوم کی ہوئی ہے یونان کے سب سے بڑے دیوتا کا قیمتی اور نایاب مجسمہ جس کی تلاش میں پوری دنیا کے ماہرین آج تک سرگرداں ہیں اور جو ماہرین کے مطابق دیوتا نے اپنے ہاتھوں سے بنا کر کوہ ایلپس کی چوٹی پر رکھا اسے کاچان میں شب دیگ کہا جاتا ہے اور کافرستان کے سب سے قدیم

مندر شوالا کا وہ مجسمہ جو آج سے ہزاروں سال پہلے اسی مندر سے چرالیا گیا تھا جو ایک بڑے ہیرے کو تراش کر بنایا گیا تھا۔ وہ بھی پرنس کاچان کے ذخیرے میں موجود ہے اور اس کا نام پرنس نے آپ کو جلفرازی بتایا ہے۔ ناپال کے صدیوں پہلے کے مشہور بادشاہ ٹاکورا کا وہ ہاتھ جس کی وہ پوجا کرتا تھا اور جو ایک بڑے نیلم کو تراش کر بنایا گیا ہے اور جس کی قیمت اس پوری دنیا کے خزانے بھی مل کر ادا نہیں کر سکتے وہ بھی پرنس کاچان کے ذخیرے میں ہے اور اسے کاچان میں چار رنگی بریانی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح [illegible] اور نایاب سونے کا وہ پیالہ جسے قدیم مصر میں شاہی پیالہ کہا جاتا تھا اور جس میں ایک روایت کے مطابق مصر کے قدیم ساحروں نے آب حیات بھر کر رکھا ہوا تھا اور جسے پینے کی حسرت لئے مصر کے بڑے بڑے بادشاہ ختم ہو گئے اور ان کے درمیان اس آب حیات کے حصول کے لئے بڑی بڑی جنگیں ہوتی رہیں لیکن پھر یہ آب حیات اچانک آسمان پر اڑ کر چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ آب حیات تو شاید کسی کے ہاتھ نہ لگا تھا البتہ وہ اصل پیالہ اب بھی پرنس کاچان کے ذخیرے میں موجود ہے اور اس کا مقامی نام کھرا مصالحہ ہے"...... عمران نے کسی ماہر کی طرح ایک ایک نوادر کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس قدر قیمتی اور نایاب نوادر پھر تو ہم ضرور پرنس کاچان کے ذخیرے کو دیکھنے آئیں گے"...... بڑے نواب صاحب نے انتہائی حد تک متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسے نوادر اس دنیا میں موجود ہیں۔ ہم نے تو ان نوادرات کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا"...... پرنسس واشنا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنسس واشنا کی خدمت میں سیکرٹری ڈم ڈم دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ نے تو ابھی کچھ بھی نہیں سنا۔ ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے مثال کے طور پر آپ نے رات ہوٹل کے فنکشن سے پہلے یہ نہیں سنا تھا کہ ڈم ڈم نے ڈانسوں میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے اور پرنس کاچان سے ملاقات سے پہلے آپ نے کاچان کا نام بھی نہیں سنا ہوا تھا اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جو کچھ پرنسس آف واشنا نے نہیں سنا یا دیکھا وہ اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ بہرحال ہم بحیثیت بااختیار سیکرٹری پرنسس واشنا کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جب چاہیں پرنس کاچان کے نوادرات کا ذخیرہ دیکھنے تشریف لا سکتی ہیں۔ پرنس کاچان اسے اپنی عزت افزائی سمجھیں گے"...... عمران نے سر کو جھٹکا دے کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہم پرنس کے مشکور ہیں اور ہم یہ دعوت قبول کرتے ہیں لیکن ہم کس طرح یہ ذخیرہ دیکھ سکیں گے"...... پرنسس واشنا نے کہا۔

"پرنس کاچان کا محافظ دستہ آپ کو آپ کے ہوٹل سے پک کر لے گا پھر پرنس کا خصوصی طیارہ آپ کو کاچان لے جائے گا جہاں آپ کا انتہائی شایان شان استقبال کیا جائے گا۔ آپ کی آمد پر پورے کاچان میں جشن مسرت منایا جائے گا اور اس کے بعد آپ کو نوادرات کا ذخیرہ دکھایا جائے گا اور چونکہ آپ پرنس کاچان کی دعوت پر تشریف لے آئیں

گی اس لئے پرنس کاچان آپ کو اپنے ذخیرے کا کوئی بھی ایک نوادر جو آپ چاہیں بطور تحفہ دینا اپنے لئے اعزاز سمجھیں گے اور یہ دعوت بڑے نواب صاحب اور نوابزادی آصفہ کے لئے بھی ہے"...... عمران نے سر اٹھا کر کہا اور ایک بار پھر سر جھکا لیا۔

"ہم سب پرنس کے مشکور ہیں اور ہم پرنس کو اپنا ذخیرہ دکھانا اپنے لئے فخر محسوس کریں گے۔ پرنسس واشنا بھی ہمارا نوادرات کا ذخیرہ دیکھنے تشریف لائی ہیں جبکہ ہم سوائے آثار قدیمہ کے انتہائی معروف سکالرز کے اور کسی کو ذخیرہ دکھانا پسند نہیں کرتے لیکن اب پرنسس واشنا اور پرنس کاچان کو اپنا ذخیرہ دکھانے کے شدید خواہش مند ہیں"...... بڑے نواب صاحب نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا

"ہم آپ کے مشکور ہیں نواب صاحب"...... پرنسس واشنا کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی جبکہ پرنس کاچان کی طرف سے عمران نے بڑے نواب صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

"مجھے ذخیرہ کھلوانے کے خصوصی انتظامات کرانے ہوں گے اس لئے مجھے کچھ دیر کے لئے اجازت دیجئے"...... بڑے نواب صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"مسٹر ڈم ڈم کیا ہم پرنس کاچان کے ساتھ بیٹھ کر ان سے گفتگو کر سکتی ہیں"...... پرنسس واشنا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل کر سکتی ہیں لیکن ان کے باڈی گارڈوں کی موجودگی میں جبکہ ہم بڑے نواب صاحب کی سیکرٹری صاحبہ آصفہ کے ساتھ بغیر

باڈی گارڈوں کے بھی گفتگو کر سکتے ہیں کیوں سیکرٹری آصفہ صاحبہ کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ ہم گفتگو ہونے کا شرف بخشیں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر آصفہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا جہاں چند لمحے پہلے بڑے نواب صاحب بیٹھے ہوئے تھے ادھر پرنسز واستا تیر کی طرح اپنی کرسی سے اٹھی اور سیدھی سلیمان کے ساتھ والی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔

"کیا آپ کا نام واقعی ڈم ڈم ہے یا آپ نے یہ عجیب و غریب نام ویسے ہی رکھا ہوا ہے"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل میں کاچان میں عجیب سا رواج ہے کہ اگر اصل نام بولا جائے تو اس کے ساتھ مکمل القابات و خطابات اور ڈگریاں وغیرہ بھی بولی جاتی ہیں جب کہ القابی نام مختصر بھی بولا جا سکتا ہے اس لئے ہمارا القابی نام ڈم ڈم ہے یہی وجہ ہے کہ پرنس کا نام بھی نہیں لیا جاتا اور صرف پرنس کاچان کہا جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہو ئو کہا۔

"اچھا تو کیا آپ کے پاس خطابات اور ڈگریاں بھی ہیں۔ ہم بھی تو سنیں"...... آصفہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ بضد ہیں تو پھر دل تھام کر سنیئے۔ حقیر فقیر پر تقصیر، بندہ نادان، دشمن شیطان، جبری مہمان، حسن کا قدر دان، علی عمران ولد سر۔ عبدالرحمن ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) یہ ہے ہمارا نام"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یعنی آپ کا نام علی عمران ہے اور آپ کے والد کا نام سر عبدالرحمن ہے اور آپ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی ہیں اور یہ ڈگریاں آپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے حاصل کی ہیں۔ یہ بتانا چاہتے ہیں ناں آپ"...... آصفہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ حسن کا قدر دان بھی تو ہمارے نام کا حصہ ہے"۔ عمران نے شرماتے ہوئے کہا تو آصفہ اس کے اس انداز پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ واقعی حسن کے قدر دان ہیں کیونکہ آپ کی نظریں بڑے والہانہ انداز میں پرنسز واستا کا طواف کرتی رہی ہیں"۔ آصفہ نے کہا۔

"اصل کی حیثیت پہچاننے کے لئے نقل کو تو بہرحال دیکھنا ہی پڑتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آصفہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"اب اگر آپ پسند کریں تو آپ اور آپ کے پرنس کاچان کا مزید تفصیلی تعارف میں کرا دوں"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"تو آپ پرنس کاچان سے پہلے سے واقف ہیں لیکن اس سے پہلے تو پرنس کاچان کبھی یہاں تشریف نہیں لے آئے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنس کاچان تو واقعی یہاں پہلے تشریف نہیں لے آئے لیکن پرنس

کاچان سے ہمارا تعارف کافی عرصہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ موجودہ حلیے میں واقعی میں انہیں پہچان نہیں سکی تھی لیکن اب آپ نے جب اپنا اصل تعارف کرایا ہے تو میں آپ کو بھی اور انہیں بھی پہچان گئی ہوں"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تو تعارف مہنگا پڑ گیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ایسی کوئی بات نہیں سیکرٹری کے دل تو رازوں کے امین ہوتے ہیں۔ اب میں آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ سے اور پرنس سے میرا کیسے تعارف ہے۔ آپ کی والدہ آپ کی بہن ثریا کے ساتھ کافی عرصہ پہلے یہاں تشریف لائی تھیں۔ ثریا میرے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی رہی ہے۔ جب ثریا کی شادی ہوئی اس وقت میں اور چچا حضور دونوں یورپ گئے ہوئے تھے اس لئے ہم شادی میں شرکت نہ کر سکے اور ثریا نے آپ کا تعارف انتہائی تفصیل سے کرایا ہوا ہے البتہ آپ سے ملاقات پہلی بار ہو رہی ہے۔ آپ نے جیسے ہی سر عبدالرحمن کا نام لیا میں آپ کو پہچان گئی۔ رہ گئے پرنس تو ان سے ملاقات بھی سر عبدالرحمن کی کوٹھی میں ہوئی تھی۔ آپ کی اماں بی نے انہیں بلا کر آپ کی صحت کے بارے میں تفصیل معلوم کی تھی۔ تب ثریا نے مجھے بتایا تھا کہ یہ فلیٹ پر آپ کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کا نام سلیمان ہے اور یہ آپ کے باورچی بھی ہیں۔ منیجر بھی اور نگران بھی کیونکہ سلیمان صاحب کو آپ کی اماں بی نے بچپن سے ہی پالا ہوا ہے"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے تفصیل

بتائی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب تو مکمل طور پر لٹیا ڈوب گئی پرنس کاچان کی بھی اور اس کے سیکرٹری ڈم ڈم کی بھی"...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا تو آصفہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"ارے ارے۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں جب میں نے آپ کو کہہ دیا ہے کہ سیکرٹری کا دل رازوں کا امین ہوتا ہے تو پھر آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن آپ یہ بتائیں کہ آخر آپ کو اس انداز میں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ کیا آپ پرنسز واستا کے پیچھے آئے ہیں"...... آصفہ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پرنسز واستا کی یہاں آمد کی اطلاع تو آپ نے خود مجھے دی تھی اور پھر پرنسز واستا ایسی بھی نہیں ہیں کہ ان کے پیچھے آنا پڑے اور وہ بھی سیکرٹری کے روپ میں۔ اگر میں پرنسز واستا کے لئے یہاں آتا تو پرنس کے روپ میں آتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر"...... آصفہ نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا میرے سیکرٹری کے روپ میں یہاں آنے سے آپ اصل مقصد نہیں سمجھ سکیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شرم کے تاثرات ابھرے لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ یہ باتیں کم از کم میرے ساتھ نہ کریں مجھے ثریا نے آپ کی رگ رگ سے واقف کرایا ہوا ہے"...... آصفہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ثریا تو میری بہن ہے اور بہنوں کو بھائیوں کی صرف ان رگوں کا علم ہوتا ہے جو بڑی شرافت سے اپنا کام کرتی رہتی ہیں انہیں بگڑی ہوئی رگوں کا علم ہی نہیں ہوتا۔ کیا خیال ہے"...... عمران نے کہا تو آصفہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"میں بھی تو آپ کی بہن ہوں"...... آصفہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل ہیں لیکن اس وقت جب میں علی عمران ہوں۔ اب تو میں سیکرٹری ڈم ڈم ہوں اور آپ سیکرٹری بڑے نواب صاحب"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو آصفہ ایک بار پھر ہنس پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی بڑے نواب صاحب اندر داخل ہوئے۔

"آیئے۔ تشریف لے آیئے"...... بڑے نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اور آصفہ دونوں ہی اٹھ کھڑے ہوئے سلیمان اور پرنس واشا بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"آیئے پرنس"...... پرنس واشانے بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں سلیمان سے کہا۔

"شکریہ"...... سلیمان نے بھی بڑے لگاوٹ بھرے لہجے میں کہا تو آصفہ بے اختیار مسکرا دی۔

"کیا مجھ سیکرٹری کو بھی اجازت ہو گی نواب صاحب"...... عمران نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا

"ہاں تم بھی آ سکتے ہو۔ آؤ آصفہ تم بھی آ جاؤ۔ اب جبکہ ہم نے انتظامات کر دیئے ہیں تو تم بھی دیکھ لو"...... بڑے نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا تو آصفہ اور عمران دونوں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر یہ قافلہ اس کمرے سے نکل کر آگے بڑھنے لگا۔ آگے آگے بڑے نواب صاحب تھے۔ ان کے پیچھے پرنس واشا اور سلیمان تھا جب کہ اس کے پیچھے عمران اور آصفہ اور سب سے آخر میں جوزف اور جوانا۔ مختلف راہداریوں سے گھوم کر وہ ایک کمرے میں پہنچے جہاں سے ایک کونے میں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان سیڑھیوں سے اتر کر وہ نیچے پہنچے تو وہ ایک بہت وسیع و عریض تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں خصوصی طور پر بنائے گئے ریکوں میں واقعی انتہائی قیمتی نوادرات سجا کر رکھے گئے تھے اور پھر نواب صاحب نے ان ایک ایک کا مختصر سا تعارف کرانا شروع کر دیا۔

"یہ سلطا کا مجسمہ کیا یہ واقعی اصل ہے"...... پرنس واشانے ایک ریک میں رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے لیکن خوبصورت آدمی کے مجسمے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کا لباس شہزادوں جیسا تھا۔

"ہاں یہ اصل مجسمہ ہے اور اس مجسمے کو میں نے انتہائی گراں قیمت پر خریدا ہے کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اس مجسمے میں کسی بہت بڑے خزانے کا راز پوشیدہ ہے گو مجھے خزانوں سے تو کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن اس سے بہرحال اس کی اہمیت میں اضافہ ضرور ہو گیا ہے"۔ بڑے نواب صاحب نے کہا اور پرنس واشانے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا میں اسے اٹھا کر نزدیک سے دیکھ سکتی ہوں آپ نے میرا اشتیاق بڑھا دیا ہے"...... پرنسز واستا نے مسکراتے ہوئے کہا تو بڑے نواب صاحب نے خود آگے بڑھ کر مجسمہ اٹھایا اور پرنسز واستا کے ہاتھ میں دے دیا۔

"بہت خوبصورت ہے اور مجسمہ سازی کے آرٹ کا واقعی نادر شاہکار ہے۔ بہت خوب یہ واقعی نایاب نوادر ہے بے حد شکریہ"...... پرنسز واستا نے کہا اور مجسمے کو اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد اس نے بڑے نواب صاحب کے ہاتھ میں واپس دے دیا۔ بڑے نواب صاحب کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا اور انہوں نے مجسمے پر بڑے پیار بھرے انداز میں ہاتھ پھیرا اور مجسمے کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ پورا ذخیرہ دیکھنے کے بعد وہ لوگ واپس سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے اور اس کے بعد بڑے نواب صاحب نے واقعی ان سب کے اعزاز میں انتہائی پر تکلف دعوت کی اور پھر پرنسز واستا نے سب سے پہلے اجازت طلب کی۔

"پرنس آپ سے اب ملاقات کہاں ہو گی"...... پرنسز واستا نے کہا۔

"ہم خود آپ کے ہوٹل پہنچ جائیں گے پرنسز"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر سلیمان نے بھی بڑے نواب صاحب سے اجازت طلب کی اور اس کے بعد پرنسز واستا پہلے اپنی کار میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ بیٹھ کر چلی گئیں۔

"آپ سے ملاقات کہاں ہو گی کیا آپ بھی میرے فلیٹ میں تشریف لائیں گی"...... عمران نے آہستہ سے سرگوشی کرتے ہوئے آصفہ سے

کہا تو آصفہ بے اختیار شرما گئی۔

"سوری میں کیسے آ سکتی ہوں آپ کے فلیٹ پر البتہ آپ جب چاہیں یہاں آ سکتے ہیں۔ آپ سے مل کر مجھے حقیقی خوشی ہو گی"...... آصفہ نے بھی آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں باقاعدہ آ کر آپ کو فلیٹ پر لے جاؤں"۔ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"آپ واقعی شریر ہیں"...... آصفہ نے انتہائی شرمیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے ایک طرف سلیمان کے ساتھ کھڑے ہوئے بڑے نواب صاحب کی طرف پلٹ گئی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں ایک بار پھر آپ کا مشکور ہوں پرنس کہ آپ نے مجھے شرف ملاقات بخشی"...... بڑے نواب صاحب نے سلیمان سے مخاطب ہو کر انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی طبیعت مجھے بے حد پسند آئی ہے نواب صاحب۔ اب جب بھی ہم پاکیشیا آئیں گے تو آپ سے ملاقات ضرور ہو گی وعدہ رہا"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑے نواب صاحب کے ساتھ بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا عقبی دروازہ کھولا تو سلیمان بڑے نخرے بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر بڑے نواب صاحب کی طرف بڑھ گیا۔ ساتھ کھڑی آصفہ کے

چہرے پر شرم آمیز مسکراہٹ ابھی تک نمایاں نظر آ رہی تھی۔

"سیکرٹری ڈم ڈم آپ کا مشکور ہے بڑے نواب صاحب کہ آپ سے ملاقات کی وجہ سے آپ کی سیکرٹری آصفہ سے بھی ملاقات ہو گئی"۔ عمران نے بڑے نواب صاحب کے سامنے جا کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تم بھی مجھے ہمیشہ یاد رہو گے سیکرٹری۔ دلچسپ انسان ہو"۔ بڑے نواب صاحب نے اس کے کاندھے پر پیار بھرے انداز میں تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے مس آصفہ"...... عمران نے آصفہ کی طرف مڑ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا تو آصفہ بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ بھولنے والی چیز ہی نہیں ہیں"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بڑے نواب صاحب بے اختیار ہنس پڑے اور عمران انہیں سلام کر کے کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کار میں بیٹھتے ہی جوزف اور جوانا بھی اچھل کر جیپ میں بیٹھے اور چند لمحوں بعد یہ قافلہ نور محل سے نکل کر دوبارہ دارالحکومت کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا کیا باتیں ہوئی ہیں پرنسز واستا سے بڑے راز و نیاز ہو رہے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنسز واستا آپ کے بارے میں بے حد متفکر تھی"...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"میرے بارے میں کیا مطلب باتیں وہ تم سے کر رہی تھی اور

متفکر میرے بارے میں ہو رہی تھی سیدھی طرح بتاؤ کیا باتیں ہوئی ہیں"...... عمران نے مصنوعی غصہ بھرے لہجے میں کہا۔

"کہہ رہی تھی کہ سیکرٹری ڈم ڈم کو میرے ساتھ پالینڈ بھجوا دو کیونکہ وہ سیکرٹری سے ڈانس سیکھنا چاہتی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے کیا جواب دیا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے اسے بتایا کہ ڈم ڈم کے پاس صرف آدھی ڈگری ہے۔ اس کی باقی آدھی ڈگری اس سے چھین کر محفوظ کر لی گئی ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تو کیا تم اب واقعی پرنس آف کاچان بننا چاہتے ہو"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مطلب پرنسز واستا نے بھی پوچھا تھا اور میں نے اسے جو جواب دیا تھا وہ آپ بھی سن لیں۔ میں نے اسے بتایا کہ اب ڈم ڈم کے پاس صرف مردوں کو نچانے کی آدھی ڈگری موجود ہے باقی آدھی ڈگری جس سے عورتوں کو نچایا جا سکتا ہے وہ ڈم ڈم کی اماں بی کی تحویل میں ہے اس لئے اگر پرنسز ڈم ڈم سے ڈانس سیکھنا چاہتی ہے تو اس کی اماں بی سے ملنا پڑے گا۔ پھر ہی اجازت مل سکتی ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور اس کے ساتھ ہی تم نے اماں بی کا پتہ بھی اسے بتا دیا ہو گا کیوں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ تو بتانا ہی تھا۔ لیکن ظاہر ہے اسے اس کے لئے کاچان سے ہو کر ہی جانا پڑے گا اور کاچان پہنچنے کے بعد اس کا اس پتے تک پہنچا یا نہ پہنچنا تو پرنس کاچان کے ہاتھ میں رہے گا"...... سلیمان نے گھما پھرا کر جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کی خوبصورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہرحال تمہارا مقصد حل ہوا ہے یا نہیں یہ بتاؤ اس نواب زادے کی بے عزتی تو بہت ہوئی ہے جس نے تمہارے رشتہ دار کو کوڑے مارے تھے اور تم نے بہرحال بڑے نواب صاحب سے اپنی بھرپور عزت افزائی کرائی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے ہونا ہی تھا لیکن مجھے ایک اور شک پڑ رہا تھا۔ اب خدا جانے میرا شک درست ہے یا نہیں"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسا شک"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے بار بار یہ محسوس ہوتا رہا ہے کہ بڑے نواب صاحب آپ کی اور میری حقیقت جانتے تھے لیکن انہوں نے از راہ مروت بات نہیں کی"...... سلیمان نے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب کیا کوئی بات ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔ اس کے لئے واقعی یہ نئی بات تھی۔

"نہیں بات تو کوئی نہیں ہوئی لیکن وہ کبھی کبھی مجھے اور آپ کو

ایسی نظروں سے دیکھتے تھے اور پھر ان کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ بکھر جاتی تھی جیسے وہ اصل حقیقت جانتے ہوں"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا وہم ہے اگر ایسا ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات سامنے آ جاتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایک اور فیصلہ کیا ہے"......چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سلیمان نے کہا۔

"کیسا فیصلہ"...... عمران نے پوچھا۔

"بڑے نواب صاحب کی میں بحیثیت پرنس آف کاچان کی طرف سے کسی بڑے ہوٹل میں دعوت کرنا چاہتا ہوں کیا خیال ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"بڑا نیک خیال ہے لیکن بڑے ہوٹلوں والے پرنس کے نام سے مرعوب نہیں ہوتے وہ بل وصول کر لیتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ آپ نے پرنس کاچان کو کہیں پرنس آف ڈھمپ تو نہیں سمجھ لیا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت سے جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"پرنس آف ڈھمپ تو واقعی اس قابل نہیں ہے کہ کسی کی بڑے ہوٹل میں دعوت کر سکے اس لئے وہ اپنی اوقات کو سمجھتے ہوئے خاموش رہتا ہے لیکن پرنس آف کاچان کو شاید عزت راس نہیں آ رہی"۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بل کی مجھے فکر نہیں ہے کیونکہ کوئی ایسا بڑا ہوٹل نہیں ہے جو بل میرے صاحب کے نام بھیجنے سے انکار کر دے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"تمہارے صاحب کیا مطلب کیا ڈیڈی کے نام بل بنواؤ گے پھر تو واقعی تمہیں عزت راس نہیں آسکتی پھر تم پرنس آف کاچان کی بجائے پرنس آف کنجوس بن کر رہ جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"میرا صاحب تو دوسرا ہے جناب۔ بڑا ہی سخی۔ کھلے دل کا مالک اور انتہائی فیاض آدمی ہے۔ خاص طور پر میری عزت کو تو اپنی عزت سمجھتا ہے"...... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا کیا ایسا احمق آدمی بھی اس دنیا میں موجود ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو آپ سے اس کی ملاقات کرا دوں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"مجھے احمقوں سے ملنے کا قطعی شوق نہیں ہے اس لئے مجھے تو معاف ہی رکھو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انکساری اچھی عادت ہے لیکن اتنی بھی انکساری اچھی نہیں ہوتی کہ آدمی فقیر بن کر معافیاں مانگتا پھرے۔ آپ نہیں ملنا چاہتے نہ ملیں لیکن کم از کم آپ معافی تو نہ مانگیں اور چاہے آپ کی کوئی حیثیت ہو یا نہ ہو بہرحال اتنا تو ہے کہ آپ پرنس آف کاچان کے سیکرٹری

ہیں"...... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے اتنا غصہ چلو غصہ تھوک دو ٹھیک ہے تمہارے صاحب سے مل بھی لیں گے۔ عقل تو احمقوں سے ہی سیکھی جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عقل سیکھی نہیں جاتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور وہ جسے چاہے جتنی دے دے اور جسے چاہے نہ دے"...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کیا بات ہے جب سے تم نے پرنسز واشا سے ملاقات کی ہے تمہارا تو رنگ روپ ہی بدل گیا ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس نے تو بڑی کوشش کی کہ میرا رنگ روپ بدل جائے لیکن اس میں اتنی صلاحیت ہی نہیں تھی۔ بیچاری"...... سلیمان نے کہا۔

"اچھا کیا کہا تھا اس نے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہنا کیا تھا۔ کاچان کے نوادرات اس کے حلق میں اٹکے ہوئے تھے۔ بار بار انہی کے متعلق پوچھ گچھ کرتی رہی"...... سلیمان نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک کار کے ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں اور عمران کے ساتھ ساتھ سلیمان بھی چونک پڑا۔ عمران نے جلدی سے ڈیش بورڈ کھولا اور اندر ہاتھ ڈال کر اس نے ایک کارڈلیس مائیک نکال لیا۔ مائیک کے ساتھ بٹن لگا ہوا تھا۔ اس نے جیسے ہی بٹن پریس کیا ایک آواز ابھری اور عمران کے ساتھ ساتھ سلیمان بھی اچھل پڑا

کیونکہ کال پرنسز واستا کی طرف سے کی جا رہی تھی۔ مسلسل کال دی جا رہی تھی۔

"ہیلو پرنسز واستا کالنگ اوور"......

"یس ڈیوک اٹنڈنگ یو اوور"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لہجہ غیر ملکی تھا۔

"تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی اس لئے مجھے خود کال کرنی پڑی ہے اوور"...... پرنسز واستا نے کہا۔

"میں نے سوچا کہ جب پرنس آف کاچان اپنی منزل پر پہنچ جائے پھر آپ کو تفصیلی رپورٹ دوں اوور"...... ڈیوک نے جواب دیا اور عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس کا مطلب تو واضح تھا کہ ان کی باقاعدگی سے نگرانی ہو رہی ہے لیکن اس نے نگرانی اب تک چیک نہ کی تھی۔

"لعنت بھیجو پرنس کاچان پر۔ میں نے تمہیں صرف یہ رپورٹ دینے کے لئے کہا تھا کہ پرنس کاچان وہاں سے کب روانہ ہوتا ہے اور بس اوور"...... پرنسز واستا کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی اور عمران نے پرنس کاچان پر لعنت کے الفاظ سنتے ہی بیک مرر میں عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے سلیمان کی طرف دیکھا تو بے اختیار مسکرا دیا۔ سلیمان کا چہرہ غصے سے بے اختیار تپ اٹھا تھا۔

"وہ تو آپ کے جاتے ہی واپس چلا گیا تھا۔ اور اب وہ دارالحکومت کی طرف جا رہا ہے میں نے ان کی کار کے عقبی بمپر پر کاشنر لگا دیا تھا اور اب کاشنر رسیور سے انہیں چیک کر رہا ہوں اوور"...... ڈیوک نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ چلا گیا ہے تو ٹھیک ہے مجھے صرف اس کی وہاں موجودگی کی فکر تھی اوور"...... پرنسز واستا نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا۔

"وہ چلا گیا ہے پرنسز اوور"...... ڈیوک نے کہا۔

"اوکے اوور اینڈ آل"...... پرنسز واستا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال آف ہو گئی۔ عمران نے بھی مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن آف کر دیا اور مائیک کو واپس ڈیش بورڈ کے اندر رکھ کر ڈیش بورڈ بند کر دیا۔

"میں اس پرنسز واستا کا چہرہ بگاڑ دوں گا وہاں تو مجھ پر ایسے ریشہ خطمی ہو رہی تھی جیسے میرے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتی اور اب مجھ پر ہی لعنت بھیج رہی ہے"...... سلیمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بڑے آدمیوں کو ایسی باتیں سننی ہی پڑتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھ لوں گا اس پرنسز واستا کو اگر میں نے اس کی اپنے سامنے ناک نہ رگڑوا دی تو اپنا نام بدل لوں گا"...... سلیمان اسی طرح غصے میں ہی تھا۔

"کیا نام رکھو گے مجھے پیشگی بتا دو آخر میں تمہارا سیکرٹری ہوں تمہارا تعارف تو بہرحال مجھے ہی کرانا پڑتا ہے"...... عمران اسے مسلسل چھیڑ رہا تھا۔

"آپ کا نام رکھ لوں گا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور

عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یعنی ڈم ڈم"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور سلیمان بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ بھی بدل گیا تھا۔

"لیکن اس کال کا کیا مطلب تھا اور یہ کال کار کے ٹرانسمیٹر نے کیسے کیچ کر لی"...... سلیمان نے کہا۔

"اس کار میں انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر نصب ہے اور ٹرانسمیٹر پر زیرو فریکوئنسی تھی اس لئے کال کیچ ہو گئی۔ باقی رہا اس کا مطلب تو ظاہر ہے کہ وہ پرنس آف کاچان کی عزت افزائی سے حسد کرنے لگی ہے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ پرنس آف کاچان زیادہ دیر بڑے نواب صاحب کے پاس ٹھہرے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں"...... سلیمان نے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم۔ تم نے بڑے نواب صاحب کو دعوت تو دینی ہے ساتھ ہی پرنسز واستا کو بھی دعوت دے دینا پھر وہاں سب پتہ چل جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں لعنت بھیجتا ہوں اس کی شکل پر ہونہہ پرنسز۔ شکل دیکھی ہے اس نے اپنی"...... سلیمان نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب تم صحیح معنوں میں پرنس آف کاچان لگ رہے ہو"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور سلیمان بھی بے اختیار ہنس پڑا البتہ عمران نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ رانا ہاؤس پہنچتے ہی ٹائیگر کو کال کر کے ہوٹل

پلازہ بھیج دے گا تاکہ وہ اس پرنسز کی نگرانی کر سکے کیونکہ بہرحال اس ٹرانسمیٹر کال نے اسے بھی چونکا دیا تھا اور وہ اب اصل حالات جاننا چاہتا تھا۔

رات خاصی گہری ہو چکی تھی لیکن کمرے میں پرنسس واسنا اور رابرٹ دونوں کرسیوں پر بیٹھے مسلسل شراب نوشی میں مصروف تھے۔

"یہ پرنس کاچان اور اس کا سیکرٹری میری سمجھ میں تو نہیں آئے پرنسس۔ وہاں ہوٹل تھری سٹار میں بھی اس سیکرٹری کی حرکات انتہائی عجیب وغریب تھیں اور پھر نور محل میں تو وہ بالکل آؤٹ آف اپنی کیٹ نظر آرہا تھا"۔ رابرٹ نے کہا تو پرنسس واسنا بے اختیار ہنس پڑی

"میں نے مشرقی پرنسز کے بارے میں کافی پڑھ رکھا ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں اوٹ پٹانگ قسم کے ویسے ایک بات ہے پرنس آف کاچان انتہائی وجیہہ سمارٹ اور خوبصورت نوجوان ہے۔ میرا تو دل چاہ رہا تھا کہ اسے شادی کا پیغام دے دوں"...... پرنسس واسنا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں اسے گولی نہ مار دیتا اس احمق آدمی کو"...... رابرٹ نے بے

اختیار غصیلے لہجے میں کہا اور پرنسس واسنا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کیا تم واقعی اسے گولی مار دیتے بہرحال وہ پرنس ہے"...... پرنسس شاید اسے چھیڑ کر لطف لے رہی تھی۔

"پرنس ہے تو کیا ہوا۔ کنگ بھی ہوتا تب بھی میں اسے واقعی گولی مار دیتا"...... رابرٹ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب تم ایسی باتیں کرتے ہو رابرٹ تو مجھے اکثر خیال آتا ہے کہ کہیں تمہاری روح بھی تو مشرقی نہیں ہے۔ ہمارے مغرب میں تو ایسی باتیں کسی کے ذہن میں بھی نہیں آسکتیں"...... پرنسس واسنا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ باتیں میں تکلفاً نہیں کیا کرتا پرنسس۔ یہ واقعی میرے دل کی آواز ہوتی ہے۔ روح چاہے مشرقی ہے یا مغربی بہرحال میں آپ کے ساتھ کسی دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتا"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پرنسس واسنا کے چہرے پر جیسے مسرت کا جوالا مکھی سا پھٹ پڑا۔

"گڈ۔ بس تمہاری یہی بات مجھے پسند ہے رابرٹ ورنہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو اور میں بھی کہ تمہارے اور میرے درمیان معاشرتی طور پر کتنا فرق ہے"...... پرنسس واسنا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ڈیوک کام تسلی سے نپٹا لے گا ابھی تک اس کی کال نہیں آئی"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رابرٹ نے کہا۔

"وہ اپنے کام میں ماہر ہے اور میں نے اسے پوری تفصیل بتادی ہے اس لئے وہ آسانی سے کام کرلے گا"...... پرنسز واستا نے انتہائی اطمینان بھرے انداز میں کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹہ مزید گزر گیا اور اس کے ساتھ ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز واستا نے کہا۔

"کیا میری بات مادام ٹیلسیا سے ہو رہی ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سوری رانگ نمبر"...... پرنسز نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ رابرٹ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا کیونکہ ڈیوک کے ساتھ یہی کوڈ طے ہوا تھا کہ اگر وہ کامیاب رہا تو وہ مادام ٹیلسیا کا نام لے گا اور اگر ناکام رہا تو پھر وہ مادام ڈورسی کا نام لے گا اور ڈیوک نے مادام ٹیلسیا کا نام لے کر یہ پیغام دے دیا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہے۔

"مبارک ہو پرنسز اب پرسام کا خزانہ ہمارے قدموں میں ہو گا"...... رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بڑے طویل عرصے بعد میری خواہش پوری ہوئی ہے"۔ پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب واپسی کا کیا پروگرام ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"ابھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی قتل وغارت ہوئی ہو اس

لئے ہماری فوری روانگی ہمیں مشکوک کر سکتی ہے کیونکہ آج ہی ہم بڑے نواب صاحب کے پاس گئے تھے۔ ڈیوک تو صبح ہونے سے پہلے ہی سملکا کے مجسمے سمیت یہاں سے نکل جائے گا اس لئے ہمیں کسی قسم کی کوئی فکر نہیں ہے"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو آپ نے اس لئے یہ کوڈ طے کیے تھے"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں کیونکہ جب ڈیوک کو میں نے پہلے ٹرانسمیٹر کال کی تھی تو کال آف ہوتے ہی ٹرانسمیٹر نے کاشن دے دیا کہ ہماری کال درمیان میں بھی سنی گئی ہے۔ اس بات پر میں چونک پڑی تھی"...... پرنسز نے کہا تو رابرٹ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"کس نے سنی ہو گی اور کیوں۔ اس کال کی وجہ سے وہ لوگ ہم تک نہ پہنچ جائیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"جس نے بھی سنی ہو۔ بہرحال میں نے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جسے مشکوک سمجھا جائے۔ صرف اتنا معلوم کیا تھا کہ پرنس آف کاجان چلا گیا ہے یا نہیں کیونکہ مجھے اس کی طرف سے فکر تھی کہ اس کی وہاں موجودگی میں معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں۔ مجھے اس کا سیکرٹری انتہائی ذہین اور تیز نظر آیا تھا۔ بہرحال کاشن ملنے کے بعد میں نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر ڈیوک سے بات کی اور کوڈ طے کر کے ٹرانسمیٹر کو مکمل طور پر آف کر دیا اس لئے اب کچھ بھی ہو بہرحال ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... پرنسز نے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بڑے دنوں بعد چکر لگایا ہے آپ نے"...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"تم جیسے کنجوس کے پاس آکر کرنا بھی کیا۔ بس چائے کا ایک کپ پلا کر ٹرخا دیتے ہو"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"گارنٹیڈ چیک بک بھی آپ مجھ سے ہی منگواتے ہیں اور اس کے باوجود گلہ بھی مجھ سے ہی کرتے ہیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن یہ چیک بک بھی بس دیکھنے کی حد تک ہے جیسے ایک فلم کا ڈائیلاگ بڑا مشہور ہوا تھا کہ سات لاکھ گن تو سکتے ہو خرچ نہیں کر

سکتے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"جوزف چیک بک لینے آیا تھا تو میں نے اس سے پوچھا تھا کہ اس کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے اس نے بتایا کہ آپ کہیں پرنس بن کر جا رہے ہیں۔ کیا سلسلہ تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے تو ستارے گردش میں آگئے ہیں۔ میری تو تنزلی ہو گئی۔ پہلے میں پرنس آف ڈھمپ تھا اب سیکرٹری ہوں ڈم ڈم"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری ڈم ڈم کیا مطلب۔ کس کا سیکرٹری"...... بلیک زیرو نے بے اختیار کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"پرنس آف کاجان کا"...... عمران نے جواب دیا۔

"پرنس آف کاجان وہ کون ہے۔ کیا جوزف کو بنایا تھا"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تو پرنس آف افریقہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر جوانا ہو گا کیوں کیا کوئی خاص سلسلہ تھا"...... بلیک زیرو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"جوانا کو تم پرنس آف ایکریمیا ہی کہہ سکتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر۔ کون بنا ہے پرنس آف کاجان"...... بلیک زیرو نے

حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس کا تعلق کچن سے ہوگا وہی بن سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ سلیمان ۔ ویری سٹرینج۔ لیکن وجہ۔ کیا کوئی خاص بات تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سلیمان گاؤں گیا تھا واپس آیا تو بڑا رنجیدہ سا ہو رہا تھا اس کا کوئی رشتہ دار نواب احمد خان جو بڑے نواب صاحب کہلاتے ہیں کے ہاں ملازم تھا اس نے کوئی غلطی کی تو نواب صاحب کے بھتیجے نے جاگیرداروں کے انداز میں اسے کوڑوں سے پٹوا دیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ سلیمان کو غصہ آیا اور وہ شکایت کرنے جانے لگا تو اس کے رشتہ داروں نے منع کر دیا کیونکہ سلیمان نے تو یہاں آ جانا تھا جب کہ اس کے رشتے داروں کا بہرحال تعلق انہی جاگیرداروں سے رہنا تھا۔ سلیمان نے آکر ڈیڈی کو شکایت کی کیونکہ بڑے نواب صاحب کے ڈیڈی سے ورینہ تعلقات ہیں لیکن ڈیڈی نے بھی ٹال دیا۔ بس اسی بات پر وہ بے حد رنجیدہ سا ہو رہا تھا۔ میرے پاس بھی کوئی کام نہ تھا اس لئے میں نے اسے لیول کرنے کے لئے اسے پرنس آف کاچان بنا کر اس بڑے نواب صاحب کے پاس جانے اور اس کی بے عزتی کرنے کی دعوت دے ڈالی"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور آپ اس کے سیکرٹری بن گئے۔ ویری گڈ۔ آپ کم از کم مجھے تو بتاتے میں ساتھ جاتا۔ ایسی شاندار تفریح کا موقع بار بار تھوڑی آتا

ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسا شاندار پرنس بنا ہے سلیمان کہ بس کچھ نہ پوچھو۔ اگر میں اس کا سیکرٹری نہ ہوتا تو یقیناً اس پر سو جان سے فدا ہو چکا ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اور زیادہ دلچسپ بات یہ ہوئی کہ پالینڈ کی پرنسز واسنا بھی وہاں موجود تھی۔ اب چونکہ میں تو بیچارہ سیکرٹری تھا اس لئے کبوتر با کبوتر کی طرح میں تو سیکرٹری با سیکرٹری ہی ہو سکتا تھا جب کہ پرنس با پرنسز ہو سکتا تھا چنانچہ پرنس آف کاچان اور پرنسز آف واسنا کے درمیان بڑی گہری چھنتی رہی جب کہ مجھے بڑے نواب صاحب کی تنک چڑھی سیکرٹری سے مغز ماری کرنی پڑ گئی اور دلچسپ بات یہ ہے کہ واپسی پر میں نے بڑا گھما پھرا کر سلیمان سے وہ باتیں پوچھنے کی کوشش کی جو ان کے درمیان ہوتی رہیں لیکن سلیمان نے مجھے پر ہاتھ ہی نہیں دھرنے دیا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب بڑی شاندار تفریح رہی ہو گی لیکن یہ پرنسز واسنا کون ہے وہ بڑے نواب صاحب کے پاس کیسے پہنچ گئی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بڑے نواب صاحب نوادرات کا ذخیرہ کرنے کے شوقین ہیں اور پرنسز واسنا کو بھی یہی شوق ہے اور بس یہی ان کے درمیان وجہ ملاقات تھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کی۔ اور پرنس آف کاچان نے ملاقات کے لئے کیا وجہ تسمیہ بیان
کی"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"نوادرات کا شوق پرنس کو بھی اور اس کے سیکرٹری کو بھی۔ بس فرق اتنا تھا کہ پرنس کو قدیم اور مردہ نوادرات سے دلچسپی ہے جب کہ پرنس کے سیکرٹری ڈم ڈم کو زندہ اور جدید نوادرات سے دلچسپی ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
"ایکسٹو"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلطان بول رہا ہوں عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔
"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اعلیٰ حضرت ہز ہائی نس نظام اعظم سلطان ابن سلطان کی خدمت اقدس میں بندہ نادان علی عمران دست بستہ عرض کر رہا ہے۔ حکم حاکم سے سرفراز فرمائیے تاکہ حکم کا بندوبست کیا جاسکے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
"وعلیکم السلام تم نواب احمد خان کے پاس ان کی رہائش گاہ محل میں گئے تھے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"بحیثیت علی عمران تو بہرحال نہیں گیا تھا لیکن آپ کو کیسے اطلاع ملی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم سلیمان کو وہاں پرنس آف کاچان کے روپ میں لے گئے اور خود اس کا جو کر سیکرٹری ڈم ڈم بن کر گئے یہی بات ہے ناں"...... سر سلطان نے اسی لہجے میں کہا۔
"آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد کہیں نجومی بننے کا تو پروگرام نہیں بنا لیا"...... عمران کے لہجے میں واقعی حیرت تھی۔
"نواب احمد خان کے نوادرات کے ذخیرے سے ایک انتہائی قیمتی نوادر چوری کر لیا گیا ہے۔ ان کے دو ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے نواب صاحب کا شک تم پر تھا۔ ان کی بھتیجی اور سیکرٹری آصفہ نے نواب صاحب کو تمہاری اور سلیمان کی ساری حقیقت بتادی۔ جس پر نواب صاحب نے پہلے تمہارے ڈیڈی کو فون کر کے بتایا اور اب تمہارے ڈیڈی نے مجھے فون کر کے شکایت کی ہے اور ساتھ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میری شہ پر تم اپنی زندگی خراب کر رہے ہو۔ اب پولیس سوپر فیاض تحقیقات کرنے گیا ہے اور تمہارے ڈیڈی نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے کہ اگر تم اس چوری میں واقعی ملوث ثابت ہوئے تو اپنے ہاتھوں تمہیں گولی مار کر خود کشی کر لیں گے"۔ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کون سا نوادر چوری ہوا ہے اور کس طرح"...... عمران نے

"اور پرنس آف کاچان نے ملاقات کے لئے کیا وجہ تخصیص
کی"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"نوادرات کا شوق پرنس کو بھی اور اس کے سیکرٹری کو بھی۔
فرق ایسا تھا کہ پرنس کو قدیم اور مردہ نوادرات سے دلچسپی ہے جب
کہ اس کے سیکرٹری ڈم ڈم کو زندہ اور جدید نوادرات سے دلچسپی
ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی
بات ہوتی۔ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلطان بول رہا ہوں عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف
سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔
"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اعلیٰ حضرت ہز ہائی نس
اعظم سلطان ابن سلطان کی خدمت اقدس میں بندہ نادان علی عمران
دست بستہ عرض کر رہا ہے۔ حکم حاکم سے سرفراز فرمائیے تاکہ
حکم کا بندوبست کیا جاسکے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور بلیک
زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔
"وعلیکم السلام تم نواب احمد خان کے پاس ان کی رہائش گاہ
محل میں گئے تھے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی
لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت

حقیقی تاثرات ابھر آئے تھے۔
"بحیثیت علی عمران تو بہرحال نہیں گیا تھا لیکن آپ کو کیسے اطلاع
ملی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم سلیمان کو وہاں پرنس آف کاچان کے روپ میں لے گئے اور
خود اس کا جوکر سیکرٹری ڈم ڈم بن کر گئے یہی بات ہے ناں"...... سر
سلطان نے اسی لہجے میں کہا۔
"آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد کہیں نجومی بننے کا تو پروگرام نہیں بنا
لیا"...... عمران کے لہجے میں واقعی حیرت تھی۔
"نواب احمد خان کے نوادرات کے ذخیرے سے ایک انتہائی قیمتی
نوادر چوری کر لیا گیا ہے۔ ان کے دو ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے
نواب صاحب کا شک تم پر تھا۔ ان کی بھتیجی اور سیکرٹری آصف نے
نواب صاحب کو تمہاری اور سلیمان کی ساری حقیقت بتا دی۔ جس پر
نواب صاحب نے پہلے تمہارے ڈیڈی کو فون کر کے بتایا اور اب
تمہارے ڈیڈی نے مجھے فون کر کے شکایت کی ہے اور ساتھ انہوں نے
کہا ہے کہ میری شہ پر تم اپنی زندگی خراب کر رہے ہو۔ اب
پولیس سوپرنٹنڈنٹ تحقیقات کرنے گیا ہے اور تمہارے ڈیڈی نے اپنا
فیصلہ سنا دیا ہے کہ اگر تم اس چوری میں واقعی ملوث ثابت ہوئے تو
وہ اپنے ہاتھوں تمہیں گولی مار کر خودکشی کر لیں گے"۔ سر سلطان نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کون سا نوادر چوری ہوا ہے اور کس طرح"...... عمران نے

بھی کچھ ہوئی تھی اس پر مجھے شک پڑا تھا کہ ضرور کوئی گڑ بڑ ہے لیکن میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ اس طرح فوراً وہاں چوری بھی ہو سکتی ہے اس کے باوجود میں نے ٹائیگر کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ پرنسز واستا کی خاص نگرانی کرتا رہے اب اس کی رپورٹ ملنے پر ہی معلوم ہو گا کہ کیا پرنسز واستا اس چوری میں ملوث ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو عمران کالنگ اوور"...... عمران نے بٹن آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ٹائیگر بول رہا ہوں اوور"...... کچھ دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم نے رپورٹ نہیں دی نگرانی کی اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس رپورٹ کے قابل کوئی خبر ہی نہیں ہے۔ میں نے پرنسز واستا کے سوٹ سے ملحقہ سوٹ حاصل کر لیا اور پھر ایکس چینج میں چکر چلا کر میں نے اس کے کمرے میں موجود فون کا ایک اوپن رسیور بھی اپنے پاس رکھوا لیا۔ اس کے ساتھ ٹرانسمیٹر کال کیچر بھی ایڈجسٹ کر دیا۔ پرنسز اور اس کا کوئی دوست رابرٹ مسلسل سوٹ میں بیٹھے شراب نوشی کرتے رہے۔ کافی رات گئے ایک فون کال آئی۔ کسی نے پوچھا

کہ کیا میں مادام لیلیا سے مخاطب ہوں جس پر پرنسز نے سوری رانگ نمبر کہہ کر رسیور بند کر دیا اور بس شراب نوشی کے بعد رابرٹ اٹھ کر اپنے ملحقہ کمرے میں چلا گیا اور پرنسز بھی سو گئی۔ صبح سے اب تک پرنسز مسلسل کمرے میں ہی بند ہے البتہ رابرٹ اس کے ساتھ ہے انہوں نے ناشتہ اور کھانا بھی کمرے میں ہی منگوایا ہے اوور"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈیوک نامی کسی شخص کی کوئی ٹرانسمیٹر کال اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس ٹرانسمیٹر کال تو سرے سے ہی نہیں آئی اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں دارالحکومت کے نواح میں ایک پتہ بتاتا ہوں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں پرنسز واستا کل موجود رہی ہے اور رات کو جہاں سے کوئی انتہائی قیمتی اور نایاب نوادر چوری کر لیا گیا ہے اور دو آدمیوں کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ میں خود وہاں جاتا لیکن چونکہ وہاں سوپر فیاض انکوائری کر رہا ہے اور میں کل وہاں ایک اور روپ میں گیا تھا اس لئے میں وہاں نہیں جانا چاہتا تم میک اپ کر کے اخباری نمائندے کے روپ میں وہاں پہنچو اور پھر پوری تفصیل سے انکوائری کر کے ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دو کہ وہاں سے کون سا نوادر چوری ہوا ہے۔ کس طرح ہوا ہے اور کن لوگوں نے ایسا کیا ہے اوور"...... عمران نے اسے نور محل کا پتہ بتاتے ہوئے انتہائی تفصیلی ہدایات دیں۔

"مہماں کی نگرانی ختم کردوں باس اوور"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں فوری طور پر اب اس کی ضرورت نہیں رہی اوور اینڈ آل"۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"آپ پر براہ راست الزام کیسے لگا دیا گیا آپ اکیلے تو وہاں مہمان نہ تھے"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پرنسز واسنا تو واقعی ہالینڈ کی پرنسز ہے اور اس کی سرکاری حیثیت ہے جب کہ پرنس کاچان اور اس کا سیکرٹری ڈم ڈم فرضی شخصیتیں ہیں اور ظاہر ہے جو لوگ اس طرح کا فرضی روپ دھار سکتے ہیں وہ چوری بھی کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے کسی ٹرانسمیٹر کال کا ذکر کیا تھا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں نور محل سے واپسی پر کار میں موجود طاقتور ٹرانسمیٹر نے ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی تھی جو پرنسز واسنا کی طرف سے کسی ڈیوک کو کی جا رہی تھی اور اس نے ڈیوک سے باقاعدہ رپورٹ لی کہ ہم نور محل سے روانہ ہو چکے ہیں یا نہیں۔ ٹرانسمیٹر چونکہ زیرو فریکونسی پر تھا اس لئے اس نے کال کیچ کر لی اور اس ڈیوک نے باقاعدہ ہماری کار کے عقبی بمپر کے نیچے انتہائی جدید اور طاقتور کاشنر لگایا ہوا تھا جس کا علم بھی اس کال کی وجہ سے ہمیں ہوا اور میں نے رانا ہاؤس جا کر اسے چیک کر کے اس کے رسیور کو ٹریس کرنے کی کوشش کی لیکن کاشنر راستے میں ہی آف

کر دیا گیا تھا لیکن یہ ڈیوک کون ہے اور پرنسز واسنا کیوں یہ جاننا چاہتی تھی کہ ہم نور محل سے واپس چلے گئے ہیں یا نہیں۔ یہ بات ابھی معلوم کرنی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کال سے تو پرنسز واسنا مشکوک لگتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کسی نوادر کی تلاش میں وہاں گئی اس نے وہاں کے انتظامات دیکھے اور پھر رات کو اس کے آدمیوں نے وہ نوادر چوری کر لیا"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اتنی جلد نتیجے پر چھلانگ نہ لگا دیا کرو اسی خدشے کے تحت میں نے ٹائیگر سے پرنسز واسنا کی نگرانی کرائی لیکن سوائے اس رانگ کال کے اور کوئی کال بھی اسے موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی اس سے کوئی ملنے آیا اور اب تک کسی کال کے نہ آنے کا تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ اور چاہے جو کچھ بھی ہو۔ بہرحال اس چوری میں پرنسز واسنا ملوث نہیں ہے ورنہ لامحالہ اسے رپورٹ دی جاتی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ رانگ کال ہی کسی قسم کا کوڈ ہو"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونے کو تو لڑکا بھی ہو سکتا ہے اور لڑکی بھی۔ اصل بات جب تک سامنے نہ آجائے اس وقت تو سب کچھ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اس بار صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

سنٹرل انٹیلی جنس کی سرکاری جیپ نور محل کے وسیع و عریض پورچ میں جا کر رکی تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا سوپر فیاض اچھل کر نیچے اترا۔ جیپ کی عقبی سیٹوں سے دو انسپکٹر بھی نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے برآمدے میں ایک موٹا سا آدمی جس نے تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا تیزی سے سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔ سوپر فیاض بڑے غور سے پورچ اور اس شاندار اور قدیم حویلی کو دیکھ رہا تھا۔

"جناب میں بڑے نواب صاحب کا منیجر ہوں"...... موٹے نے سوپر فیاض کے قریب آکر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ سوپر فیاض باقاعدہ یونیفارم میں تھا۔ اس کے بات کرتے ہی سوپر فیاض نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"میرا نام فیاض ہے اور میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ انٹیلی جنس کو اطلاع دی گئی ہے کہ یہاں رات کو چوری ہوئی

ہے اور دو آدمیوں کو قتل کر دیا گیا ہے"...... سوپر فیاض نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... منیجر نے مختصر سا جواب دیا۔

"تو ہم اس سلسلے میں تحقیقات کرنے آئے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لاشیں اور کہاں ہیں بڑے نواب صاحب"...... سوپر فیاض نے قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لاشیں تو پولیس والے لے گئے ہیں جناب اور بڑے نواب صاحب کی طبیعت خراب ہے۔ وہ آرام کر رہے ہیں۔ البتہ آپ مجھے حکم کریں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... منیجر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے اپنا تعارف کرایا ہے ناں"...... سوپر فیاض کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا تھا۔

"یس سر آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہیں اور فیاض آپ کا نام ہے"...... منیجر نے اسی طرح سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کے باوجود تم مجھ سے اس طرح بات کر رہے ہو جیسے میں تمہارا ملازم ہوں۔ میں اگر چاہوں تو کھڑے کھڑے تمہارے بڑے نواب صاحب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دوں۔ تمہاری تو میرے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے جاؤ اور بڑے نواب صاحب کو کہو کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ان سے فوری ملنا چاہتا ہے جاؤ"...... سوپر فیاض نے پیر پٹختے ہوئے انتہائی گرجدار لہجے میں کہا۔

"جناب آپ مجھ پر ناراض کیوں ہو رہے ہیں میں نے تو آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کی حالانکہ مجھے اتنا تو معلوم ہے کہ انٹیلی جنس کے لوگ یونیفارم نہیں پہنا کرتے اور آپ اور آپ کے ساتھی باقاعدہ یونیفارم میں ہیں اس کے باوجود میں نے آپ سے نہ ہی آپ کا شناختی کارڈ طلب کیا ہے اور نہ ہی آپ سے کوئی غلط سلوک کیا ہے ورنہ یہ بڑے نواب صاحب کی حویلی ہے اور میں ان کا منیجر ہوں۔ میں چاہوں تو آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے پیچھے کتے ڈال سکتا ہوں"...... موٹا منیجر بھی غصے سے اکڑ گیا تھا۔

"تم۔ تم تمہاری یہ جرأت پلپلے آلو کہ تم مجھ سے ایسی بات کرو"...... سوپر فیاض نے سائیڈ ہولسٹر سے سرکاری ریوالور کھینچتے ہوئے دھاڑ کر کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"...... اچانک ایک سائیڈ سے ایک نوجوان لڑکی نے نمودار ہوتے ہوئے کہا اس کے جسم پر مقامی لباس تھا اور وہ اپنے چہرے مہرے اور چال ڈھال سے معزز گھرانے کی فرد لگ رہی تھی۔

"بی بی جی یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب ہیں سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ اور یہ مجھے اس لئے گولی مارنا چاہتے ہیں کہ میں نے انہیں بتایا ہے کہ بڑے نواب صاحب کی طبیعت خراب ہے اور وہ آرام کر رہے ہیں"...... منیجر نے مڑ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کیا حرکت ہے آپ ایک اعلیٰ عہدے دار ہو کر یہ کیا کر رہے ہیں"...... لڑکی نے سوپر فیاض کی طرف مڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں

کہا۔

"یہی بات اپنے اس موٹے منیجر کو بھی سکھائیں جس طرح اس کا جسم موٹا ہے اسی طرح اس کی عقل بھی موٹی ہے یہ میری توہین کر رہا تھا"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا ویسے اس کا آگ کی طرح جلا ہوا چہرہ آنے والی کے ان الفاظ سے کہ وہ اعلیٰ عہدے دار ہے خاصی حد تک نارمل ہو چکا تھا۔

"کون سی بات"...... لڑکی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ اعلیٰ عہدے داروں سے کس طرح بات کی جاتی ہے۔ مجھے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن نے خصوصی طور پر یہاں بھجوایا ہے"...... فیاض نے اس بار نرم سے لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

"منیجر تو بہت تجربہ کار آدمی ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس نے آپ سے کیسے گستاخی کی ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو ان سے صرف اتنا کہا ہے کہ انٹیلی جنس کے لوگ یونیفارم نہیں پہنتے اس پر یہ بری طرح چراغ پا ہو گئے"...... منیجر نے کہا۔

"ارے ہاں واقعی یہ بات تو واقعی تعجب خیز ہے"...... لڑکی نے چونک کر کہا اور حیرت سے سوپر فیاض اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگی۔

"یہ ڈائریکٹر جنرل صاحب کا حکم ہے کہ جب پولیس اور دوسرے محکمے یونیفارم استعمال کرتے ہیں تو سنٹرل انٹیلی جنس کو بھی یونیفارم استعمال کرنی چاہئے"...... سوپر فیاض نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن انکل سر عبدالرحمن تو انتہائی ذہین اور سمجھدار ہیں۔ وہ کس طرح یہ حکم دے سکتے ہیں یونیفارم پہننے کے بعد انٹیلی جنس خفیہ کیسے رہ سکتی ہے جب کہ انٹیلی جنس کا تو مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ خفیہ رہ کر تحقیقات کرے"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو فیاض نے جلدی سے ریوالور واپس ہولسٹر میں رکھ لیا اور اس کا چہرہ بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔ ساری اکڑ فوں یکسر غائب ہو گئی کیونکہ لڑکی نے سر عبدالرحمن کو انکل کہا تھا اور فیاض جانتا تھا کہ سر عبدالرحمن کے بڑے نواب صاحب سے ذاتی اور گھریلو تعلقات ہیں اور یہ لڑکی یقیناً بڑے نواب صاحب کی بیٹی ہو گی اس لئے اگر اس نے بڑے صاحب سے شکایت کر دی تو سوپر فیاض کا حشر بھی ہو سکتا ہے۔

"انٹیلی جنس میں کئی شعبے ہوتے ہیں مس"...... سوپر فیاض نے اس بار دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"میرا نام آصفہ ہے اور میں بڑے نواب صاحب کی بھتیجی بھی ہوں اور ان کی سیکرٹری بھی"...... آصفہ نے فیاض کے بات کرتے کرتے رک جانے پر اس کا مقصد سمجھتے ہوئے اپنا تعارف کرا دیا۔

"تو مس آصفہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ انٹیلی جنس میں بہت سے شعبے

ہیں جن میں کچھ شعبے سامنے رہتے ہیں اور کچھ خفیہ جو سامنے رہتے ہیں وہ یونیفارم استعمال کرتے ہیں"...... سوپر فیاض نے کہا تو آصفہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے آیئے آپ سے تعاون تو ہمارا فرض ہے آیئے میں آپ کو موقع واردات دکھاتی ہوں اور آپ جو کچھ انکل بڑے نواب صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں وہ آپ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں کیونکہ مجھے تو وہ کچھ بھی معلوم ہے جو شاید انہیں بھی ابھی تک معلوم نہ ہو"...... آصفہ نے کہا تو فیاض بے اختیار چونک پڑا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آصفہ انہیں نوادرات کے ذخیرے میں لے گئی اور اس نے بتایا کہ کس طرح یہاں کے حفاظتی انتظامات کو ختم کر کے چور اندر گئے اور کس طرح انہوں نے ایک نادر و نایاب مجسمہ جسے سملنگا کا مجسمہ کہا جاتا ہے چوری کیا اور واپسی پر کس طرح پہرے داروں سے ان کا ٹکراؤ ہوا اور انہوں نے انہیں گولی مار دی۔

"کیا گولیوں کی آوازیں آپ نے نہیں سنیں"...... فیاض نے پوچھا۔

"جی نہیں صبح کو جب ملازم کام پر آئے تو انہیں یہ لاشیں نظر آئیں۔ بڑے نواب صاحب اور مجھے اطلاع دی گئی چونکہ ذخیرے کا حفاظتی نظام توڑ دیا گیا تھا اس لئے بڑے نواب صاحب ذخیرے میں آئے تب پتہ چلا کہ وہاں سے مجسمہ غائب ہے باقی کسی نوادر کو نہیں چھیڑا گیا"...... آصفہ نے ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا

جس میں میز اور کرسیاں موجود تھیں۔

"تشریف رکھیئے"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ دونوں جائیں اور موقع واردات کا نقشہ بنائیں اور دوسری تفصیلات قلمبند کریں میں مس آصفہ سے بات کرتا ہوں"...... سوپر فیاض نے انسپکٹروں سے مخاطب ہو کر بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دونوں انسپکٹروں نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ وہ کچھ جانتی ہیں جو بڑے نواب صاحب بھی نہیں جانتے"...... سوپر فیاض نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا تو آصفہ جو سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ انکل سر عبدالرحمن کے صاحبزادے علی عمران کو تو لازماً جانتے ہوں گے"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"عمران۔ عمران کو کون نہیں جانتا لیکن عمران کا اس واردات سے کیا تعلق ہے"...... سوپر فیاض نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کو انکل سر عبدالرحمن نے یہاں بھیجتے ہوئے بریفنگ تو دی ہو گی کیا انہوں نے عمران کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کیا"۔ آصفہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں انہوں نے تو صرف اتنا کہا ہے کہ یہاں سے نوادر چوری ہوا

اور دو چوکیدار قتل ہوئے ہیں اور چونکہ کل پرنسز واتا آف پالینڈ
س بڑے نواب صاحب کی مہمان رہی ہیں اس لئے میں جا کر
قیقات کروں کیونکہ پرنسز بہرحال وی وی آئی پی شخصیت ہیں لیکن
ران کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ کیا عمران اس پرنسز کے
تھ یہاں آیا تھا"...... فیاض نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔
عمران کا نام سنتے ہی اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا کیونکہ اسے
لوم تھا کہ عمران اس مسئلے میں ملوث ہوا تو پھر وہ اسے آسانی سے
ل بھی کر لے گا اور اس کا حل وہ اپنے نام لگا کر سر عبدالرحمن کے
منے سرخرو ہو جائے گا۔

"وہ پرنسز کے ساتھ کیسے آسکتا تھا۔ پرنسز سے اس کا کیا تعلق پرنسز
ی تو نہیں ہیں وہ تو غیر ملکی ہیں"...... آصفہ نے کہا۔

"تو پھر وہ کیسے آگیا یہاں"...... فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے

"اس نے اپنے باورچی سلیمان کو ایک فرضی پرنس بنایا پرنس
ن اور خود اس کا سیکرٹری ڈم ڈم بن کر جوکروں کا لباس پہن کر
ں آیا تھا اس کا خیال تھا کہ اسے یہاں کوئی نہیں پہچانتا لیکن میں
اسے اور سلیمان دونوں کو پہچان لیا لیکن چونکہ میں پرنسز کے سامنے
بے عزت نہ کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ بہرحال انکل سر عبدالرحمن کا
ہے اور پھر میری سہیلی ثریا کا بھائی ہے اس لئے میں خاموش رہی
اسے میں نے بتا دیا کہ میں نے اسے اور اس کے باورچی کو پہچان

لیا ہے لیکن میں یہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ عمران اس قدر گھٹیا ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں چوری کرے گا اور اس طرح دو انسانوں کو ہلاک کر دے گا"...... آصفہ نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب عمران یہ کیسے کر سکتا ہے نہیں محترمہ عمران ایسا نہیں کر سکتا یہ اس کا مزاج ہی نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے فوراً آصفہ کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ واردات اس نے یا اس کے ساتھیوں نے کی ہے کیونکہ پرنسز تو ظاہر ہے ایسا کر ہی نہیں سکتی پھر وہ پرنسز ہے اسے کسی غیر ملک میں ایسا کرنے کی کیا ضرورت اس کے علاوہ انکل بڑے نواب صاحب نے بتایا ہے کہ پرنسز کے پاس انتہائی قیمتی ترین نوادرات کا ذخیرہ ہے وہ یہ ایک عام سا اور کم اہمیت کا مجسمہ چوری کر کے کیا کرتی اور چونکہ پہلی بار بڑے نواب صاحب نے پرنسز اور عمران کو ذخیرے کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل بھی بتائی تھی اور ان کے سامنے ذخیرے کو کھولا بھی تھا اس لئے عمران یہ حرکت کر گزرا"...... آصفہ نے کہا۔

"لیکن اسے اس مجسمے کی کیا ضرورت تھی"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ مجسمہ بظاہر تو عام سا مجسمہ ہے لیکن بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کی قیمت کروڑوں ڈالروں میں بھی ہو سکتی ہے اور عمران

کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ انکل نے اسے گھر سے نکالا ہوا ہے اور وہ کسی فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا صرف آوارہ گردی کرتا رہتا ہے ایسے آدمی کو ظاہر ہے دولت کی ضرورت تو ہوتی ہی ہے"...... آصفہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن عمران کو میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں وہ اس قسم کا آدمی ہی نہیں ہے۔ بہرحال تحقیقات سے سب کچھ سامنے آجائے گا اور اگر عمران مجرم ثابت ہوا تو پھر اس کی گردن کو پھانسی کے پھندے سے کوئی نہ بچا سکے گا"...... فیاض نے کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپ جا کر اسے پھانسی لگا دیں میں نے امکانی طور پر ایک بات کی ہے تحقیقات کرنا بہرحال آپ کا کام ہے"...... آصفہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"جناب ایک اخباری رپورٹر آیا ہے وہ اس واردات کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے"...... ملازم نے کہا۔

"اخباری رپورٹر لیکن یہ خبر تو اخبار میں شائع نہیں کی گئی کیونکہ عمران جیسی شخصیت اس میں ملوث ہو سکتی تھی پھر یہ اخباری رپورٹر یہاں کیسے پہنچ گیا"...... آصفہ نے چونک کر کہا۔

"ان کے تعلقات پولیس سے ہوتے ہیں اس نے یقیناً پولیس سے معلومات حاصل کی ہوں گی"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"اسے واپس بھیج دو اسے کہو یہاں کوئی خبر نہیں ہے اور نہ ہم

اسے کسی قسم کی کوئی معلومات مہیا کر سکتے ہیں"...... آصفہ نے کہا

"آپ نے اگر اسے ایسے ہی بھیج دیا تو یہ لوگ خود اپنی طرف سے کہانیاں گھڑ کر بے سروپا باتیں پھیلا دیں گے۔ آپ اسے یہاں بلا اور اسے بتا دیں کہ انٹیلی جنس اس کی تحقیقات کر رہی ہے اور ا جنس ہی اسے معلومات مہیا کر سکتی ہے۔ بے شک میرا تعارف دیں پھر میں خود ہی اسے سنبھال لوں گا"...... سوپر فیاض نے کہا

آصفہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اسے یہاں لے آؤ اور سنو۔ فیاض صاحب اور اس اخباری رپو کے لئے مشروبات بھی لے آؤ اور باہر موجود ان کے آدمیوں کو مشروبات پیش کر دو"...... آصفہ نے ملازم سے کہا تو ملازم سلام کے واپس چلا گیا۔

"آپ کیوں تکلیف کر رہی ہیں ہم تو ڈیوٹی پر ہیں"...... سوپر فیا نے کہا۔

"کوئی بات نہیں بہرحال آپ مہمان ہیں"...... آصفہ مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سوپر فیاض کا چہرہ بے اختیار کھل ا

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا جس کے پر عام سا لباس تھا بال گرد آلود تھے اور لباس پر بھی گرد کی تہہ تھی اس کے جوتے بھی گرد آلود تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ شہر پیدل چلتے ہوئے یہاں پہنچا ہو۔ اس نے اندر آکر آصفہ اور سوپر فی کو دیکھا اور پھر مسکرا دیا۔

"میرا نام اخلاق احمد ہے اور میں نیشن نیوز کا سپیشل کرائم رپورٹر ہوں"...... آنے والے نے جو ٹائیگر تھا مسکراتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں میرا نام آصفہ ہے اور میں بڑے نواب صاحب کی بھتیجی اور ان کی سیکرٹری ہوں اور یہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں"...... آصفہ نے کہا۔

"ان سے کون واقف نہیں ہے یہ تو ہمارے ملک کی ناک ہیں مس صاحبہ۔ انہوں نے ایسے ایسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے ہوئے ہیں کہ آدمی کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے ایسے لوگ تو ہمارے ملک کا سرمایہ افتخار ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کا چہرہ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ آصفہ کے چہرے پر انتہائی حیرت تھی۔

"اچھا۔ بہت خوب مجھے تو معلوم ہی نہ تھا ویری گڈ"...... آصفہ نے کہا تو سوپر فیاض کا پھولا ہوا سینہ بے اختیار مزید پھول گیا اور وہ ایسی نظروں سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا جیسے اس پر اپنی جان فدا کر دے گا۔

"آپ کا تعلق اخبار سے ہے اس لئے آپ جانتے ہیں مجھے۔ بہرحال یہ کیس میرے پاس ہے۔ آپ میرے آفس آجائیں میں آپ کو اس بارے میں ضروری معلومات مہیا کر دوں گا"...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ کل یہاں پرنسز آف پالینڈ بھی تشریف لائی تھیں جب کہ پرنسز آف پالینڈ کے باڈی گارڈ نے دو روز پہلے ہوٹل پلازہ

میں ایک آدمی کو سرِعام گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اب سنا ہے کہ یہاں بھی دو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار چونک پڑی۔

"پرنس کے باڈی گارڈ نے گولی مار دی تھی اوہ اس کا تو مطلب ہے کہ میرا اندازہ غلط تھا۔ اوہ"...... آصفہ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کی تحقیقات کی تھی وہ آدمی پرنس کو یہاں ہوٹل سے اغوا کرنا چاہتا تھا اس لئے اسے گولی مار دی گئی تھی"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"بہرحال یہ آپ کا کام ہے کہ آپ یہاں تحقیقات کریں اور اصل مجرم کو سامنے لے آئیں۔ مجھے اجازت دیں میں نے ایک ضروری کام کرنا ہے میں منیجر کو بھیج دیتی ہوں وہ آپ کی مزید امداد کرے گا"۔ آصفہ نے اٹھتے ہوئے کہا اسی لمحے ملازم ٹرے میں مشروب کے گلاس رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے مشروب کا ایک ایک گلاس سوپر فیاض اور ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ جبکہ آصفہ اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی۔

"مجھے منیجر نے بتایا ہے کہ کل یہاں پر کوئی پرنس کاچان بھی تشریف لائے تھے۔ یہ کاچان کوئی ملک ہے"...... ٹائیگر نے مشروب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود نہیں معلوم اور نہ ہی مس آصفہ کو معلوم ہے بہرحال ہو گا کوئی"...... سوپر فیاض نے ٹالتے ہوئے کہا ظاہر ہے وہ کسی

اخباری نمائندے کو عمران کے بارے میں نہ بتانا چاہتا تھا تاکہ کہیں عمران اس سے ناراض نہ ہو جائے۔

"آپ نے تحقیقات تو کی ہو گی کیا اندازہ ہے آپ کا اس واردات کے سلسلے میں مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ بڑے نواب صاحب کا پورا نوادرات کا ذخیرہ ہی چوری کر لیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ نہیں صرف ایک مجسمہ چوری کیا گیا ہے سملکا کا مجسمہ۔ اور کسی چیز کو چھوا تک نہیں گیا اور واردات جس انداز میں کی گئی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کام انتہائی مہارت سے کیا گیا ہے اس لئے لامحالہ یہ تربیت یافتہ چور کا کام ہے۔ کوئی ایسا گینگ جو نوادرات کی سمگلنگ کرتا ہے میں اسے بہرحال تلاش کر لوں گا"...... سوپر فیاض نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ذخیرے کے حفاظت کے خاطر خواہ انتظامات نہ کئے گئے تھے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"انتہائی اعلیٰ سائنسی انتظامات تھے لیکن چوروں نے سب انتظامات ناکام بنا دیئے اس لئے تو مجھے یقین ہے کہ یہ کسی گینگ کا کام ہے اور میں ایسے گینگ کے بارے میں جانتا ہوں میں جلد ہی مجرم کو سامنے لے آؤں گا"...... سوپر فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی کھڑا ہو گیا۔

"میں اب جا رہا ہوں آپ میرے آفس آ جائیں باقی باتیں وہیں ہوں گی"...... سوپر فیاض نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ اب وہ جلد از جلد اور پہلی فرصت میں عمران سے ملنا چاہتا تھا چنانچہ اس کی جیپ نور محل سے نکل کر جب دارالحکومت پہنچی تو اس نے ڈرائیور کو جیپ عمران کے فلیٹ پر لے جانے کی ہدایت کی اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا سلیمان گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا موجود تھا کہ پاس رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے فون کیا تھا تو کسی نے رسیور نہیں اٹھایا تھا سلیمان کہاں ہے اور تم کہاں گئے ہوئے تھے"...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"سلیمان کی سلیمانی ٹوپی گم ہو گئی ہے اسے تلاش کرنے گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ تم وہیں فلیٹ میں رہو میں خود وہیں آرہا ہوں"...... سر عبدالرحمن کی غصے سے دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دوسری طرف سے رسیور کریڈل پر پٹخنے جانے کی باقاعدہ آواز سنی۔ اس نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب مراد بخش میں عمران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی کوٹھی کے ملازم کی آواز سنائی دی۔

"مراد بخش بول رہا ہوں اماں بی کہاں ہیں"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ موجود ہیں چھوٹے صاحب آپ بات کریں گے"...... دوسری طرف سے ملازم نے کہا۔

"ہاں کراؤ بات لیکن ذرا جلد ایک انتہائی خوفناک طوفان آنے والا ہے اور سوائے اماں بی کے میرے پاس اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"طوفان آنے والا ہے اوہ چھوٹے صاحب میں ابھی بات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے مراد بخش کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ہاتھ سر پر رکھ لیا اسے خیال آگیا تھا کہ اس نے تو ویسے ہی بات کر دی ہے لیکن یہ ملازم ایسے ہی جا کر اماں بی سے طوفان کی بات کرے گا اور اماں بی کی حالت خراب ہو جائے گی اب وہ

یہ بات منہ سے ہی نکال کر پچھتا رہا تھا۔

"عمران۔ کیا کہہ رہا ہے یہ مراد بخش کیسا طوفان آرہا ہے کیا ہوا ہے تمہیں"...... چند لمحوں بعد اماں بی کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اماں بی آپ فکر نہ کریں میں نے تو اس لئے مراد بخش سے طوفان کی بات کی تھی تاکہ یہ آپ سے جلدی بات کرا دے کیونکہ آپ سے بات کر کے مجھے جو خوشی ملتی ہے میں اس سے زیادہ دیر محروم نہیں رہنا چاہتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا یہ بات ہے جیتے رہو اللہ تمہیں گرم ہوا سے بھی بچائے لیکن تم کوٹھی کیوں نہیں آتے فون کیوں کر رہے ہو"...... اماں بی کی مطمئن اور مسکراتی ہوئی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"اماں بی آپ نواب احمد خان جو بڑے نواب صاحب کہلاتے ہیں اور جن کی رہائش گاہ کا نام نور محل ہے انہیں تو آپ جانتی ہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بڑے نواب صاحب ہاں کیوں کیا ہوا ہے انہیں"...... اماں بی نے ایک بار پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں تو کچھ نہیں ہوا لیکن ڈیڈی مجھے گولی مارنے میرے فلیٹ پر آرہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"گولی مارنے آرہے ہیں کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا جو ایسی بہکی بہکی باتیں شروع کر دی ہیں تم نے"...... اماں بی نے

"شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ تم وہیں فلیٹ میں رہو میں خود وہیں آرہا ہوں"...... سر عبدالرحمن کی غصے سے دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے دوسری طرف سے رسیور کریڈل پر پٹخنے جانے کی باقاعدہ آواز سنی۔ اس نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب مراد بخش میں عمران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی کوٹھی کے ملازم کی آواز سنائی دی۔

"مراد بخش بول رہا ہوں اماں بی کہاں ہیں"...... عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"بڑی بیگم صاحبہ موجود ہیں چھوٹے صاحب آپ بات کریں گے"...... دوسری طرف سے ملازم نے کہا۔

"ہاں کراؤ بات لیکن ذرا جلد ایک انتہائی خوفناک طوفان آنے والا ہے اور سوائے اماں بی کے میرے پاس اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"طوفان آنے والا ہے اوہ چھوٹے صاحب میں ابھی بات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے مراد بخش کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ہاتھ سر پر رکھ لیا اسے خیال آگیا تھا کہ اس نے تو ویسے ہی بات کر دی ہے لیکن یہ ملازم ایسے ہی جا کر اماں بی سے طوفان کی بات کرے گا اور اماں بی کی حالت خراب ہو جائے گی اب وہ

یہ بات منہ سے ہی نکال کر پچھتا رہا تھا۔

"عمران۔ کیا کہہ رہا ہے یہ مراد بخش کیسا طوفان آرہا ہے کیا ہوا ہے تمہیں"...... چند لمحوں بعد اماں بی کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اماں بی آپ فکر نہ کریں میں نے تو اس لئے مراد بخش سے طوفان کی بات کی تھی تاکہ یہ آپ سے جلدی بات کرا دے کیونکہ آپ سے بات کر کے مجھے جو خوشی ملتی ہے میں اس سے زیادہ دیر محروم نہیں رہنا چاہتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا یہ بات ہے جیتے رہو اللہ تمہیں گرم ہوا سے بھی بچائے لیکن تم کوٹھی کیوں نہیں آئے فون کیوں کر رہے ہو"...... اماں بی کی مطمئن اور مسکراتی ہوئی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"اماں بی آپ نواب احمد خان جو بڑے نواب صاحب کہلاتے ہیں اور جن کی رہائش گاہ کا نام نور محل ہے انہیں تو آپ جانتی ہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بڑے نواب صاحب ہاں کیوں کیا ہوا ہے انہیں"...... اماں بی نے ایک بار پھر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انہیں تو کچھ نہیں ہوا لیکن ڈیڈی مجھے گولی مارنے میرے فلیٹ پر آرہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"گولی مارنے آرہے ہیں کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا جو ایسی بہکی بہکی باتیں شروع کر دی ہیں تم نے"...... اماں بی نے

انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن باوجود غصے کے انہوں نے سر عبدالرحمن کے خلاف کوئی بات نہیں کی تھی اور عمران کو ہی پاگل کہا تھا۔

"اماں بی بڑے نواب صاحب کی ایک بھتیجی ہے آصفہ جو ان کی سیکرٹری بھی ہے ثریا کی بھی سہیلی رہی ہے اور ثریا کے ساتھ یونیورسٹی پڑھتی رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں جانتی ہوں اسے یہاں کوٹھی میں آتی رہتی ہے لیکن تم اسے کیسے جانتے ہو"...... اماں بی نے کہا۔

"اماں بی میرا ایک دوست ہے۔ بہت اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی ہے اس کی شادی کی بات چیت آصفہ سے چل رہی تھی لیکن اسے بتایا گیا کہ بڑے نواب صاحب بے حد ظالم آدمی ہیں اور ملازموں کو کوڑوں سے پٹواتے ہیں۔ سلیمان کے ایک رشتہ دار کو بھی جو ان کے پاس ملازم ہے انہوں نے کوڑوں سے پٹوایا تھا اور سلیمان نے ڈیڈی سے شکایت کی تو ڈیڈی نے سلیمان کو ٹال دیا تھا۔ وہ میرا دوست اسی وجہ سے آصفہ سے شادی کرنے سے گھبرا رہا تھا میں نے اسے بتایا کہ نواب صاحب اچھے آدمی ہیں ان کا بھتیجا ہے وہ ظالم آدمی ہے تو اس نے میرے ذمے یہ کام لگا دیا کہ میں کسی طرح اس بات کی تصدیق کروں چونکہ رشتہ بہت اچھا تھا اس لئے میں نے ایک ڈرامہ کیا اور سلیمان کو شہزادہ بنا کر اور خود کو اس کا سیکرٹری بن کر بڑے نواب صاحب کی حویلی پہنچ گیا وہاں بڑے نواب صاحب نے ایک غیر ملکی کافرہ شہزادی کو بھی بلا رکھا تھا اور بڑے نواب صاحب اس کے نخرے بھی اٹھا رہے تھے مجھے بڑا

غصہ آیا کہ بوڑھے آدمی ہو کر اس طرح کی حرکتیں کر رہے ہیں میں نے آصفہ سے شکایت کر دی تو آصفہ نے برا منایا وہ مجھے اور سلیمان کو جانتی تھی۔ اس نے بڑے نواب صاحب کو بتا دیا اور بڑے نواب صاحب نے مجھے اور سلیمان کو بے عزت کر کے اپنے نور محل سے نکال دیا۔ میں خاموش رہا کہ چلو بہرحال بزرگ ہیں لیکن بڑے نواب صاحب نے میرے خلاف باقاعدہ انتقامی کارروائی شروع کر دی ہے۔ رات کو ان کی حویلی میں چور گھس آئے اور ان کے دو چوکیدار مارے گئے اور ان چوروں نے ان کا کوئی بت وغیرہ چرا لیا۔ بڑے نواب صاحب نے ڈیڈی کو کہا کہ یہ چوری میں نے اور سلیمان نے کی ہے اور ان چوکیداروں کو بھی میں نے مارا ہے۔ ڈیڈی کو اپنے خون پر اعتماد ہی نہیں ہے۔ بڑے نواب صاحب کی بات سن کر وہ غصے میں آگئے۔ میں فلیٹ پر موجود نہ تھا اور سلیمان بھی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے انہوں نے انکل سر سلطان سے کہا کہ عمران مجھے جہاں بھی ملے گا میں اسے گولی مار دوں گا انکل سر سلطان نے مجھے فون کر کے بات بتا دی۔ میں نے کہا کہ ڈیڈی کو وقتی غصہ ہے ٹھیک ہو جائیں گے لیکن ابھی ڈیڈی کا فون آیا ہے وہ انتہائی غصے میں بول رہے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں فلیٹ پر ہی رہوں اور وہ خود فلیٹ پر آ رہے ہیں۔ اماں بی ڈیڈی کا غصہ بتا رہا ہے کہ وہ مجھے گولی مار دیں گے اس لئے میں نے سوچا کہ آخری بار آپ سے بات کر لوں"...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ آتے ہی تو تمہیں گولی نہ مار دیں گے تم ایسا کرنا کہ جب وہ تمہارے فلیٹ پر پہنچیں تو فون پر میری ان سے بات کرا دینا پھر میں خود ان سے پوچھ لوں گی کہ وہ کس طرح اس موئے بت پرست اور کافر بڑے نواب صاحب کی خاطر اپنے ہی بیٹے کو گولی مارنے چلے ہیں"...... اماں بی نے انتہائی جلال بھرے لہجے میں کہا۔

"اماں بی آپ فون کے پاس ہی رہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اگر ڈر لگ رہا ہے تو تم یہاں کوٹھی آجاؤ میرے پاس پھر میں جانوں اور تمہارے ڈیڈی۔ کار موجود نہیں ہے ورنہ میں خود وہیں آ جاتی"...... اماں بی نے کہا۔

"نہیں اماں بی اگر ڈیڈی راستے میں مل گئے تو انہوں نے مجھے برسر عام گولی مار دینی ہے بس میں آپ کو فون کر دوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں رسیور ابھی علیحدہ رکھ کر بیٹھی ہوں تم بھی اسے علیحدہ رکھ دو تاکہ فون ملانے میں دیر نہ ہو جائے"...... اماں بی نے کہا تو عمران نے اچھا کہہ کر رسیور علیحدہ میز پر رکھ دیا اور پھر بڑے اطمینان سے کتاب اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ البتہ موجود تھی کیونکہ اس نے ڈرامے کا سٹیج تیار کر دیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ڈرامہ بے حد یادگار رہے گا۔ چند لمحوں بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سوپر فیاض ہوں دروازہ کھولو"...... باہر سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اس نازک وقت میں کیسے پہنچ گیا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جلدی سے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر سوپر فیاض اپنی پوری یونیفارم میں کھڑا تھا۔

"بھاگ جاؤ ڈیڈی آ رہے ہیں ابھی فلیٹ پر۔ بھاگ جاؤ ورنہ تمہاری شامت آجائے گی"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو تمہارے ڈیڈی یہاں کیوں آئیں گے چلو اندر آج تم سے میں نے خصوصی بات کرنی ہے"...... سوپر فیاض نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اندر داخل ہو گیا عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر اس کے پیچھے سٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ رسیور تم نے علیحدہ کیوں رکھا ہوا ہے اوہ اسی لئے مجھے بھگا رہے تھے کسی سے خاص بات چیت ہو رہی ہو گی"...... فیاض نے کہا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو میں سوپر فیاض بول رہا ہوں آپ کون ہیں"...... فیاض نے بڑے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فیاض تم اور عمران کے فلیٹ میں مگر عمران تو کہہ رہا تھا کہ اس کے ڈیڈی آ رہے ہیں۔ کیا تم ان کے ساتھ آئے ہو۔ کہاں ہیں وہ بلاؤ نہیں مجھ سے بات کریں"...... دوسری طرف سے اماں بی کی جلالی

آواز سنائی دی تو فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔ رسیور اس کے ہاتھوں سے گرتے گرتے بچا اس کا چہرہ یکلخت بجھ سا گیا تھا۔

"وہ۔ بڑی بیگم صاحبہ م م میں تو ویسے ہی عمران سے ملنے آگیا تھا میں جا رہا ہوں۔ بڑے صاحب تو یہاں نہیں آئے"...... فیاض نے انتہائی پریشان اور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ آرہے ہوں گے اب تم یہیں رکو گے کچھے اور جیسے ہی وہ آئیں پہلے ان کی بات مجھ سے کرانا"...... اماں بی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ج ج جی جی ٹھیک ہے"...... فیاض نے انتہائی مردہ سے لہجے میں کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور علیحدہ رکھ کر وہ عمران کی طرف مڑا جو اس کے پیچھے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"م م مجھے جانے دو پلیز"...... فیاض نے دونوں ہاتھ جوڑ کر انتہائی آہستہ سے کہا تاکہ رسیور سے اس کی آواز عمران کی اماں بی تک نہ پہنچ جائے۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کی اماں بی جسے وہ بڑی بیگم صاحبہ کہتا تھا ویسے تو بے حد شفیق خاتون ہیں لیکن جب انہیں غصہ آ جائے تو پھر ان کے جلال سے فیاض تو ایک طرف عمران کے ڈیڈی بھی ان کا سامنا کرنے سے کتراتے تھے پھر وہ جس لہجے میں بول رہی تھیں اس میں غصہ بہرحال موجود تھا۔

"جا سکتے ہو تو جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر بڑی بیگم

صاحبہ کے کہنے کے باوجود وہ چلا گیا تو وہ اس کے گھر پہنچ کر بھی اس کے سر پر جوتیاں برسانے سے دریغ نہیں کریں گی اور اس کی بیوی سلمٰی بھی انہی کی حمایت کرے گی کیونکہ سلمٰی کے ساتھ ان کا رویہ بالکل حقیقی ماں جیسا تھا اور اگر وہ یہاں رہا اور سر عبدالرحمن یہاں آگئے تو پھر اس کی ویسے ہی شامت آجائے گی اس لئے اس کے لئے اس وقت حالات انتہائی پریشان کن اور دگرگوں سے ہوگئے تھے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن والی بات ہو گئی تھی جب کہ عمران نے بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر کتاب اٹھالی تھی اور پڑھنا شروع کر دیا تھا جیسے سوپر فیاض سرے سے فلیٹ میں موجود ہی نہ ہو اور اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"جاؤ فیاض ڈیڈی آئے ہوں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم خود جاؤ۔ میں تو۔ میں تو باتھ روم میں جا رہا ہوں"۔ فیاض نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہاری وردی بتا رہی ہے کہ تم سرکاری جیپ پر آئے ہو گے اور باہر کھڑی جیپ ڈیڈی کو بھی نظر آگئی ہو گی اس لئے اب باتھ روم میں چھپنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے آہستہ سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں انسپکٹر بشیر ہوں جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب اندر ہیں ان کے لئے بڑے صاحب کا پیغام ہے"...... باہر سے ایک آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے چٹخنی ہٹا دی۔ دروازے پر واقعی سپرنٹنڈنٹ فیاض کا اسسٹنٹ انسپکٹر بشیر کھڑا تھا۔

"تمہارے سپرنٹنڈنٹ صاحب تو باتھ روم گئے ہیں۔ کیا پیغام ہے بڑے صاحب کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا کہ سر عبدالرحمن یقیناً دفتر سے اٹھ کر یہاں آ رہے ہوں گے لیکن یہاں فلیٹ کے سامنے سوپر فیاض کی جیپ دیکھنے کے بعد ظاہر ہے اب وہ اوپر آکر عمران کو نہیں ڈانٹ سکتے تھے کیونکہ سر عبدالرحمن اپنے ملازمین کے سامنے اپنا وقار انتہائی سختی سے قائم رکھنے کے پابند تھے۔

"بڑے صاحب سرکاری کار میں آئے تھے انہوں نے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو کہا ہے کہ وہ فوراً کوٹھی پہنچ کر بڑے صاحب کو رپورٹ کریں"...... انسپکٹر بشیر نے جواب دیا اسی لمحے سوپر فیاض بھی باتھ روم سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ آیا۔ شاید اس تک انسپکٹر بشیر کی آواز پہنچ گئی تھی وہ یقیناً باتھ روم کے دروازے میں ہی کھڑا رہا ہو گا۔

"کیا بات ہے انسپکٹر بشیر"...... سوپر فیاض نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"سر بڑے صاحب تشریف لائے تھے وہ کوٹھی گئے ہیں انہوں نے

حکم دیا ہے کہ آپ فوری طور پر کوٹھی پہنچ کر انہیں رپورٹ کریں"۔ انسپکٹر بشیر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ"...... سوپر فیاض نے کہا اور انسپکٹر بشیر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور سٹنگ روم میں آکر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"اماں بی ڈیڈی یہاں آنے کی بجائے کوٹھی چلے گئے ہیں لیکن آپ انہیں کچھ نہ کہیں میں خود ان سے بات کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"میں ان کی کار کی آواز گیراج میں سن رہی ہوں۔ تم ابھی اور اسی وقت کوٹھی آؤ۔ میں آج ان سے فیصلہ کر کے ہی چھوڑوں گی کہ آخر انہوں نے بیٹے کو کیا سمجھ لیا ہے کیا ان کا بیٹا چور ہے اور میں اس بڑے نواب صاحب کے پاس جا کر اسے بھی بتاؤں گی کہ وہ کتنے پانی میں ہے"...... اماں بی نے انتہائی پرجلالی لہجے میں کہا۔

"میں آ رہا ہوں اماں بی لیکن میرے آنے تک آپ نے ڈیڈی سے کوئی بات نہیں کرنی"...... عمران نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے جلد آؤ"...... اماں بی نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تم نے چکر کیا چلا رکھا ہے۔ ایک تو جا کر مجھے چوری کرتے ہو۔ ان کے چوکیدار ہلاک کرتے ہو اور پھر اوپر سے اکڑتے بھی ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں نور محل سے ہی آ رہا ہوں اور میرے

تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں اور ان معلومات کے مطابق یہ چوری مس آصفہ کے ایما پر کی گئی ہے اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران اس کے فقرے کا آخری حصہ سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"آصفہ کے ایما پر وہ کیسے تفصیل سے بتاؤ یہ انتہائی اہم بات ہے اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس جس ملازم نے مجھے یہ سب کچھ بتایا ہے اس کا نام اعظم ہے۔ اعظم مالی کا کام کرتا ہے۔ ملازمین کے لئے نور محل کے عقبی حصے میں علیحدہ احاطہ بنا ہوا ہے جہاں ملازمین کے کوارٹر ہیں۔ اعظم کا کوارٹر بھی وہیں ہے۔ اعظم کے بقول اس نے رات کو ایک جیپ کی آواز احاطے کی بیرونی دیوار کے قریب سنی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کمرے کی کھڑکی سے جھانکا تو اس نے ایک جیپ کو جس کی بتیاں بجھی ہوئی تھیں ملازمین کے احاطے کے عقبی گیٹ کے قریب کھڑے دیکھا پھر اس جیپ میں سے دو آدمی باہر نکل کر کھڑے ہوگئے۔ دونوں نے اپنے چہرے سیاہ رومالوں سے ڈھانپ رکھے تھے ان کے جسموں پر مقامی لباس تھے ابھی اعظم سوچ ہی رہا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ہیں کیونکہ اگر یہ ڈاکو ہوتے تو ظاہر ہے محل کی طرف آتے۔ ملازمین کے احاطے کی طرف آکر انہیں کیا مل سکتا تھا اور اگر یہ لوگ بڑے نواب صاحب کے دشمنوں نے بھیجے ہیں تب بھی وہ بیرونی طرف سے محل کے اندر جاتے یہاں آنے سے ان کا کیا مقصد تھا اور اس سے پہلے کہ اعظم مزید کچھ کرتا یا کسی دوسرے ملازم کو اٹھاتا اس

نے احاطے کے عقبی دروازے سے مس آصفہ کو نکل کر جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ مس آصفہ نے بھی سیاہ رنگ کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ مس آصفہ جیپ کے اندر بیٹھ گئی جب کہ دونوں سیاہ پوش ویسے ہی باہر کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد مس آصفہ جیپ سے باہر نکلی اور پھر وہ واپس احاطے کے عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئی اس بار وہ دونوں مسلح سیاہ پوش بھی اس کے ساتھ گئے چونکہ انہوں نے اعظم کے کوارٹر کے دروازے کے سامنے سے لامحالہ گزر کر محل کے اندر جانا تھا اس لئے اعظم دروازے پر آکر جھری سے باہر دیکھنے لگا اور اس نے مس آصفہ اور اس کے پیچھے چلتے ہوئے ان دونوں سیاہ پوشوں کو دیکھا اور وہ تینوں احاطے کو کراس کر کے محل کے اندر چلے گئے۔ اعظم کے مطابق [illegible] دوبارہ کھڑکی میں سے جیپ کو دیکھنے لگا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد دونوں سیاہ پوش احاطے کے عقبی دروازے سے باہر نکلے اور جیپ میں سوار ہوگئے اور جیپ واپس چلی گئی۔ جیپ کی اندر کی اور باہر کی ساری بتیاں بند تھیں اور بقول اعظم وہ اس لئے خاموش ہو گیا کہ بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں اسے ان کے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہئے اور صبح کو معلوم ہوا کہ رات محل سے نوادرات چوری ہو گیا ہے اور [illegible] دو چوکیدار ہلاک ہو گئے ہیں۔ اعظم اور زیادہ خوفزدہ ہو گیا اس لئے اس نے کسی سے کوئی بات نہ کی اوور"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس کے متعلق کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس قدر تفصیل جانتا

ہے اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ایسا بظاہر تو اتفاق سے ہوا ہے میں نے مختلف ملازموں سے بات کی انہیں بھاری نوٹوں کی گڈیاں بھی دکھائیں لیکن کسی نے زبان نہ کھولی اور صرف اتنا کہہ کر چلے گئے کہ انہیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں پھر اعظم سے ملاقات ہو گئی۔ نوٹوں کی گڈی دیکھ کر اس کی آنکھوں میں جو چمک ابھری اس سے میں سمجھ گیا کہ اس آدمی کو ڈھب پر لایا جا سکتا ہے چنانچہ میں اسے علیحدہ لے گیا اور اس کے بعد اس گڈی کے علاوہ ایک اور گڈی لینے پر اس نے یہ سب کچھ بتایا اوور"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے دولت حاصل کرنے کے لئے تم سے فرضی کہانی بیان کر دی ہو اس کی تصدیق تم نے کی ہے یا نہیں اوور"...... عمران نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہی خیال آیا تھا اس لئے میں تصدیق کے لئے پہلے اس کے کوارٹر گیا۔ میں نے کھڑکی سے جھانک کر خود دیکھا وہاں سے واقعی احاطے کے عقبی گیٹ کے ساتھ کھڑی ہوئی جیپ نظر آ سکتی تھی۔ پھر میں عقبی احاطے سے باہر گیا۔ وہاں واقعی جیپ کے ٹائروں کے نشانات موجود تھے۔ یہ لینڈ روور بڑی جیپ تھی۔ نشانات کے مطابق جیپ پیچھے سے آئی اور گیٹ کے قریب رکی رہی۔ وہاں انسانی قدموں کے نشانات بھی موجود تھے اور پھر جیپ بیک ہو کر کچھ دور گئی اور اس کے بعد مڑ کر واپس گئی ہے۔ وہ شاید دروازے کے سامنے سے

جیپ نہیں موڑنا چاہتے تھے ورنہ وہاں جیپ موڑنے کے لئے کافی جگہ موجود تھی اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس جیپ میں کوئی آدمی موجود تھا جس کے ساتھ آصفہ نے جیپ کے اندر بیٹھ کر بات کی ہے لیکن وہ کون ہو سکتا ہے اوور"...... عمران نے کہا۔

"اعظم اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکا اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو واپس آنے کی بجائے اس پورے علاقے میں لینڈ روور جیپوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو کہ اس علاقے میں عام حالات میں کس کس کے پاس ایسی لینڈ روور جیپیں ہیں اور اعظم سے دوبارہ مل کر اس سے معلوم کرو شاید وہ اس جیپ کے بارے میں کوئی ایسی بات بتا دے جس کی کسی حد تک شناخت ہو سکتی ہو او.ر"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ جیپ اسی علاقے کی ہو۔ دارالحکومت سے بھی تو آ سکتی ہے اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ان مسلح افراد کے مقامی لباس اور آصفہ کی اس چکر میں شمولیت سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مقامی آدمی اس کام میں ملوث ہے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آصفہ اور ان مسلح آدمیوں نے کوئی اور کام کیا ہو اور چوری اور قتل کسی اور نے کیا ہو اور اعظم نے چونکہ یہ ساری پراسرار واردات رات کو دیکھی تھی اس لئے اس نے یہی سمجھ لیا کہ

یہ واردات آصفہ نے کرائی ہے اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا کر الماری میں واپس رکھ کر وہ مڑا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر کے کوٹھی جا سکے گو اس نے اماں بی کو منع کیا تھا کہ اس کے آنے تک ڈیڈی سے بات نہ کریں لیکن اسے اماں بی کی طبیعت کا علم تھا وہ بھلا اپنے اکلوتے بیٹے کے سلسلے میں کیسے رک سکتی تھیں اس لئے اب تک طوفان باد و باراں گزر چکا ہو گا اور ڈیڈی اپنے مخصوص کمرے میں پناہ لے چکے ہوں گے اس لئے اب تک مطلع صاف ہو گیا ہو گا اور آئندہ کم از کم ڈیڈی کی حد تک بہرحال صاف ہی رہے گا۔

سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی ایک بڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی سائیڈ پر پالینڈ کا جھنڈا پھڑپھڑا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر رابرٹ تھا جب کہ عقبی سیٹ پر پرنسز آف داستا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کار کے عقب میں ایک سیاہ رنگ کی کار تھی جس میں پرنسز کے باڈی گارڈ سوار تھے۔ دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں چونکہ پرنسز داستا نجی دورے پر پاکیشیا آئی تھیں اس لئے انہیں سرکاری پروٹوکول نہ دیا گیا تھا اور نہ ہی اس نے یہاں کے حکام سے پروٹوکول طلب کیا تھا ورنہ لازماً ان کی کار کے آگے پیچھے سیکورٹی کی اور پولیس کی جیپیں موجود ہوتیں البتہ پالینڈ کا جھنڈا کار کی سائیڈ پر ضرور موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد کاریں دارالحکومت کے اس علاقے میں داخل ہو گئیں جہاں غیر ممالک کے سفارت خانے تھے اور پھر کار پالینڈ

کے سفارت خانے کے عقبی حصے میں پہنچ کر ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ کار رکتے ہی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی دروازے سے باہر آکر کار کے قریب جھک کر کھڑا ہو گیا جب کہ رابرٹ اس دوران ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر سائیڈ میں ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"تشریف لائیے ہرہائی نس"...... آنے والے نے کار کا دروازہ انتہائی ادب سے کھولتے ہوئے کہا تو پرنسز سرہلاتی ہوئی باہر آ گئی۔

"محترم سفیر صاحب موجود ہیں"...... پرنسز نے باہر آکر پوچھا۔

"یس ہرہائی نس آپ کا پیغام ملتے ہی انہوں نے تمام مصروفیات منسوخ کر دی تھیں"...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ پرنسز واستا کو ساتھ لئے اس دروازے سے اندر داخل ہوا۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ دروازے پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں پرنسز کا استقبال کیا۔ یہ پاکیشیا میں پالینڈ کے سفیر مسٹر سوکارس تھے۔ چند لمحوں بعد پرنسز سفیر کے ساتھ اس کے خاص دفتر میں موجود تھی۔ باقی سب لوگ باہر تھے۔

"یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے"...... پرنسز نے پوچھا۔

"یس ہرہائی نس"...... سفیر نے جواب دیا۔ اس نے خود ہی ایک الماری سے شراب کی بوتل اور دو جام نکالے اور پھر انہیں بھر کر ایک جام اس نے خود ہی اٹھا کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں پرنسز کے سامنے

رکھ دیا اور دوسرا خود لے کر وہ ایک طرف ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کمرہ بند کرا دیں اور سپیشل فون مجھے دے دیں"...... پرنسز نے کہا تو سفیر صاحب سرہلاتے ہوئے اٹھے انہوں نے بند دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر سائیڈ دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کو لگے ہوئے بہت سے بٹنوں میں سے کنارے پر موجود ایک سفید رنگ کے بڑے سائز کے بٹن کو پریس کر دیا اور پھر واپس آکر اس نے ایک الماری کھولی اس میں سے سرخ رنگ کا کارڈلیس فون پیس نکالا اور پھر فون پیس انتہائی مؤدبانہ انداز میں پرنسز کے سامنے رکھ دیا۔ پرنسز نے اثبات میں سرہلایا اور فون پیس اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈانسرز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جنیفر سے بات کراؤ پرنسز واستا بول رہی ہوں"...... پرنسز نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"ہیلو جنیفر بول رہی ہوں ہرہائی نس"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ بھی انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"جنیفر ڈیوک پہنچ گیا ہے تمہارے پاس"...... پرنسز نے پوچھا۔

"ڈیوک نو ہرہائی نس وہ تو نہیں آیا"...... دوسری طرف سے کہا گیا

تو پرنسو بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔ اسے یہاں سے گئے ہوئے آج دوسرا روز ہے اور تم کہہ رہی ہو کہ وہ نہیں پہنچا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... پرنسو نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"دو روز سے مگر ہرہائی نس وہ واقعی میرے پاس نہیں پہنچا اور نہ ہی اس نے فون پر رابطہ کیا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں مجھے کہیں سے کوئی اطلاع ملی ہے"...... جنیفر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھ سے بھی رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی رپورٹ دی میں سمجھی کہ شاید سکیورٹی کی وجہ سے وہ احتیاط کر رہا ہے اور اسی وجہ سے میں اس وقت سفارت خانے کے سپیشل فون پر تم سے بات کر رہی ہوں۔ ڈیوک تو انتہائی ذمہ دار آدمی ہے اور وہ انتہائی قیمتی ترین ممبر لے کر تمہارے پاس پہنچ رہا تھا۔ تم ایسا کرو فوراً اپنے تمام ذرائع کو حرکت میں لے آؤ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر مجھے رپورٹ دو کہ وہ کہاں ہے اور کس حالت میں ہے"...... پرنسو نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے جنیفر نے کہا اور پرنسو نے فون آف کیا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے شراب سے بھرا ہوا جام اٹھایا اور چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ اس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"ہرہائی نس اگر آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں کہ ایسے

معاملات میں آپ ہمیں خدمت کا موقع دیا کریں"...... سفیر نے آہستہ سے کہا۔

"آپ اپنا کام کریں یہ کام آپ کا نہیں ہے"...... پرنسو نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سوری ہرہائی نس"...... سفیر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد پرنسو نے ایک بار پھر فون پیس اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈانسرز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی جس نے پہلے فون اٹنڈ کیا تھا۔

"پرنسو بول رہی ہوں جنیفر سے بات کراؤ"...... پرنسو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ہرہائی نس میں نے تمام چھان بین کرا لی ہے۔ ڈیوک پالینڈ میں داخل ہی نہیں ہوا اور نہ ہی ڈیوک نے گروپ کے کسی آدمی سے رابطہ کیا ہے البتہ ایک آدمی کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اس کی دو روز پہلے ڈیوک سے فون پر پاکیشیا بات ہوئی ہے میں نے اسے کال کیا ہے۔ آپ کس نمبر سے بات کر رہی ہیں اس کے آتے ہی میں آپ کو کال کرا کر اس سے بات کرا دوں گی"...... جنیفر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں پالینڈ کے سفارت خانے کے سپیشل فون سے بات

کر رہی ہوں تم سفیر صاحب کے خصوصی نمبر پر کال کرنا"...... پرنسز نے کہا اور فون آف کر کے اس نے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

"شراب ڈالو اس میں"...... پرنسز نے سفیر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ہرہائی نس"...... سفیر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے بوتل کو واپس رکھ دیا تھا الماری سے بوتل نکال کر وہ پرنسز کی طرف بڑھا اس نے قریب آکر بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر انتہائی ادب سے اس نے آدھے سے تھوڑا زیادہ جام بھرا اور پھر بوتل بند کر کے واپس الماری کی طرف بڑھ گیا اور پرنسز نے جام اٹھا کر چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ اس کے چہرے پر بدستور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد میز پر رکھے ہوئے دودھ کی طرح سفید رنگ کے خوبصورت اور جدید فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز نے سفیر کو فون اٹنڈ کرنے کا اشارہ کیا۔ سفیر اپنی کرسی سے اٹھا اور اس نے میز کے قریب آکر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سفیر نے بھاری اور باوقار لہجے میں کہا۔

"جنیفر بول رہی ہوں ہرہائی نس سے بات کرائیں"...... دوسری طرف سے جنیفر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بات کیجئے"...... سفیر نے کہا اور رسیور پرنسز کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"...... پرنسز نے فون کا رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"جنیفر بول رہی ہوں ہرہائی نس یہ آدمی ڈیوک گروپ کا ہے اس کا نام بلیر ہے اور یہ ڈیوک کا بہت گہرا دوست بھی ہے"...... جنیفر نے

اس آدمی کا تفصیل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میں بلیر بول رہا ہوں ہرہائی نس"...... چند لمحوں بعد ایک خوفزدہ سی بلکہ قدرے کپکپاتی ہوئی سی آواز سنائی دی شاید بلیر عام سا آدمی تھا اور شاید زندگی میں پہلی بار وہ کسی پرنسز سے بات کر رہا تھا اس لئے اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

"تم نے ڈیوک سے فون پر بات کی تھی کب کی تھی کس وقت کہاں کی تھی اور کیوں"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہرہائی نس میں نے ڈیوک سے خود رابطہ نہیں کیا تھا بلکہ اسی کا فون آیا تھا۔ یہاں پالینڈ میں اس وقت صبح ہونے کے قریب تھی جب کہ ڈیوک نے بتایا تھا کہ پاکیشیا میں رات شروع ہو چکی ہے اس نے مجھے خود کال کیا تھا اس نے کہا تھا کہ وہ ایک انتہائی اہم ترین مشن میں مصروف ہے اور کل پالینڈ پہنچ جائے گا"...... بلیر نے رک رک کر اور حوصلہ کر کر کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں فون کیا تھا اس نے۔ کیا پیغام دینا تھا اس نے تمہیں"...... پرنسز نے اور زیادہ تیز لہجے میں کہا۔

"ہرہائی نس اس کی ایک گرل فرینڈ ہے سوسن وہ چاہتا تھا کہ میں اسے اطلاع کر دوں کہ ڈیوک کل آ رہا ہے اور میں نے اسے اطلاع کر دی تھی"...... بلیر نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ براہ راست سوسن کو فون نہیں کر سکتا تھا اس نے تمہیں فون کر کے پیغام دینے کے لئے کیوں کہا"...... پرنسز نے حیرت بھرے لہجے

میں پوچھا۔

"وہ وہ سوسن ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہے"...... بلیر نے جواب دیا۔

"ڈیوک نے تمہیں اہم کام کے بارے میں کچھ بتایا تھا کھل کر بتاؤ ہو سکتا ہے تم کوئی ایسی بات بتا دو جس سے تم انعام حاصل کرنے کے حق دار بن جاؤ اور تم جانتے ہو کہ ہم انعام دینے میں کس قدر ہاتھ کھلا رکھتے ہیں"...... پرنسو نے کہا۔

"آپ سے گفتگو ہی میرے لئے اعزاز ہے ہرہائی نس۔ میں نے اس سے اہم کام کے بارے میں پوچھا تھا کیونکہ وہ میرا انتہائی راز دار دوست ہے اور ہماری ایک دوسرے سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہوتی۔ تو اس نے بتایا کہ پاکیشیا کے کسی بڑے لارڈ کے پاس ایک نادر و نایاب مجسمہ ہے جسے اس نے ہرہائی نس کے لئے حاصل کرنا ہے اور پھر یہ مجسمہ لے کر وہ پالینڈ پہنچ جائے گا۔ جب میں نے اس سے کہا کہ یہ تو اس کے لئے بڑا معمولی کام ہے جب کہ وہ تو اہم کام کہہ رہا تھا تو اس نے کہا کہ ہرہائی نس نے مجھے حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتا دی ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس حویلی میں رات کو انسانوں کے ساتھ ساتھ انتہائی خونخوار تربیت یافتہ کتے بھی پہرہ دیتے ہیں جن سے بچ کر نکلنا ناممکن ہو جاتا ہے اور اگر ان پر فائر کھولا جائے تو پھر اس جگہ کے محافظ ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ اس پر میں نے اسے کہا تو پھر اس نے کیا سوچا ہے تو اس نے جواب دیا کہ اس نے کتوں سے بچنے کا ایک حل سوچ لیا

ہے۔ اس لارڈ کا کوئی نوجوان بھتیجا ہے اس کے متعلق اسے معلوم ہوا ہے کہ وہ وہاں سے علیحدہ کسی محل میں رہتا ہے اور انتہائی عیاش اور لالچی آدمی ہے اس نے اس سے رابطہ کر لیا ہے اور اس سے بات طے ہو چکی ہے۔ یہ مجسمہ وہ لارڈ کے ذخیرے سے حاصل کرے گا اور پھر ڈیوک کو دے گا اور ڈیوک اس کا مطالبہ پورا کرے گا اور پھر مجسمہ لے کر ڈیوک پالینڈ آجائے گا۔ بس یہی بات ہوئی میں نے اسے ہوشیار رہنے کا کہہ دیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا"...... بلیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنے آپ کو واقعی انعام کا حق دار بنا لیا ہے بلیر جنیفر سے میری بات کراؤ"...... پرنسو نے کہا۔

"ہیلو ہرہائی نس میں جنیفر بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد جنیفر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جنیفر اس بلیر کو فنش کر دو۔ یہ اس راز سے واقف ہو چکا ہے جس سے اسے نہیں ہونا چاہئے تمہیں اس کا انعام ہے"...... پرنسو نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس کے اٹھتے ہی سفیر صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔

"اب میں جا رہی ہوں۔ کیا آپ کا یہ سپیشل فون سفارت خانے سے باہر بھی کام دے سکتا ہے"...... پرنسو نے پوچھا۔

"یس ہرہائی نس اس کی رینج تو پورے دارالحکومت سے بھی زیادہ ہے"...... سفیر نے کہا۔

"اوہ پھر تو یہ اچھی چیز ہے۔ اس طرح تو مجھے یہاں اس انداز میں

سفارت خانے نہ آنا پڑے گا۔ لاؤ مجھے دو سپیشل فون پیس"...... پرنس نے کہا تو سفیر نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا سپیشل فون پیس اٹھایا اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں پرنس کی طرف بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پرنس کی کار ایک بار پھر تیزی سے سفارت خانے کے علاقے سے نکل کر واپس ہوٹل پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"کیا معلوم ہوا ہے پرنس"...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے رابرٹ نے کہا۔

"ڈیوک پالینڈ نہیں پہنچا اور نہ ہی اس کی کوئی اطلاع ہے البتہ اس کے ایک ساتھی کی اس سے چوری والی رات کو ہی فون پر بات ہوئی ہے اس کے مطابق اس ڈیوک نے براہ راست واردات کرنے کی بجائے لارڈ کے بھتیجے سے مل کر مجسمہ چوری کیا ہے اور ڈیوک کی واپسی نہ ہونے کا مطلب ہے کہ اس لارڈ کے بھتیجے نے یقیناً ڈیوک کو یا تو قید کر رکھا ہے یا پھر ہلاک کر دیا ہے"...... پرنس نے کہا۔

"لیکن ڈیوک نے تو مخصوص کوڈ میں کال کر کے کامیابی کی خبر دی تھی"...... رابرٹ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ پہلے معاملات ڈیوک کی مرضی کے مطابق ہوئے ہوں گے اور اس نے کال کر کے ہمیں اطلاع دے دی بعد میں کسی وجہ سے حالات بدل گئے ہوں"...... پرنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب آپ اس لارڈ کے بھتیجے سے وہ مجسمہ حاصل کریں

گی"...... رابرٹ نے کہا۔

"ظاہر ہے مجسمہ تو بہرحال میں نے حاصل کرنا ہے چاہے مجھے اس کے لئے پورے پاکیشیا کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے اور اب تک تو میں نے کوشش کی ہے کہ یہاں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے یہاں تصادم ہو لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ مجھے اپنے رویے میں تبدیلی لانی پڑے گی"...... پرنس نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا مشورہ یہی ہے پرنس کہ آپ ابھی اسی طرح کام کریں جس طرح کر رہی ہیں۔ دوسرا رویہ اس وقت اپنائیں جب کوئی صورت نہ ہو۔ کیونکہ معمولی سی بات سے بعض اوقات ملکوں کے درمیان اختلاف ناقابل حل ہو جاتے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے رابرٹ۔ میں جب دوسرا رویہ اختیار کروں گی تو اس وقت بطور پرنس ڈاتا نہیں بلکہ مادام ڈاتا کے طور پر کروں گی"...... پرنس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رابرٹ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور نواب زادہ آصف رضا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے آصفہ تھی۔ کمرے کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک کرسی پر ایک غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی البتہ اس کا جسم کرسی کے ساتھ رسی کی مدد سے بندھا ہوا تھا۔

"اب تمہارا پروگرام کیا ہے میری سمجھ میں تو یہی بات نہیں آئی"...... آصفہ نے نواب زادہ آصف رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پروگرام طے کرنے کے لئے تو میں نے تمہیں بلوایا ہے آصفہ"۔ نواب زادہ آصف رضا نے کہا اور پھر وہ دونوں اس بے ہوش آدمی سے کچھ فاصلے پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"تمہیں دولت سے غرض تھی تم نے دولت لے لینی تھی اور مجسمہ دے دینا تھا۔ کیا ضرورت تھی خواہ مخواہ کی دردسری کرنے کی"۔ آصفہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

دراصل میں نے پہلے حماقت کی تھی اور بڑی معمولی سی رقم کے عوض کام کرنے کی حامی بھر لی تھی لیکن اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ اچانک دو چوکیداروں کے سامنے آجانے کی وجہ سے میرے آدمیوں کو انہیں ہلاک بھی کرنا پڑے گا اور دوسری اور اصل بات یہ ہے کہ جب میں نے واپس آکر اسے بتایا کہ مجسمہ لے آیا ہوں تو اس نے جلدی سے فون اٹھا کر نمبر ڈائل کیے اور پھر دوسری طرف سے جواب ملنے پر اس نے کہا کہ مادام لیلیا سے بات کرنی ہے جس پر دوسری طرف سے رانگ نمبر کہا گیا تو اس نے رسیور رکھ دیا اور اس طرح مطمئن ہو گیا جیسے اس کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔ حالانکہ رانگ نمبر کے بعد اسے دوبارہ نمبر ڈائل کر کے بات کرنی چاہئے تھی۔ میں نے حیران ہو کر جب اس سے یہ بات کی تو یہ بڑے پراسرار انداز میں ہنس پڑا اور اس نے بتایا کہ وہ پرنسز واشتا کا آدمی ہے اور یہ بات اس نے کوڈ میں کی ہے تب مجھے اس کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا۔ مجرم تو بہرحال بڑی رقم نہیں دے سکتے لیکن پرنسز تو اس قابل ہے کہ بڑی رقم دے سکے چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ مجسمہ اس صورت میں مل سکتا ہے جب وہ بھاری رقم پرنسز سے کہہ کر دلائے لیکن اس نے صاف انکار کر دیا جس پر میں اس وقت تو خاموش ہو گیا لیکن پھر میں نے اپنے آدمیوں کو بلا کر اس کو بے ہوش کر دیا اور یہاں قید کرا دیا۔ میرا خیال تھا کہ پرنسز کے پاس جب مجسمہ نہ پہنچے گا تو پرنسز اس سے کسی نہ کسی طرح رابطہ کرے گی لیکن اب تک پرنسز کی طرف سے کوئی رابطہ

نہیں ہوا اس لئے مجھے شک پڑ گیا کہ اس نے غلط بات نہ کر دی ہو۔ چنانچہ میں ذہنی طور پر بری طرح الجھ گیا اور میں نے تمہیں یہاں بلایا تاکہ تمہارے مشورے کے بعد میں اس معاملے کو نمٹایا جائے کیونکہ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ سے بہرحال کہیں زیادہ عقلمند ہو"۔ نوابزادہ آصف رضا نے کہا تو آصفہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں اس لئے عقلمند ہوں آصف رضا کہ میں تمہاری طرح لالچ نہیں کرتی۔ تمہیں کیا ضرورت تھی اس چکر میں پھنسنے کی تمہیں دولت کی کمی ہے۔ کتنی رقم طے کی تھی تم نے اس آدمی کے ساتھ"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پچاس لاکھ روپے"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"اب بتاؤ پچاس لاکھ روپے کی کیا اہمیت ہے اور یہ رقم لے کر تم کیا کرتے کیا ملک خرید لیتے ویسے تو اگر تمہیں رقم کی ضرورت تھی تو مجھے کہنا تھا پچاس ساٹھ لاکھ روپے تو میں ویسے بھی تمہیں دے دیتی"...... آصفہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اصل میں مجھے یہ رقم مفت آتی نظر آ رہی تھی۔ میرے نقطہ نظر سے انکل نے خواہ مخواہ کروڑوں روپے ان بے کار مجسموں اور چیزوں پر خرچ کر رکھے ہیں لیکن وہاں قتل ہو جانے سے میں گھبرا گیا ہوں۔ اب واقعی مجھے اپنے آپ پر افسوس ہو رہا ہے بہرحال اب تم مشورہ دو آئندہ وعدہ رہا کہ ایسے حالات میں تمہارے مشورے کے بغیر کوئی اقدام نہ کیا کروں گا"...... نواب زادہ آصف رضا نے جواب دیتے

ـے کہا۔

"مشورہ کیا دینا ہے وہ مجسمہ اس کے حوالے کرو اور اسے چھوڑ دو اور ـسئلہ ختم۔ تم پر یا مجھ پر تو کسی کو کوئی شک پڑ ہی نہیں سکتا اور ویسے ـی کیا ہونا ہے پولیس نے کون سے چوکیداروں کے قتل یا مجسمے کی ـش کرنی ہے"...... آصفہ نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص باہر جا کر کچھ کہہ دے۔ میرا تو اب ـیال ہو رہا ہے کہ اسے مار ڈالوں"...... نواب زادہ آصف رضا نے ـہا۔

"اس طرح تم ایک اور قتل کر دو گے اور وہ بھی غیر ملکی کا۔ یا ـمیرا کام یہ کرو کہ مجسمہ مجھے دو میں جا کر انکل کو دے دیتی ہوں میں ـنہیں بتا دوں گی کہ کوئی شخص آ کر پیکٹ دے گیا ہے اس میں یہ مجسمہ ـھا اور اس آدمی کو اسی بے ہوشی کے عالم میں شہر کے قریب پھینکوا دو ـور پھر ہر بات سے لاتعلق ہو جاؤ"...... آصفہ نے کہا۔

"لیکن پھر دولت۔ وہ پرنسز سے دولت تو حاصل کرنی چاہئے"۔ ـواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"تمہارا یہی لالچ کسی روز تمہیں پھنسوا دے گا۔ چھوڑو دولت کو ـیں تمہیں پچاس لاکھ روپے دے دیتی ہوں۔ اپنے آپ کو بچاؤ معمولی ـسی بات پر پورے خاندان کی بے عزتی ہو جائے گی"...... آصفہ نے کہا۔

"کیا تم واقعی پچاس لاکھ روپے دے دو گی"...... نواب زادہ آصف ـرضا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں تمہیں معلوم ہے کہ میں جو وعدہ کرتی ہوں وہ بہرحال پو[را] کرتی ہوں"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ میں تمہیں مجسمہ لا دیتا ہوں تم اس کا جو جی چا[ہے] کرو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے"...... نواب زادہ آصف رضا نے خوش[ی] ہوتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے بیرو[نی] دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ آصفہ ویسے ہی کرسی پر بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد نواب زادہ آصف رضا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں سم[...] کا مجسمہ تھا۔ اس نے وہ مجسمہ آصفہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اس آدمی کو باہر پھینکوا دینا مارنا مت ورنہ الجھن بڑھ جا[ئے] گی"...... آصفہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو جیسا تم نے کہا ہے ویسے ہی ہوگا"...... نواب زا[دہ] آصف رضا نے کہا اور آصفہ سرہلاتی ہوئی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"وہ۔ وہ رقم کل آکر لے جاؤں"...... نواب زادہ آصف رضا نے بھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آکر لے جانا"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور نواب زادہ آصف رضا نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد نواب زادہ آصف رضا آصفہ کو اس کی کار میں پہنچا کر اور اسے بھجوا کر دوبا[رہ] اسی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کمرے میں پہنچ کر ایک طرف کونے میں رکھے ہوئے فون پیس کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاشو سے بات کراؤ"...... نواب زادہ آصف رضا نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر میں ہاشو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے پاس بلیک روم میں آجاؤ"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک پہلوان نما آدمی کمرے میں داخل ہوا اور اس نے نواب زادہ آصف رضا کے قریب آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"ہاشو اس آدمی کو ہلاک کر کے اس کی لاش مگرمچھوں والے تالاب میں ڈال دو اس کی لاش نہیں ملنی چاہئے"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"اسی بے ہوشی کے عالم میں اسے ہلاک کرنا ہے یا"...... ہاشو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ایک منٹ ٹھیک ہے پہلے اسے ہوش میں لے آؤ میں اس سے کچھ باتیں کر لوں مرنا تو اس نے ہے ہی"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا تو ہاشو سرہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے اس بندھے ہوئے آدمی کے سر کے بال ایک ہاتھ سے پکڑ کر اس کا ڈھلکا ہوا سر اونچا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ پر اس آدمی نے چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوش میں آنے

لگ گیا تو باشو نے ایک اور تھپڑ جڑ دیا۔ اس آدمی کے حلق سے اس بلـ
زیادہ اونچی چیخ نکلی اور اس کا جسم تن گیا اور آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل
گئیں۔

"کوڑا الماری سے نکال لو"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا تو
باشو نے اسے چھوڑا اور مڑ کر سائیڈ دیوار میں موجود الماری کی طرف
بڑھ گیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہے۔ اوہ اوہ تم نواب زادہ آصف رضا تم نے یہ مجھے
کیوں اس طرح جکڑ رکھا ہے"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"اس لئے کہ تم سے جو رقم طے ہوئی تھی وہ بے حد کم تھی۔ اب اگر
تمہیں وہ مجسمہ چاہئے تو تم مجھے پانچ کروڑ روپے ادا کرو گے ورنہ میں
تمہیں گولی مار دوں گا اور مجسمہ واپس کر دوں گا۔ بولو دیتے ہو رقم یا
نہیں"...... نواب زادہ آصف رضا نے غراتے ہوئے کہا۔

"پانچ کروڑ تو بہت بڑی رقم ہے اور ظاہر ہے اتنی بڑی رقم کا یہاں
غیر ملک میں فوری بندوبست نہیں ہو سکتا۔ ویسے اصول کے مطابق جو
رقم طے ہوئی تھی اس سے زیادہ ایک لاکھ اور مل سکتے ہیں"...... اس
آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنا نام ڈیوک بتایا تھا ناں"...... نواب زادہ آصف رضا
نے کہا۔

"ہاں میرا نام ڈیوک ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو اور زیادہ لالچ نہ کرو ورنہ

تم مشکل میں بھی پھنس سکتے ہو"...... ڈیوک نے کہا تو نواب زادہ
آصف رضا بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم تمہاری یہ جرأت گھٹیا آدمی کہ تم مجھے نواب زادہ آصف رضا
کو دھمکیاں دو"...... نواب زادہ آصف رضا نے غصے سے چیختے ہوئے
کہا۔

"میں دھمکی نہیں دے رہا نواب زادہ آصف رضا صاحب درست
کہہ رہا ہوں آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور نہ ہی آپ کا کوئی
تعلق اس فیلڈ سے ہے جس سے میرا تعلق ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ
مجھے ہلاک کر دیں گے پھر آپ پر اور آپ کے خاندان پر جو قیامت ٹوٹے
گی اس کا آپ کو اندازہ ہی نہیں ہے۔ میرے آدمی تو آپ کا یہ محل اور
نواب صاحب کا محل میزائلوں سے اڑا دیں گے"...... ڈیوک نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اچھا اس کا مطلب ہے کہ تم نے مجھ سے غلط بیانی کی ہے کہ تمہارا
تعلق پرنسوواستان سے ہے اس کا مطلب ہے کہ تم کسی مجرم گروپ سے
تعلق رکھتے ہو"...... نواب زادہ آصف رضا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ بھی درست ہے اور جو کچھ اب کہہ رہا
ہوں وہ بھی درست ہے آپ رقم لے لیں اور مجھے مجسمہ دے کر چھوڑ
دیں اسی میں آپ کی بچت ہے"...... ڈیوک نے کہا۔

پہلے تو مجھے پوری تفصیل بتاؤ کہ کس مجرم گروپ سے تمہارا تعلق
ہے پوری تفصیل بتاؤ"...... نواب زادہ آصف رضا نے کرسی پر بیٹھتے

ہوئے کہا۔

"آپ اس چکر میں نہ پڑیں"...... ڈیوک نے کہا۔

"ہاشو"...... نواب زادہ آصف رضا نے ہاشو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ہاشو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پر کوڑوں کی بارش کر دو۔ تمہارا ہاتھ اس وقت تک نہیں رکنا چاہئے جب تک یہ زبان نہ کھول دے"...... نوابزادہ نے کہا۔

"یس سر"...... ہاشو نے کہا اور کوڑے کو فضا میں چٹخاتا ہوا بندھے ہوئے ڈیوک کی طرف بڑھ گیا۔

"رک جاؤ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں رک جاؤ"...... ڈیوک نے کہا تو نواب زادہ آصف رضا نے ہاتھ اٹھا کر آگے بڑھتے ہوئے ہاشو کو روک دیا اس کے چہرے پر بے اختیار ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے ڈیوک کے سب کچھ بتانے پر رضامند ہو جانے سے اس کی انا کو بے حد تسکین پہنچی ہو۔

"بتاؤ گے تو بچ جاؤ گے"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"پہلے حلف دو کہ اگر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا تو تم مجھے رہا کر دو گے"...... ڈیوک نے کہا۔

"میں حلف وغیرہ اٹھانے کا نہ قائل ہوں اور نہ مجھ جیسے آدمی کو اس کی ضرورت ہے اگر تمہیں مجھ پر اعتماد ہو تو بتا دو نہ ہو تو خاموش رہو ہاشو خود ہی تمہیں سب کچھ بتانے پر مجبور کر دے گا"...... نوابزادہ نے منہ بناتے ہوئے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو سنو میرا تعلق پرنسو واستا کے ذاتی سنڈیکیٹ سے ہے۔ پرنسو واستا نے پالینڈ میں ایک خفیہ سنڈیکیٹ بنایا ہوا ہے جس کو وہاں ڈاستا سنڈیکیٹ کہا جاتا ہے۔ پرنسو واستا اس کی سربراہ ہیں اور سربراہ کے طور پر وہ مادام ڈاستا کہلاتی ہیں۔ یہ سنڈیکیٹ صرف بڑے بڑے جرائم میں ملوث رہتا ہے ایسے جرائم جس میں کروڑوں اربوں ڈالر حاصل کئے جا سکیں۔ اس میں پیشہ ور قاتلوں کی پوری ٹیم موجود ہے۔ پرنسو واستا یہاں پر مجسمہ حاصل کرنے آئی ہیں کیونکہ انہیں نوادرات سے بھی بے حد لگاؤ ہے۔ میں یہ مجسمہ پرنسو کو دے دوں گا اور پرنسو واپس چلی جائے گی لیکن اگر تم نے مجھے مار ڈالا تو پرنسو مشکوک ہو جائیں گی اور پھر وہ اپنے سنڈیکیٹ کو یہاں بلوا کر میری تلاش کرائیں گی اور اس کے بعد انہیں جیسے ہی معلوم ہو گا کہ یہ صورت حال ہے پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ وہ کیا کریں گی۔ چونکہ وہ تو پرنسو ہیں اس لئے حکومت کو قیامت تک معلوم نہ ہو سکے گا کہ کس نے کیا کیا ہے۔ لیکن تم، بڑے نواب صاحب اور ان دونوں محل نما عمارتوں میں رہنے والا ہر آدمی انتہائی بے دردی سے ہلاک کر دیا جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ پرنسو کے آدمی بڑے نواب صاحب کا سارا ذخیرہ ہی اٹھا کر لے جائیں"...... ڈیوک نے کہا۔

"پرنسو کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ تم یہاں ہو"...... نوابزادہ آصف رضا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں ٹرانسمیٹر پر بریف کر دیا تھا اور ان کی منظوری سے

ہی یہ سارا کام کیا ہے۔ان کی منظوری کے بغیر تو میں ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا"...... ڈیوک نے کہا تو نوابزادہ کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

"لیکن اب مجسمہ تمہیں نہیں مل سکتا کیونکہ میں نے اسے واپس بھجوا دیا ہے دراصل چوکیداروں کے قتل ہو جانے سے وہاں اعلیٰ افسر تفتیش کے لئے آ رہے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں وہ مجسمے کی تلاش میں یہاں نہ آ جائیں"...... نوابزادہ آصف رضا نے کہا۔

"لیکن قتل کے سلسلے میں بھی تو آئیں گے"...... ڈیوک نے کہا۔

"نہیں انکل بڑے نواب کو مجسمے سے دلچسپی ہے نوکروں سے نہیں۔ وہ ان کے خاندانوں کو معاوضہ دے دیں گے اور معاملہ ختم ہو جائے گا"...... نوابزادہ آصف رضا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم مجھے رہا کر دو میں جا کر پرنسز کو رپورٹ دے دوں گا کہ مجسمہ غلط اٹھایا گیا تھا اس لئے واپس کر دیا گیا ہے پھر وہ کوئی نیا پلان بنا لے گی"...... ڈیوک نے کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ ایسا ہی ہو گا میرا نام درمیان میں نہیں آئے گا"...... نوابزادہ آصف رضا نے کہا۔

"تمہارا نام آ بھی جائے تو تمہیں کیا فرق پڑ سکتا ہے تم صاف انکار کر سکتے ہو اور تمہاری حیثیت ایسی ہے کہ کوئی تم پر انگلی بھی نہ اٹھا سکے گا ویسے میرا وعدہ کہ تمہارا نام بالکل درمیان میں نہ آئے گا کیونکہ ظاہر ہے میں تم سے کوئی دشمنی مول نہیں لینا چاہتا اور مجھے صرف اپنی

زندگی بچانے سے دلچسپی ہے۔ مجسمہ حاصل کرنا نہ کرنا پرنسز کا ذاتی مسئلہ ہے"...... ڈیوک نے کہا۔

"ہاشو اس کی زنجیریں کھول دو اور اسے ساتھ لے جا کر دارالحکومت پہنچا کر تم واپس آ جاؤ"...... نواب زادہ آصف رضا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیس سر"...... ہاشو نے کہا اور نواب زادہ آصف رضا سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ذاتی کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر کے وہ کونے میں موجود چھوٹی سی میز کی طرف بڑھ گیا۔ میز کے پیچھے ایک ریوالونگ کرسی موجود تھی۔ وہ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اور اس نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نور محل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"نوابزادہ آصف رضا بول رہا ہوں۔ نواب زادی آصفہ سے بات کراؤ"...... نواب زادہ آصف رضا نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو آصفہ بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد آصفہ کی آواز سنائی دی۔

"نواب زادہ آصف رضا بول رہا ہوں مجسمہ واپس کر دیا ہے تم نے یا نہیں"۔ نواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"کیوں کیا ہوا کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے آصفہ نے چونک کر پوچھا۔

"پہلے بتاؤ تو سہی"۔ نواب زادہ آصف رضا نے بے چین ہو کر کہا۔

"وہ تو میں نے آتے ہی انکل کو دے دیا تھا انکل اس قدر خوش ہوئے کہ جیسے انہیں شاہی خزانہ واپس مل گیا ہو۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے ملا ہے تو میں نے وہی کہانی سنا دی لیکن تمہیں کیا ہوا۔ کیوں پوچھ رہے ہو"...... آصفہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اصل میں مجھے خیال آگیا تھا کہ یہ مجسمہ کیوں نہ براہ راست پرنس کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے اس طرح اس کے عوض بڑی دولت آسانی سے مل سکتی ہے"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"اور وہ انکل کو بتا دیتی اور تم جانتے ہو کہ انکل تمہارا کیا حشر کرتے"...... آصفہ نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔ چلو چھوڑو وہ میرے پچاس لاکھ روپے والا وعدہ یاد رکھنا"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا وہ واقعی دولت کا پاگل پن کی حد تک پجاری تھا۔

"مر کیوں رہے ہو پہنچ جائے گی رقم۔ تم نے اس آدمی کو تو چھوڑ دیا ہے ناں"...... آصفہ نے کہا۔

"ہاں میں نے ہاشو سے کہا ہے وہ اسے دارالحکومت چھوڑ آئے گا"...... نواب زادہ آصف رضا نے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے"...... آصفہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا لیکن اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو نواب زادہ آصف رضا بے اختیار چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھولا ہی تھا کہ ڈیوک اسے دھکیلتا ہوا اندر آگیا اور پھر اس سے پہلے کہ نواب زادہ آصف رضا کچھ سمجھتا اس کی کنپٹی پر دھماکہ سا ہوا اور اس کے ذہن پر جیسے سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی پھر جس طرح اچانک اندھیرے میں روشنی کی لہریں سی اٹھتی ہیں اس طرح اس کے ذہن میں بھی لہریں سی اٹھیں اور اس کی آنکھیں کھل گئیں پہلے چند لمحوں تک تو اسے اپنے سر میں دھماکے سے سنائی دیتے رہے اور آنکھوں کے سامنے دھواں سا پھیلا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اسے سب کچھ یاد آنے لگ گیا کہ اس نے دستک سن کر دروازہ کھولا تھا اور ڈیوک اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تھا اور پھر اس کی کنپٹی پر دھماکہ سا محسوس ہوا تھا اور اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیل گئی تھی اسی لمحے اسے احساس ہوا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کو رسی سے باندھ دیا گیا ہے اور سامنے موجود کرسی پر ڈیوک بیٹھا تھا۔

"تمہیں ہوش آگیا نواب زادہ آصف رضا صاحب"...... ڈیوک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم تم یہاں کیسے آگئے اور یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے تم تو ہاشو کے ساتھ گئے تھے"...... نوابزادہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں مجسمے کے بغیر کیسے جاسکتا تھا تمہارے آدمیوں کی لاشیں باہر بکھری پڑی ہیں اور اگر تم بھی لاش میں تبدیل ہونا نہیں چاہتے تو مجسمہ مجھے دے دو میں تمہیں زندہ چھوڑ کر واپس چلا جاؤں گا"...... ڈیوک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لا۔لاشیں۔لاشیں۔کیا مطلب کس کی لاشیں"...... نواب زادہ آصف رضا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے چھ آدمی میرے سامنے آئے اور چھ کے چھ مارے گئے۔ مجھے معلوم ہے کہ حویلی میں آدمیوں کی تعداد زیادہ ہو گی لیکن میں نے ابھی صرف انہیں ہلاک کیا ہے جو سامنے آگئے تھے۔آخری آدمی مجھے یہاں لے آیا تھا اور پھر دروازے پر دستک دینے سے پہلے میں نے اس کی بھی گردن توڑ دی ہے۔اس کی لاش باہر پڑی ہے۔کہو تو اٹھا کر یہاں لے آؤں"...... ڈیوک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔اس کے انداز میں ایسی سفاکی اور سرد مہری تھی کہ نواب زادہ آصف رضا کے جسم میں سردی کی تیز لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

"چھ۔چھ آدمی مار دیئے۔اوہ یہ تم نے کیا کیا وہ مجسمہ تو واپس ذخیرے میں پہنچ چکا ہے۔تمہیں ہوش میں لانے سے پہلے نواب زادی آصفہ یہاں آئی تھی وہ مجسمہ لے گئی ہے اور تمہیں باشو کے ساتھ بھیجنے کے بعد میں نے یہاں آکر اسے فون کیا ہے تو اس نے بتایا ہے کہ مجسمہ اس نے انکل بڑے نواب صاحب کو دے دیا ہے"...... نواب زادہ آصف رضا نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔چھ لاشوں کا سن کر اس کے

چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

"تو پھر تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ مجسمہ میں خود ہی وہاں سے لے لوں گا چاہے مجھے اس کے لئے پورے محل کو کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑے"...... ڈیوک نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کا رخ نواب زادہ آصف رضا کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"وہ۔وہ رک جاؤ مت مارو مجھے رک جاؤ۔میرا وعدہ کہ میں تمہیں دوبارہ مجسمہ لا دوں گا۔مجھے مت مارو"...... نوابزادہ آصف رضا ڈیوک کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور دیکھ کر بری طرح خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے یہ بات درست کی ہے کہ مجسمہ واپس پہنچ چکا ہے ورنہ تم دوبارہ کا لفظ ادا نہ کرتے۔اب تمہاری ضرورت نہیں رہی اب مجھے خود ہی دوبارہ کام کرنا پڑے گا"۔ڈیوک نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی میں حرکت ہوئی اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی نواب زادہ آصف رضا کو محسوس ہوا کہ گرم سلاخ اس کے سینے میں دھنستی چلی گئی ہو۔اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی اسے اپنے ذہن میں دھماکے ہوتے محسوس ہوئے۔اس نے تکلیف کی شدت سے دوبارہ چیخ مارنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کا سانس اس کے گلے میں اٹک گیا۔اس نے سانس نکالنے کے لئے زور لگایا لیکن اسی لمحے اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑتا چلا گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی سامنے موجود ڈیوک اور کمرہ اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

بڑے کمرے میں کرسیوں پر اس وقت بڑے نواب صاحب کے ساتھ ان کی بھتیجی اور سیکرٹری آصفہ بیٹھی ہوئی تھی جب کہ سامنے والی کرسیوں پر سر عبدالرحمن اور ان سے ہٹ کر پچھلی قطار میں سپرنٹنڈنٹ فیاض بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھا تھا۔ بڑے نواب صاحب اور آصفہ دونوں کے چہروں پر شدید حزن و ملال کے تاثرات نمایاں تھے۔ نواب زادہ آصف رضا اور اس کی حویلی میں چھ افراد کی بیک وقت موت کی خبریں جب اخبارات میں شائع ہوئیں تو اعلیٰ حکام ہل کر رہ گئے۔ بڑے نواب صاحب کے تعلقات چونکہ ملک کے صدر تک سے ذاتی تھے اس لئے اس قتل عام کی انکوائری کے لئے صدر مملکت نے خصوصی طور پر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کو تعینات کیا تھا اور سر عبدالرحمن کو خصوصی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ وہ قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کریں۔ سر عبدالرحمن کے بھی چونکہ بڑے نواب صاحب

کے ساتھ ذاتی تعلقات تھے اس لئے وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ نور محل خود آگئے تھے تاکہ نواب زادہ آصف رضا کی فاتحہ خوانی کرنے کے ساتھ ساتھ ابتدائی معلومات حاصل کر سکیں۔ سر عبدالرحمن نے انٹیلی جنس کے چار قابل اور تیز انسپکٹروں کی ایک ٹیم بنا دی تھی جو نواب زادہ آصف رضا کی رہائش گاہ پر انکوائری کرنے میں مصروف تھی۔

"نواب صاحب یہ اچانک یہاں کیسا کھیل شروع ہو گیا ہے۔ پہلے آپ کے ذخیرے سے مجسمہ چوری ہوا اور دو چوکیدار ہلاک ہو گئے اس کے بعد اب نواب زادہ آصف رضا کی حویلی میں قتل عام ہوا اور آپ نے بتایا ہے کہ کوئی آدمی مجسمہ بھی واپس کر گیا ہے۔ اگر مجسمہ واپس ہو گیا ہے تو پھر اس قتل و غارت کا کیا مقصد ہے"...... سر عبدالرحمن نے اپنے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں عبدالرحمن میں تو خود بے حد پریشان ہوں۔ میری تو سمجھ میں خود یہ ساری باتیں نہیں آ رہیں میں تو اس وقت کو پچھتا رہا ہوں جب تمہارا بیٹا سیکرٹری بن کر اور تمہارے بیٹے کا باورچی پرنس کا چچا بن کر یہاں پہنچے تھے۔ تم نے اپنے بیٹے سے بات کی ہے کہ اس نے یہ کیا حرکت کی ہے اور اس سے اس کا کیا مقصد تھا"...... بڑے نواب صاحب نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ہاں میری اس سے بات ہوئی ہے۔ اس نے مجھے جو تفصیل بتائی ہے وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کے باورچی

سلیمان کا کوئی رشتہ دار نواب زادہ آصف رضا کے پاس ملازم تھا اس سے غلطی ہوئی تو نواب زادہ آصف رضا نے اسے کوڑوں سے پٹوا دیا۔ جس پر باورچی سلیمان انتہائی دل برداشتہ تھا۔ اس نے اسے خوش کرنے کے لئے اسے پرنس کاچان کا روپ دے کر اور خود اس کا سیکرٹری بن کر یہاں آگیا۔ سلیمان نے عمران کے پاس جانے سے پہلے میرے پاس کوٹھی آکر بھی اس بات کی شکایت کی تھی لیکن میں نے اسے ٹال دیا تھا۔ وہ عمران کے ساتھ رہتا ہے اس لئے عمران نے اس کا دل رکھنے کے لئے یہ سب ڈرامہ کیا لیکن نہ ہی عمران نے مجسمہ چوری کیا اور نہ ہی اس نے چوکیداروں کو قتل کیا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اس نے جھوٹ بولا ہو"...... بڑے نواب صاحب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ میرا بیٹا ہے نواب صاحب۔ عبدالرحمن کا بیٹا۔ گو اس نے میرے نظریے کے مطابق یہ ڈرامہ کر کے غلط کیا ہے لیکن نوجوان ایسا کرتے ہی رہتے ہیں لیکن نہ ہی وہ چور ہو سکتا ہے اور نہ قاتل۔ اس کے باوجود میں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ اس بارے میں مکمل چھان بین کرے اگر عمران یا سلیمان اس چوری یا قتل میں ملوث ہوئے تو میں خود انہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مارنے سے دریغ نہیں کروں گا"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک ایک

ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

"علی عمران صاحب تشریف لائے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ وہ فوری ملاقات چاہتے ہیں"...... ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں بڑے نواب صاحب سے مخاطب ہو کر کہا تو بڑے نواب صاحب کے ساتھ ساتھ آصفہ، سر عبدالرحمن اور سپرنٹنڈنٹ فیاض سب چونک پڑے۔

"اب کیا کرنے آیا ہے وہ کیا ہمارا مذاق اڑانے آیا ہے"...... بڑے نواب صاحب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ بلا لیں اسے تاکہ انکل سر عبدالرحمن کے سامنے ہی بات صاف ہو جائے"...... نواب زادی آصفہ نے کہا تو بڑے نواب صاحب نے ملازم کو اسے لے آنے کی اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر لیکنی کلر لباس تھا۔ نیلے رنگ کی پتلون جس پر بینڈ ماسٹروں کی طرح سفید رنگ کی پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ تیز زرد رنگ کی بڑے بڑے آؤٹ آف فیشن کالروں کے درمیان گہرے سبز رنگ کی ٹائی اس نے باندھ رکھی تھی جس میں سرخ رنگ کے شوخ پھول بنے ہوئے تھے اور جرابوں کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ چہرے پر حماقت کا آبشار سا بہہ رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس نے نیوی کلر کی جینز کی سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ عمران اندر داخل ہوا تو اس طرح آنکھیں پٹپٹا کر دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار انسانوں کو دیکھ رہا ہو۔ اس کے چہرے پر بے پناہ معصومیت تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ یا بزرگان دین وخاتون النسا کم

مم میرا مطلب ہے نیک النساء وہ عورت کو النساء کہتے ہیں لیکن ۔ بہرحال "...... عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں بولنا شروع کر دیا لیکن پھر اس طرح بات کرتے کرتے چپ ہو گیا جیسے اب اس کے پاس الفاظ کا ذخیرہ اچانک ختم ہو گیا ہے یا جس طرح ٹیپ چلتے چلتے بجلی فیل ہو جانے پر اچانک خاموش ہو جاتی ہے ۔

"تو یہ ہے تمہارا بیٹا ۔ کیوں "...... بڑے نواب صاحب نے انتہائی طنزیہ لہجے میں سر عبدالرحمن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ سر عبدالرحمن کا چہرہ عمران کی حالت اور اس کی بات سن کر بھڑکتے ہوئے تنور کی طرح سرخ ہو گیا تھا وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خاموش بھی تھے ۔ شاید غصے کی شدت نے ان سے گویائی کی طاقت ہی چھین لی تھی ان کے اٹھتے ہی ان کے پیچھے بیٹھا ہوا سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا ۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ میں سے کسی نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور دوسری بات یہ ہے کہ میں یہاں کسی کا بیٹا بن کر نہیں آیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی ہوں اور نواب زادہ آصف رضا اور اس کے ملازمین کے قتل اور مجسمہ کی چوری کا کیس سیکرٹ سروس کے چیف نے صدر مملکت کو کہہ کر ایک دوسری سرکاری تنظیم ٹائیگر ٹریپ کو دے دیا ہے کیونکہ ٹائیگر ٹریپ کا کام ملک میں ہونے والے ایسے قاتلوں کا سراغ لگانا ہے جن میں بڑے بڑے آدمی ملوث ہوں اور یہ ہیں ٹائیگر ٹریپ کے چیف جناب ٹائیگر

صاحب اور میں چونکہ بچپن سے ہی شیروں چیتوں کے ساتھ کھیلنے کا بے حد شوقین رہا ہوں ۔ اگر آپ کو یقین نہ آئے تو بے شک ڈیڈی سے تصدیق کرا لیں ۔ انہوں نے میرے ساتھ کھیلنے کے لئے کوٹھی میں شیروں اور چیتوں کے بچے منگوا کر رکھے ہوئے تھے ۔ بہرحال جناب ٹائیگر صاحب نے مجھے ہائر کیا ہے اور اب میں اس کیس کا انچارج ہوں ۔ اس سلسلے میں یہ کاغذات بھی موجود ہیں "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لفافہ نکالا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا ۔ سر عبدالرحمن کے چہرے پر اب غصے کی جگہ حیرت نے لے لی تھی ۔ انہوں نے لفافہ عمران کے ہاتھ سے لیا اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات کو ایک نظر دیکھا اور پھر کاغذات بڑے نواب صاحب کی طرف بڑھا دیئے ۔

" تم اس کیس کی انکوائری نہیں کر سکتے سمجھے اس لئے کہ تم خود اس میں براہ راست ملوث ہو ۔ میں تمہارے چیف سے بات کروں گا "...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"چیف تو موجود ہیں آپ بے شک بات کر لیں گھبرائیں نہیں انہیں جنگل سے آئے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے اس لئے اب انسانی زبان بول بھی لیتے ہیں اور سمجھ بھی لیتے ہیں "...... عمران نے ساتھ کھڑے ٹائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

" یہ چیف کی بجائے مجھے کوئی گھٹیا سا غنڈہ لگ رہا ہے ۔ میں سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کروں گا "...... سر عبدالرحمن نے

پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں لیکن میں آپ کو اپنی توہین کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میں ٹائیگر ٹرپ کا چیف ہوں اور یہ تنظیم بھی اسی طرح سرکاری ہے جس طرح آپ کی ایجنسی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہمارا کام کرنے کا انداز اپنا ہے"...... ٹائیگر نے انتہائی سپاٹ لہجے میں سر عبدالرحمن کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نواب صاحب اب جب کہ سرکاری طور پر یہ کیس مجھ سے لے لیا گیا ہے تو اب ہمیں اجازت۔ اب آپ جانیں اور یہ لوگ جانیں بہرحال یہ بات میں پھر بھی کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ احمق عمران کسی طرح بھی اس کیس میں ملوث ثابت ہوا تو اسے بہرحال اس کی عبرت ناک سزا بھگتنی پڑے گی"...... سر عبدالرحمن نے بڑے نواب صاحب سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے انہوں نے عمران اور ٹائیگر کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ سوپر فیاض بھی منہ لٹکائے اور کاندھے جھکائے ان کے پیچھے خاموشی سے باہر نکل گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں کیا میرے بھتیجے کے قتل کی تفتیش کے لئے ان کے پاس یہ مسخرے ہی باقی رہ گئے تھے"...... بڑے نواب صاحب نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف لپکے۔

"میں نے کتنی بار کہا ہے کہ نام بدل لو لیکن تم باز نہیں آئے۔ یہ

نواب لوگ ٹائیگر کو چیف کیسے مان سکتے ہیں یہ تو اس کی لاش پر پیر رکھ کر فوٹو کھنچوانا پسند کرتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے ٹائیگر سے کہا اور آگے بڑھ کر اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر چند لمحے پہلے سر عبدالرحمن بیٹھے ہوئے تھے۔

"مجھے بڑے نواب صاحب سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اپنا کام کرنا ہے اور میں کروں گا۔ چاہے انہیں پسند ہو یا نہ ہو"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر آگے بڑھ کر عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ آصفہ اس دوران خاموش بیٹھی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"آپ سیکرٹری ہیں مس آصفہ نواب صاحب کو اگر انگریزی پڑھنی نہیں آتی تو آپ انہیں پڑھ کر سنا دیں تاکہ انہیں خواہ مخواہ صدر صاحب سے بات کر کے شرمندہ نہ ہونا پڑے"...... عمران نے آصفہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ احمق۔ تمہیں تمیز ہی نہیں ہے بات کرنے کی نکل جاؤ میری حویلی سے آئی سے گٹ آؤٹ"...... نواب صاحب نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا انہوں نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا۔

"سس سس سوری۔ میں سمجھا آپ کو انگریزی نہیں آتی لیکن آپ کو تو آتی ہے آئی سے۔ شٹ اپ۔ گٹ آؤٹ۔ یہ تو واقعی انگریزی زبان

کے الفاظ ہیں لیکن آپ کے ہاتھ میں کاغذ ہیں انہیں پڑھ لیجئے۔ یہ سرکاری کاغذ ہیں آپ کو آپ کے بھتیجے کا قاتل چاہئے مل جائے گا"...... عمران نے بہکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انکل یہ کاغذات مجھے دکھائیں اور آپ اپنے کمرے میں آرام کریں میں ان سے خود ہی نمٹ لوں گی"...... آصفہ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو بڑے نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کاغذات آصفہ کے ہاتھ میں تھمائے اور حقارت بھری نظریں عمران اور ٹائیگر پر ڈالتے ہوئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد آصفہ نے کرسی پر بیٹھ کر کاغذات کھولے اور انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔

"کیا یہ کاغذات اصلی ہیں یا صرف رعب ڈالنے کے لئے بنائے ہیں"...... آصفہ نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصلی۔ کیا مطلب۔ کاغذات بناسپتی کیسے ہو سکتے ہیں کیوں چیف ٹائیگر کیا کاغذات بھی بناسپتی ہوتے ہیں"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"بناسپتی نہیں نقلی"...... آصفہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھا شاید اصلی گھی اور بناسپتی گھی کی طرز پر بات کر رہی ہیں آپ۔ ویسے نقلی کاغذات تو میں نے اب تک نہیں دیکھے آپ بے شک انہیں پھونک مار کر دیکھ لیں۔ اگر یہ نقلی ہوئے تو لامحالہ غائب ہو جائیں گے"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو

آصفہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"میرا مطلب ہے کہ اس پر تحریر، مہریں، دستخط وغیرہ اصلی ہیں یا"...... آصفہ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مس آصفہ آپ نے نواب زادہ آصف رضا سے جب مجسمہ واپس لیا تو کیا اس وقت غیر ملکی زندہ تھا"...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو آصفہ کے جسم کو بے اختیار ایک جھٹکا سا لگا۔

"کیا۔ کیا مطلب کیا کہہ رہے ہو تم۔ کون غیر ملکی۔ میں نے مجسمہ کس سے واپس لیا ہے۔ مجھے تو یہاں ایک آدمی پیکٹ دے کر گیا ہے۔ اس میں مجسمہ تھا میں نے پیکٹ کھولا اور مجسمہ انکل کو دے دیا۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"...... آصفہ نے بے اختیار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مس آصفہ آپ کو ابھی ٹائیگر کے بارے میں پوری طرح معلوم نہیں ہے۔ یہ تو سونگھ کر اپنے شکار تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ تو میری صحبت میں رہ کر اس نے اپنی کچھ عادتیں بدل لی ہیں ورنہ تو یہ اندر آتے ہی آپ کو سونگھنا شروع کر دیتا لیکن اب تک یہ جس جس کو سونگھ چکا ہے اس سے اسے معلوم ہو گیا ہے کہ نواب زادہ آصف رضا اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ رات گئے جیپ پر نور محل کے عقبی طرف ملازمین کے احاطے کے عقبی گیٹ پر پہنچا۔ پھر آپ اس عقبی راستے سے باہر گئیں اور آپ نواب زادہ کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر باتیں کرتی رہیں پھر اس کے دو مسلح آدمیوں کو ساتھ لے کر عقبی دروازے سے نور محل

میں گئیں۔ اس کے بعد ان مسلح افراد کی واپسی ہوئی اور جیپ چلی گئی۔ صبح مجسمہ بھی چوری ہو چکا تھا اور دو چوکیدار بھی قتل ہو چکے تھے۔ اس کے بعد آج صبح آپ نواب زادہ آصف رضا کے محل میں گئیں وہاں ایک کمرے میں ایک غیر ملکی جس کا نام ڈیوک تھا زنجیروں سے بندھا ہوا بے ہوش موجود تھا۔ آپ کے بعد نواب زادہ آصف رضا اس کمرے میں تشریف فرما رہے۔ اس کے بعد آپ جیپ پر بیٹھ کر واپس نور محل آ گئیں اور آپ نے چوری شدہ مجسمہ نواب صاحب کو یہ کہہ کر دے دیا کہ کوئی آدمی اسے واپس کر گیا ہے۔ ادھر نواب زادہ صاحب نے اپنے خاص آدمی ہاشو کو بلایا اور پھر اس غیر ملکی کو آزاد کر کے اس کے ساتھ بھیج دیا اور خود اپنے خاص کمرے میں چلے گئے اس کے بعد اس غیر ملکی نے ہاشو سمیت دوسرے افراد کو قتل کیا اور پھر وہ نواب زادہ کے کمرے میں گیا وہاں اس نے نواب زادہ صاحب کو بے ہوش کر کے انہیں کرسی پر باندھا پھر انہیں ہوش دلایا۔ ان سے باتیں کیں اور پھر انہیں گولی مار کر وہ حویلی سے نکل گیا۔ اب ٹائیگر نرسپ کے آدمی اسے تلاش کر رہے ہیں اس کا حلیہ بھی نواب زادہ کی حویلی کے ملازموں سے معلوم ہو گیا ہے اور مجھے شک ہے کہ اس کا تعلق پرنسز واسنا سے تھا اور پرنسز واسنا براہ راست اس چوری میں ملوث تھیں۔ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ اب تک ٹائیگر نے سونگھ کر جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق آپ نے نواب زادہ آصف رضا کی ایما پر مجسمہ چوری کیا اور نواب زادہ آصف رضا کے آدمیوں کو دے دیا۔ وہ جب ملازمین کے

احاطے کی طرف آنے لگے تو اتفاقاً دو چوکیداروں نے انہیں چیک کر لیا جس پر ان آدمیوں نے ان دونوں کو ہلاک کر دیا۔ یہ دونوں آدمی بھی اس غیر ملکی ڈیوک کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں اور نواب زادہ آصف رضا بھی۔ مجسمہ بھی واپس آ چکا ہے۔ آپ نے چوری میں ملوث ہونے کا کفارہ اس طرح ادا کر دیا کہ مجسمہ غیر ملکی کو دینے کی بجائے واپس انکل بڑے نواب صاحب کو دے دیا۔ اب نواب زادہ آصف رضا اور اس کے ملازمین کا قاتل وہ غیر ملکی ڈیوک ہے لیکن اگر آپ اپنا بیان صحیح طور پر دے دیں تو پھر یہ غیر ملکی یا اس کے پیچھے جو کوئی بھی ہو گا بچ کر نہ جا سکے گا لیکن اگر آپ نے درست بیان نہ دیا تو پھر آپ کو اس چوری اور قتل عام میں شریک ہونے کی بنا پر باقاعدہ گرفتار کر لیا جائے گا اور آپ کو ہیڈ کوارٹر لے جا کر وہاں آپ سے بیان لیا جائے گا۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ کیا فیصلہ کرتی ہیں"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو آصفہ کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"تم۔ تم۔ تم تم مجھے گرفتار کرو گے مجھے لیکن"...... نواب زادی آصفہ نے رک رک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی گرفتاری کا تصور ہی نہ ہو۔

"نو افراد کے قتل اور مجسمے کی چوری کے سلسلے میں آپ براہ راست ملوث ہیں اور یہ اتنا سنگین جرم ہے کہ آپ کی ضمانت صدر مملکت بھی نہ کرا سکیں گے۔ میں نے آپ کو بیان دینے کی رعایت صرف اس لئے دی ہے کہ آپ نے مجسمہ واپس لا کر بڑے نواب صاحب کو دے دیا

ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ فطری طور پر مجرم نہیں ہیں۔ کس وقتی جذباتی فیصلے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے چونکہ مجسمہ واپس ہو گیا اس لئے اب آپ کو چوری کے الزام میں گرفتار نہیں کیا جائے گا عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا چیف ٹائیگر صاحب بھی وعدہ کرتے ہیں"...... آصفہ ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ عمران صاحب نے کہا ہے مس آصفہ وہ درست ہے م ٹائیگر ٹریپ کا چیف ضرور ہوں لیکن اس کیس میں ٹائیگر ٹریپ ن عمران صاحب کی خدمات خصوصی طور پر حاصل کر رکھی ہیں اس ل اس کیس کی حد تک چیف یہی ہیں۔ ویسے جو کچھ عمران صاحب آپ کو بتایا ہے اس کا مکمل ثبوت ہمارے پاس موجود ہے"...... ٹائ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں بیان دینے کے لئے تیار ہوں میں سب کچھ سچ سچ بتا دو گی"...... آصفہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ بیان بڑے نواب صاحب کے سامنے ہو گا اور بڑے نواب صاحب اس بیان پر بطور گواہ اپنے دستخط کریں گے ہم ان کے بغیر بیا نہیں سنیں گے بلکہ آپ کو گرفتار کر کے لے جائیں گے"۔ عمران ن کہا۔

"میں ان سے کہتی ہوں"...... آصفہ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہو کہا۔

"ہم آپ کے ساتھ چلیں گے"...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا ور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آصفہ نے اثبات میں ر ہلا دیا اور پھر وہ آصفہ کے پیچھے چلتے ہوئے محل کے ایک کمرے کے روازے پر پہنچ گئے دروازہ بند تھا۔ آصفہ نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ستک دی۔

"کون ہے"...... دروازے پر موجود ڈور فون سے بڑے نواب ماحب کی کرخت آواز سنائی دی۔

"میں آصفہ ہوں انکل میرے ساتھ علی عمران صاحب اور ٹائیگر احب بھی ہیں۔ ایک انتہائی ضروری بات کرنی ہے"...... آصفہ نے نتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آ جاؤ"...... بڑے نواب صاحب کی آواز سنائی دی اور اس کے اتھ ہی دروازہ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا۔ آصفہ اندر داخل ہوئی تو س کے پیچھے عمران اور سب سے آخر میں ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ فتر کے انداز میں سجایا گیا تھا اور ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے بڑے واب صاحب اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے ند کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے۔ ان لوگوں نے تنگ تو نہیں کیا تمہیں"۔ بڑے واب صاحب نے بڑی زہریلی نظروں سے عمران اور ٹائیگر کی طرف یکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں انکل بلکہ انہوں نے تو مجھ پر بے حد مہربانی کی ہے"۔ آصفہ

آصف رضا اور ان کے چھ ملازمین کے قتل کی انکوائری ابھی باقی ہے۔ مس آصفہ کے بیان سے ان کے قاتل یا قاتلوں کی گرفتاری آسان ہو جائے گی ورنہ دوسری صورت میں مس آصفہ گرفتار بھی ہو سکتی ہیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں نواب صاحب سے مخاطب ہو کر کہا تو نواب صاحب اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا مسخرہ بھی اس طرح سنجیدہ اور باوقار ہو سکتا ہے۔

"ہم ہم تیار ہوں۔ آصفہ تم بیان دو اور جو کچھ سچ ہے سب کہہ ڈالو"...... نواب صاحب نے آصفہ سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر عمران نے ٹیپ کا بٹن آن کیا اور آصفہ کو اشارہ کیا تو آصفہ نے عمران کی ہدایت کے مطابق بیان دینا شروع کر دیا۔ اس نے باقاعدہ حلف دینے کے بعد کہا کہ نواب زادہ آصف رضا جو کہ میرا کزن بھی تھا دولت کا پجاری تھا۔ وہ ہمیشہ دولت کے پیچھے بھاگتا رہتا تھا۔ میں نے اسے کئی بار سمجھایا لیکن وہ باز نہیں آیا۔ اس روز پہلے اس نے مجھے اپنی رہائش گاہ پر بلایا اور مجھے کہا کہ اس نے ایک پارٹی سے وعدہ کر لیا ہے کہ جسے نواب صاحب کے ذخیرے سے مجسمہ نکال کر پارٹی کو دے گا اور اس سے بھاری رقم اینٹھ کر مجسمہ واپس کر دے گا اس لئے میں اس کام میں اس کی مدد کروں پہلے تو میں نے انکار کر دیا لیکن جب اس نے منت سماجت کی اور حلف اٹھا کر وعدہ کیا کہ وہ دوسرے روز مجسمہ واپس کر دے گا تو میں تیار ہو گئی یہ اس رات کا واقعہ ہے جس روز

پرنسز واستا اور پرنس کاچان دعوت پر آئے تھے۔ دونوں ہی واپس چلے گئے رات گہری ہونے پر نواب زادہ آصف رضا اپنے دو مسلح ساتھیوں کے ساتھ ملازمین کے احاطے کے عقبی دروازے کے باہر جیپ پر پہنچ گیا میں جا کر اس سے ملی میں نے اسے ایک بار پھر روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا تو میں اس کے دو ساتھیوں کو ساتھ لے کر نور محل کے خفیہ دروازے سے اندر داخل ہو کر ذخیرے والے کمرے میں پہنچی سارے حفاظتی انتظامات کا مجھے علم تھا چنانچہ میں نے انہیں آف کیا اور پھر ذخیرے کے اندر جا کر سملکلا کا مجسمہ اٹھایا اور آ کر اس کے مسلح آدمیوں کو دے دیا اور خود اپنے کمرے میں چلی گئی۔ صبح کو مجھے معلوم ہوا کہ وہ چوکیدار ہلاک ہو گئے ہیں تو میں بے حد گھبرا گئی اور اس گھبراہٹ کی وجہ سے میں نے علی عمران کے بارے میں بتا دیا کہ وہ سیکرٹری ڈم ڈم بن کر آئے تھے اور ان کے ساتھی سلیمان جو پرنس کاچان بن کر آئے تھے انہوں نے یہ کام کیا ہے پھر میں نے نواب زادہ آصف رضا سے بات کی تو اس نے مجھے اپنی حویلی میں بلایا میں وہاں گئی تو وہاں میں نے دیکھا کہ اس نے ایک غیر ملکی جس کا نام اس نے ڈیوک بتایا تھا اسے بے ہوشی کے عالم میں زنجیروں سے قید کر رکھا تھا۔ نواب زادہ آصف رضا نے بتایا کہ اس غیر ملکی نے اسے مجسمہ چوری کرنے کے لئے کہا تھا اور اس کے عوض پچاس لاکھ روپے دینے کیے تھے۔ اب وہ زیادہ لالچ میں آ گیا ہے کیونکہ اسے معلوم ہوا ہے کہ اس ڈیوک کا تعلق ہالینڈ کی پرنسز واستا سے ہے اور پرنسز کے ذریعے وہ

اس مجسمے کے کروڑوں روپے حاصل کر سکتا ہے وہ اس ڈیوک کو ہلاک کر دینا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے منع کیا اور سمجھایا کہ اس طرح وہ گہری دلدل میں پھنس جائے گا۔ وہ مجسمہ واپس کر دے اور اگر اسے دولت چاہئے تو میں اسے دے دوں گی چنانچہ میں نے اسے پچاس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تو اس نے مجسمہ مجھے واپس کر دیا اور اس غیر ملکی کو چھوڑ دینے کا وعدہ کر لیا۔ میں مجسمہ لے کر واپس آگئی اور میں نے مجسمہ بڑے نواب صاحب کو دے دیا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ نواب زادہ آصف رضا کو ان کے ملازمین سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں نے وہاں کے ایک ملازم کو بلا کر پوچھ گچھ کی تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ قتل وغارت اس غیر ملکی ڈیوک نے کی ہے لیکن میں خاموش ہو گئی اور اب اپنی مرضی سے یہ بیان دے رہی ہوں تاکہ اصل حقائق سامنے آجائیں"...... مس آصفہ نے بیان ختم کیا تو نواب صاحب نے اپنا بیان ٹیپ کرایا پھر ٹائیگر کے لکھے ہوئے بیان پر دستخط کر دیئے۔

"اب آپ فون اٹھا کر ڈیڈی سے بات کریں اور انہیں ساری بات بتائیں ورنہ وہ میری واپسی پر مجھے گولی مار دیں گے"...... عمران نے ٹیپ اٹھا کر واپس جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں میں کر دیتا ہوں فون اور میں شرمندہ ہوں کہ میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھی کو برا بھلا کہا میں معذرت خواہ ہوں میرے دراصل وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ آصفہ اور نواب زادہ آصف رضا بھی اس معاملے میں ملوث ہو سکتے ہیں"...... نواب صاحب نے معذرت خواہانہ

لہجے میں کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر انہوں نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"سر عبدالرحمن دفتر میں ہوں یا کوٹھی پر جہاں بھی ہوں میری ان سے فوری بات کراؤ"...... بڑے نواب صاحب نے تحکمانہ لہجے میں دوسری طرف موجود اپنے فون سیکرٹری سے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"اگر اس میں لاؤڈر ہے تو برائے مہربانی اس کا بٹن آن کر دیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بڑے نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجنے پر انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"سر عبدالرحمن صاحب سے بات کریں جناب"...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو میں نواب احمد خان بول رہا ہوں"...... نواب احمد خان نے کہا۔

"کیا اس احمق نے تمہیں زیادہ تنگ کر دیا ہے"...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"نہیں عبدالرحمن میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ میں تم سے معذرت کرنا چاہتا تھا عمران بیٹا تو انتہائی ذمہ دار اور سمجھدار لڑکا ہے۔ اس سے پہلے میں نے اس کی تم سے شکایت کی تھی میں اس پر دلی معذرت خواہ ہوں"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"کیا اس نے تم پر ریوالور تو نہیں نکال رکھا"...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ اس نے اپنی بے پناہ ذہانت سے سارے کیس کی گتھی ہی سلجھا دی ہے"...... بڑے نواب صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گتھی سلجھا دی ہے کس کیس کی کیا مطلب"...... سر عبدالرحمن نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا تو بڑے نواب صاحب نے آصفہ کے بیان کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ تو یہ سلسلہ تھا۔ کیا عمران موجود ہے یہاں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ہاں کیا تم اس سے بات کرنا چاہتے ہو"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"ہاں بات کراؤ میری اس سے یہ سب کچھ اتنی جلد اس نے کیسے کر لیا"...... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور بڑے نواب صاحب نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ڈیڈی میں آپ کا احمق بیٹا علی عمران بول رہا ہوں ویسے ماہرین نفسیات نے جدید تحقیق تو یہی کی ہے کہ ذہانت اور حماقت کسی بھی انسان کو وراثت میں ملتی ہے لیکن آپ کو اور اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے مجھے ان ماہرین نفسیات سے شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ اس موضوع پر ایک

تحقیقی مقالہ لکھ ڈالوں لیکن ڈیڈی آپ کو تو پتہ ہے کہ آج کل کی مہنگائی کے دور میں تحقیق پر بھی بڑا سرمایہ خرچ کرنا پڑتا ہے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"بکواس مت کیا کرو تم واقعی احمق ہو گئے۔ نہ جگہ دیکھتے ہو نہ وقت اور اپنی بکواس شروع کر دیتے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ سب کچھ تم نے کیسے معلوم کیا اور وہ بھی اتنی جلد"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"قسم لے لیجئے جو میں نے معلوم کیا ہو یہ سارا کیا دھرا اس چیف آف ٹائیگر ٹرپ کا ہے۔ وہ واقعی ٹائیگر ہے۔ اب سدھر ضرور گیا ہے لیکن ابھی اس کی سونگھنے والی جبلت کمزور نہیں ہوئی۔ جس طرح جنگل میں ٹائیگر دور سے اپنے شکار کی بو سونگھ لیتا ہے اس طرح یہ بھی دور سے ہی قاتلوں اور ان کے امدادیوں کی بو سونگھ لیتا ہے اور پھر بس ذرا سی غراہٹ سے کام لیتا ہے اور کیس مکمل ہو جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ ہونہہ اب تم مجھے بھی بے وقوف بنانا چاہتے ہو"...... سر عبدالرحمن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں ڈیڈی میری کیا جرأت کسی کو کچھ بنا سکوں یہ کام تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے بس وہی جس کو جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے

رسیور اکمل نے نواب صاحب کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہیں ل[illegible] والا سے اس طرح مذاق نہیں کرنا چاہئے وہ انتہائی سنجیدہ آدمی ہیں"...... بڑے نواب صاحب نے رسیور لے کر اسے کریڈل پر رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"مس آصفہ سے مذاق نہیں کر سکتا کیونکہ اماں بی کی بھاری بھرکم جوتیوں سے ڈر لگتا ہے جن کا حکم ہے کہ نامحرم عورتوں سے بات کرنا بھی گناہ ہے مذاق تو بہت دور کی چیز ہے آپ سے اس لئے نہیں کر سکتا کہ ڈیڈی مجھے گولی مارنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ ڈیڈی سے کروں تو آپ ناراض ہو جاتے ہیں اور ٹائیگر ابھی سدھا ہی نہیں ہے کہ مذاق برداشت کر سکے اس نے ایک ہی پنجہ مارنا ہے اور اپنا کام تمام ہو جانا ہے جب کہ ماہرین صحت کہتے ہیں کہ مذاق کرنے والے آدمی کی عمر طویل ہو جاتی ہے اسے بلڈ پریشر نہیں ہوتا دل کا دورہ نہیں پڑتا اس کے خون میں کولسٹرال کی سطح بلند نہیں ہوتی لیکن اب ان ماہرین صحت کو یہ کون بتائے کہ یہ سب کچھ تو ہوتا ہے لیکن مذاق آدمی کس سے کرے"...... عمران نے ایک بار پھر مسلسل بولتے ہوئے کہا تو بڑے نواب صاحب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ان ماہرین صحت سے ہی کر لیا کرو"...... بڑے نواب صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ فوراً کوئی نہ کوئی نفسیاتی بیماری نکال کر ماہرین نفسیات کو کیس ٹرانسفر کر دیں گے کیونکہ ان کے نزدیک مذاق کرنا اور ہنسنا بھی

نفسیاتی بیماری ہے اور اس کا یقیناً کوئی لمبا سا لاطینی نام بھی ہوگا جسے سن کر ہی آدمی نفسیاتی مریض بن جائے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور اس بار بڑے نواب صاحب کے ساتھ ساتھ خاموشی بیٹھی ہوئی آصفہ بھی ہنس پڑی۔

"لیجئے اب ان محترمہ کا بلڈ پریشر نارمل ہو گیا ہے اس لئے اب ہمیں اجازت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے بیٹھو تم تو واقعی بے حد خوبصورت باتیں کرتے ہو"۔ بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"خوبصورت باتوں والا کھاتہ تو الگ ہے وہ تو میں نے کھولا ہی نہیں ہے ورنہ ملک میں سامان آرائش کی قلت بھی ہو سکتی ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو بڑے نواب صاحب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اچھا کون سی وہ خوبصورت باتیں ذرا ہم بھی تو سنیں"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"یہ بتائیں کہ سملنگا مجسمے کی ایسی کیا اہمیت ہے کہ اس کے پیچھے پرنسز واسنا اس طرح پاگل ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا تو بڑے نواب صاحب بے اختیار اچھل پڑے۔

"پرنسز واسنا۔ کیا مطلب یہ پرنسز واسنا درمیان میں کہاں سے آگئی"...... بڑے نواب صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ نے مس آصفہ کا بیان سنا بھی اور تحریری بیان پر دستخط بھی کر

دیجئے لیکن آپ نے یہ نہیں سنا کہ اس ڈیوک کے پیچھے پرنسز واسنا کا ہاتھ ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بڑے نواب صاحب کا منہ حیرت سے کھل سا گیا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے۔ اوہ تو وہ اسی لئے میرے پاس آئی تھی اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس نے پورے ذخیرے میں سے سملنگا کا مجسمہ ہی اٹھا کر خاص طور پر دیکھا تھا"...... بڑے نواب صاحب نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے انہیں اصل بات کی اب سمجھ آئی ہو۔

"یہ سارا کھیل پرنسز واسنا کا ہے بڑے نواب صاحب اور اس کا مقصد سملنگا کا مجسمہ حاصل کرنا ہے۔ نواب زادہ آصف رضا تو خواہ مخواہ لالچ میں آ کر درمیان میں آلہ کار بن گئے اور انہیں ہلاک بھی اس لئے کر دیا گیا ہے کہ مس آصفہ مجسمہ واپس لے آئی تھیں اور یہ بھی بتا دوں کہ اب وہ دوبارہ اس مجسمے کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے"۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم درست کہہ رہے ہو لیکن اب اگر وہ یہاں آئے تو ان کی روحیں ہی واپس جا سکیں گی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس کی کیا اہمیت ہے۔ برما کے ایک پہاڑی علاقہ جسے پرسام کہا جاتا ہے۔ صدیوں سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ اس میں برما کے قدیم بادشاہوں کا خزانہ دفن ہے جسے پرسام خزانہ کہا جاتا ہے اس خزانے کا راز دو مجسموں پر کسی خاص زبان میں تحریر کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک مجسمہ تو یہ سملنگا کا ہے اور دوسرے مجسمے کا نام بھرناتھا دیوی کا مجسمہ ہے۔ سملنگا تو میرے

پاس ہے لیکن بھرناتھا دیوی کے مجسمے کا آج تک پتہ نہیں چل سکا لیکن جب تک دونوں مجسمے کسی کے پاس نہ ہوں وہ یہ تحریر نہیں سمجھ سکتا اور جب تک وہ تحریر نہ پڑھی جائے تب تک پرسام خزانہ نہیں مل سکتا"...... بڑے نواب صاحب نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اسی لئے پرنسز اس سملنگا کے مجسمے کے پیچھے یہاں آئی ہے کیونکہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ اس نے پہلے ہی حاصل کر رکھا ہے"...... عمران نے کہا تو بڑے نواب صاحب ایک بار پھر اچھل پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب کیا پرنسز کے پاس بھرناتھا دیوی کا مجسمہ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے میں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اس کا کہیں سراغ نہیں مل سکا"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"جس طرح سملنگا کا مجسمہ آپ کے پاس ہے اسی طرح بھرناتھا دیوی کا مجسمہ بھی پاکیشیا میں ہی تھا۔ نوادرات کے ایک بڑے ڈیلر نے اسے حاصل کیا اور وہ اسے لے کر پرنسز کے پاس پہنچ گیا لیکن پرنسز نے اس سے مجسمہ لے کر اس کی اسے انتہائی کم قیمت دی جس پر اس ڈیلر نے احتجاج کیا تو اسے دھکے دے کر بھگا دیا گیا۔ وہ بے چارہ وہاں پالینڈ میں کیا کر سکتا تھا اس لئے روتا پیٹتا واپس آ گیا۔ پرنسز جب یہاں آئی تو وہ ہوٹل پلازہ میں ٹھہری۔ ہوٹل پلازہ کے ڈائننگ ہال میں پرنسز موجود تھی کہ وہ ڈیلر بھی اپنے ساتھی سمیت وہاں پہنچ گیا اور اس نے شاید یہ سمجھ کر کہ یہاں پاکیشیا میں پرنسز اس کا کیا بگاڑ سکے گی اس سے باقی رقم

طلب کی جس پر پرنسز کے حکم پر اس کے باڈی گارڈ نے اس آدمی کو گولی مار دی اور یہ ظاہر کر دیا کہ وہ گن پوائنٹ پر پرنسز کو بھرے ہوٹل سے اغوا کرنا چاہتا تھا اس لئے باڈی گارڈ نے اسے گولی مار دی ہے۔ چونکہ پرنسز کی شخصیت وی وی آئی پی ہے اس لئے ہوٹل والوں نے بھی اس کا ساتھ دیا یا شاید انہیں اصل حالات کا علم نہ تھا یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مقتول نے واقعی حماقت میں ایسی کوشش کر ڈالی ہو۔ بہرحال وہ مارا گیا اس طرح بھرناتھا دیوی کا مجسمہ حتمی طور پر پرنسز کی ملکیت میں پہنچ گیا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ یہ پرنسز تو انتہائی خطرناک عورت ہے۔ پھر تو مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"مثلاً کیا"...... عمران نے کہا۔

"اس سے تمہیں غرض نہیں ہونی چاہئے یہ میرا اپنا کام ہے"۔ بڑے نواب صاحب نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"نواب صاحب میں نہیں چاہتا کہ کل میں مس آصفہ سے آپ کی تعزیت کرنے آؤں۔ پرنسز نے اس بار کسی چکر میں نہیں پڑنا اس کے آدمیوں نے یہاں براہ راست حملہ کر دینا ہے اور سب کو ختم کر کے وہ ذخیرے کے انتظامات کو بموں سے تباہ کر کے مجسمہ لے جائیں گے۔ پرنسز پر کسی کو شک ہی نہیں ہو گا اور اس نے صاف بچ جانا ہے اس لئے یہ میرا فرض ہے کہ آپ کی اور مس آصفہ کی جان بچاؤں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ کیا تم سچ کہہ رہے ہو پھر تو مجھے یہاں سے شفٹ ہو جانا چاہئے کسی خفیہ مقام پر اور مجسمہ بھی ساتھ لے جانا چاہئے"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"آپ کب تک چھپے رہیں گے نہیں یہ مسئلے کا حل نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا یہ مجسمہ خود تحفے کے طور پر پرنسز کو دے دوں"...... بڑے نواب صاحب نے جھلائے ہوئے انداز میں انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میرا یہی مقصد تھا"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو بڑے نواب صاحب بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر یکلخت انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ آصفہ بھی حیران ہو کر عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ نانگر کے چہرے پر بھی ایسے ہی آثار تھے جیسے ان سب کو عمران کی طرف سے اس جواب کی توقع ہی نہ تھی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے نہیں میں اپنی جان تو دے سکتا ہوں لیکن اپنا نوادر کسی کو نہیں دے سکتا۔ ایسا تو سوچنا بھی میرے نزدیک حماقت ہے"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"نواب صاحب آپ کے پاس سملگا کا جو مجسمہ ہے وہ نقلی ہے۔ آپ نقلی مجسمہ اپنے پاس رکھ کر کیا کریں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو نواب صاحب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم تم میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں سمجھے۔ بس تم چلے جاؤ

یہاں سے اب میں تمہاری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا"...... بڑے نواب صاحب نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں اسے ثابت کر سکتا ہوں ابھی اور اسی وقت"...... عمران نے کہا تو بڑے نواب صاحب کے چہرے پر یکلخت غصے کی بجائے حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ڈاکٹر زارستائن کو جانتے ہو۔ اطالیہ کے ڈاکٹر زارستائن کو"۔ بڑے نواب صاحب نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ نوادرات کی پرکھ کے سلسلے میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں اور ان کے دیئے ہوئے سرٹیفکیٹ کو پوری دنیا کے عجائب گھروں اور نوادرات ڈیل کرنے والی فرموں میں انتہائی قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"انہوں نے اس کے اصل ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ اب بولو"...... نواب صاحب نے کہا۔

"کیا آپ نے انہیں مجسمہ بھیج کر ان سے سرٹیفکیٹ حاصل کیا تھا یا انہیں یہاں بلوایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں میں نے مجسمہ بھیج کر ان سے سرٹیفکیٹ لیا تھا"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"تو پھر وہ اصل مجسمہ یا تو انہوں نے رکھ لیا ہے یا پھر راستے میں تبدیل ہو گیا ہے یا دوسری صورت یہ کہ یہاں اسے تبدیل کر دیا گیا ہے اور آپ کو اس کا علم ہی نہیں ہو سکا۔ بہرحال جو مجسمہ اس وقت آپ کے ذخیرے میں ہے وہ نقلی ہے آپ مجسمہ منگوائیں میں ابھی آپ کے سامنے اسے ثابت کر دیتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں لے آتا ہوں مجسمہ بھی اور سرٹیفکیٹ بھی"...... نواب صاحب نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے کی اندرونی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب لیکن انکل تو ان معاملات میں بے حد وہمی ہیں"...... آصفہ نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اصلیت کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ کو بھی نوادرات کا شوق ہے جو آپ اس بارے میں اتنا کچھ جانتے ہیں"...... آصفہ نے دوسرا سوال کیا۔

"میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ مجھے زندہ اور جدید نوادرات کا شوق ہے۔ مردہ اور قدیم نوادرات کا شوق میرے پرنس آف کاچان کو ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ کی شخصیت واقعی اس قابل ہے کہ آپ کے ذخیرے میں شامل ہو جانا چاہئے"...... آصفہ نے کہا۔

"ذخیرہ لاحول ولا قوۃ یہاں ایک نوادر کے حصول کے لئے سرپٹک

یہاں سے اب میں تمہاری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتا"...... بڑے نواب صاحب نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں اسے ثابت کر سکتا ہوں ابھی اور اسی وقت"...... عمران نے کہا تو بڑے نواب صاحب کے چہرے پر یکلخت غصے کی بجائے حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ڈاکٹر زارستائن کو جانتے ہو۔ اطالیہ کے ڈاکٹر زارستائن کو"۔ بڑے نواب صاحب نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ وہ نوادرات کی پرکھ کے سلسلے میں بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں اور ان کے دیئے ہوئے سرٹیفکیٹ کو پوری دنیا کے عجائب گھروں اور نوادرات ڈیل کرنے والی فرموں میں انتہائی قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"انہوں نے اس کے اصل ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے۔ اب بولو"...... نواب صاحب نے کہا۔

"کیا آپ نے انہیں مجسمہ بھیج کر ان سے سرٹیفکیٹ حاصل کیا تھا یا انہیں یہاں بلوایا تھا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں میں نے مجسمہ بھیج کر ان سے سرٹیفکیٹ لیا تھا"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"تو پھر وہ اصل مجسمہ یا تو انہوں نے رکھ لیا ہے یا پھر راستے میں تبدیل ہو گیا ہے یا دوسری صورت یہ کہ یہاں اسے تبدیل کر دیا گیا ہے اور آپ کو اس کا علم ہی نہیں ہو سکا۔ بہرحال جو مجسمہ اس وقت آپ کے ذخیرے میں ہے وہ نقلی ہے آپ مجسمہ منگوائیں میں ابھی آپ کے سامنے اسے ثابت کر دیتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں لے آتا ہوں مجسمہ بھی اور سرٹیفکیٹ بھی"...... نواب صاحب نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے کی اندرونی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب لیکن انکل تو ان معاملات میں بے حد وہمی ہیں"...... آصفہ نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اصلیت کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ کو بھی نوادرات کا شوق ہے جو آپ اس بارے میں اتنا کچھ جانتے ہیں"...... آصفہ نے دوسرا سوال کیا۔

"میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ مجھے زندہ اور جدید نوادرات کا شوق ہے۔ مردہ اور قدیم نوادرات کا شوق میرے پرنس آف کاچان کو ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آصفہ بے اختیار مسکرا دی۔

"آپ کی شخصیت واقعی اس قابل ہے کہ آپ کے ذخیرے میں شامل ہو جانا چاہئے"...... آصفہ نے کہا۔

"ذخیرہ لاحول ولا قوۃ یہاں ایک نوادر کے حصول کے لئے سرپٹک

کا جو مجسمہ دیکھا تھا اس کے سر پر جوڑ کی لکیر تھی اسی لئے تو اسے نقلی کہہ رہا تھا۔ آپ کی مہربانی کہ آج آپ نے میری معلومات میں انتہائی قیمتی اضافہ کیا ہے لیکن میرا خیال اب بھی یہی ہے کہ آپ یہ مجسمہ پرنسز کو دے دیں۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ پرنسز سے آپ کو نہ صرف سملگا کا بلکہ اس ہبرناتھا ویوی کا مجسمہ بھی لا کر دے دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں میں یہ رسک کسی صورت بھی نہیں لے سکتا آئی ایم سوری یہ میری مجبوری ہے"...... نواب صاحب نے صاف اور دو ٹوک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس آصفہ نے جو مجسمہ چوری کیا تھا کیا وہ اصلی تھا یا نقلی"۔ عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"اصلی چوری ہوا تھا نقلی ہو جاتا تو مجھے اس قدر پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اصلی بھی آپ اسی ذخیرے میں رکھتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اس ذخیرے کے نیچے ایک اور خفیہ کمرہ ہے جس کا علم میرے علاوہ صرف آصفہ کو ہے اس میں یہ مجسمے اور ان کے سرٹیفکیٹ کورڈ حالت میں رکھے جاتے ہیں تاکہ یہ امتداد زمانہ سے محفوظ رہیں"۔ بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"اوہ اسی لئے ڈیوک کو نواب زادہ آصف رضا کی خدمات حاصل

کرنی پڑیں۔ انہیں یہ علم نہ تھا کہ آپ اصل کہاں رکھتے ہیں ٹھیک ہے اب یہ بات بھی کلیئر ہو گئی کہ انہوں نے براہ راست یہاں حملہ کیوں نہیں کیا اس لئے کہ انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ اصل آپ کہاں رکھتے ہیں"...... عمران نے کہا تو بڑے نواب صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب میں اسے ایسی جگہ رکھوں گا کہ جہاں سے دنیا کی کوئی طاقت اسے حاصل نہ کر سکے گی"...... بڑے نواب صاحب نے کہا۔

"تو پھر ہمیں اجازت دیجئے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بڑے نواب صاحب اور آصفہ سے مل کر عمران ٹائیگر سمیت کار میں بیٹھ کر نور محل سے باہر آ گیا۔

"باس آپ نے ٹائیگر ٹریپ کے کاغذات بھی تیار کرا لئے اور مجھے بتایا تک نہیں"..... ٹائیگر نے کار کے نور محل سے باہر نکلتے ہی کہا۔

"یہی تو ٹریپ تھا جس میں ٹائیگر کو پھنسانا تھا"...... عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ویسے مجھے سر عبدالرحمن کے سامنے بولتے ہوئے واقعی عجیب سا لگ رہا تھا اور میں دل میں شرمندہ بھی ہو رہا تھا کہ کہاں میں اور کہاں وہ"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں نے پہلے فون کر کے معلوم کر لیا تھا کہ ڈیڈی سوپر فیاض کے ساتھ وہاں گئے ہیں اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ ڈیڈی نے کسی صورت بھی یہ بات نہیں ماننی کہ آصفہ یا نواب زادہ آصف رضا اس میں ملوث

ہیں خاص طور پر اس لئے کہ اس آصف نے پہلے مجھے اور سلیمان کو براہ راست اس میں ملوث کر دیا تھا اور پھر آصف نے بھی ڈیڈی یا سوپر فیاض کے سامنے کبھی اعتراف جرم نہیں کرنا اس لئے مجھے چیف سے بات کرنی پڑی اور چیف نے صدر مملکت سے کہہ کر کیس سنٹرل انٹیلی جنس سے اپنے ہاتھ میں لے لیا اس طرح معاملات سیدھے ہو گئے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ٹائیگر ٹریپ نام کی تو ظاہر ہے کوئی تنظیم نہیں ہے پھر چیف نے اس تنظیم کا ذکر کاغذات میں کیسے کر دیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"چیف کے سامنے یہی الجھن تھی کہ سنٹرل انٹیلی جنس سے کیس لے کر کسے دیا جائے کیونکہ سیکرٹ سروس اس کیس کو ہاتھ میں نہ لے سکتی تھی۔ فور سٹار کے دائرہ کار میں بھی یہ قتل وغارت اور نوادرات کی چوری وغیرہ نہیں آتی کیونکہ یہ سماجی برائی کے دائرے میں نہیں آتا۔ اس پر میں نے انہیں تجویز پیش کر دی کہ وہ ایک ایسی تنظیم بنا دیں جو انتہائی پیچیدہ قتل وغیرہ پر کام کر سکے لیکن چیف نے کہا کہ وہ اپنے کسی آدمی کو اس میں شامل نہیں کر سکتے تو میں نے تمہارا نام پیش کر دیا لیکن چیف نے کہا کہ وہ تمہیں اعزازی طور پر تو رکھ سکتے ہیں تنخواہ یا گزارا الاؤنس نہیں دے سکتے۔ ورنہ چیف کا خیال تھا کہ تمہارے نام پر میں یہ سب کچھ وصول کر لوں گا۔ مسئلہ بھی کچھ ایسا ہی تھا میں نے سوچا تھا کہ چلو اسی بہانے ہر ماہ کچھ دال دلیہ ہو جایا کرے گا

مگر یہ چیف ٹائپ کے لوگ واقعی چیل کی سی نظریں رکھتے ہیں۔ چنانچہ چیف نے صاف انکار کر دیا جس پر مجبوراً مجھے اعزازی تنظیم بنانے کی حامی بھرنی پڑی اس طرح ٹائیگر ٹریپ نامی تنظیم وجود میں آئی۔ البتہ یہ تنظیم اس لحاظ سے منفرد حیثیت رکھتی ہے کہ اس تنظیم کے چپڑاسی سے لے کر چیف تک ایک ہی آدمی ہے۔ البتہ چیف اعزازی طور پر کسی بھی وقت کسی بھی، کیس میں کسی بھی آدمی کی خدمات اعزازی طور پر حاصل کر سکتا ہے اور چونکہ قربانی کا بکرا میں ہی ہوں اس لئے ٹائیگر ٹریپ کے چیف کی نظریں بھی مجھ پر ہی پڑیں چنانچہ اب میں بے چارہ اعزازی طور پر ٹائیگر ٹریپ کا اعزازی بن کر دھکے کھاتا پھر رہا ہوں"...... عمران کی زبان چل پڑی اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔ کیونکہ اب وہ ساری بات سمجھ گیا تھا کہ یہ تنظیم عمران نے صرف سر عبدالرحمن کی ایجنسی سے کیس نکلوانے کے لئے چیف کو کہہ کر بنوائی ہے ورنہ ظاہر ہے کیس سرکاری طور پر وہاں سے نہ نکل سکتا تھا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... ٹائیگر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اس ڈیوک کو تلاش کرو وہ بہرحال نواب زادہ آصف رضا اور اس کے ملازموں کا قاتل ہے اور قاتل کو اس کی سزا ملنی چاہئے اس کے ساتھ ساتھ اس پرنس کی بھی نگرانی کرانی پڑے گی کیونکہ وہ واقعی دوبارہ حملہ کرے گی اور اب میں اس کی سرگرمیوں سے واقف رہنا چاہتا ہوں ورنہ مجھے، خدشہ ہے کہ اس بار نواب زادہ آصف رضا کی

طرح آصفہ اور بڑے نواب صاحب اس کے ہاتھوں ہلاک نہ ہو جائیں۔ تم ڈیوک کو تلاش کرو پرنسز کی نگرانی کے لئے میں ارباب کی ڈیوٹی لگاؤں گا۔ اس کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو اچھے انداز میں یہ کام کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دارالحکومت کی نو تعمیر شدہ جدید اور انتہائی وسیع و عریض کوٹھیوں پر مشتمل نیو ٹاؤن کی ایک انتہائی شاندار کوٹھی کے کمرے میں پرنسز وانتا رابرٹ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اس نے ہوٹل پلازہ کی رہائش ترک کر کے یہ کوٹھی اپنی رہائش کے لئے منتخب کر لی تھی اور ساتھ ہی اس نے ایک مقامی کمپنی کی مدد سے خدمت گار عورتوں اور مردوں پر مشتمل ایک پورا گروہ بھی یہاں منگوا لیا تھا جس میں ہر قسم کے ملازمین تھے حتیٰ کہ سیکورٹی کے لئے دس مسلح اور انتہائی چاک وچوبند گارڈ بھی شامل تھے۔

"ڈیوک کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکا ہے یا نہیں"...... رابرٹ نے پرنسز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈیوک نے رابطہ کیا تھا اس نے تفصیل بتانے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اسے فون پر بات کرنے سے منع کر دیا تھا اور یہیں بلوا لیا

تھا۔ اب وہ آنے ہی والا ہوگا۔ میں نے سیکورٹی والوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ جیسے ہی یہاں پہنچے اسے میرے پاس بھیج دیا جائے"...... پرنسز نے جواب دیا۔

"لیکن ڈیوک نے یہ بتایا ہے کہ وہ مجسمہ لے کر واپس کیوں نہیں گیا"...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے مجسمہ حاصل کر لیا تھا لیکن پھر الٹا چکر چل گیا بہرحال تفصیل وہ خود آکر بتائے گا"...... پرنسز نے جواب دیا اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... پرنسز نے چونک کر کہا تو دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا تو پرنسز اور رابرٹ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"تم۔ تم کون ہو اور یہاں اس طرح کیسے داخل ہوئے"۔ پرنسز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ادھر رابرٹ نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"میں ڈیوک ہوں ہر ہائی نس اور مقامی پولیس ایجنسیوں سے چھپنے کے لئے میک اپ میں ہوں"...... آنے والے نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا تو پرنسز اور رابرٹ دونوں کے تنے ہوئے چہرے یکلخت ڈھیلے پڑ گئے۔

"جا کر میک اپ صاف کرو اور پھر آنا"...... پرنسز نے کرخت لہجے میں کہا تو ڈیوک نے ایک بار پھر سر جھکایا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے

باہر چلا گیا۔

"مقامی ایجنسیوں سے چھپنے کا مطلب ہے کہ یہ چوری خاصی ہنگامہ خیز ثابت ہوتی ہے حالانکہ عام طور پر تو ایسا نہیں ہوتا"...... رابرٹ نے کہا۔

"وہاں نور محل میں دو چوکیدار بھی قتل ہوئے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ بھاگ دوڑ ہو رہی ہو اور چونکہ بڑے نواب صاحب یہاں کے بڑے با اثر آدمی ہیں اس لئے انہوں نے بھی اعلیٰ حکام سے بات کی ہو گی"...... پرنسز نے جواب دیا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد دروازے پر ایک بار پھر مؤدبانہ انداز میں دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... پرنسز نے اونچی آواز میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا تو ڈیوک اپنی اصل شکل میں اندر داخل ہوا۔

"بیٹھو"...... پرنسز نے کہا تو وہ مؤدبانہ انداز میں سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو"...... پرنسز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرنے کی بجائے کوڑا مار رہی ہو۔

"میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں ہر ہائی نس"...... ڈیوک نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ تا کہ ہم فیصلہ کر سکیں"...... پرنسز نے پہلے جیسے لہجے میں کہا۔

"ہز ہائی نس آپ کے حکم پر میں نے وہاں جا کر صورت حال کا جائزہ لیا۔ نور محل کے ایک باخبر ملازم کو بھاری رقم دے کر میں نے اس سے تفصیلات معلوم کیں تو مجھے پتہ چلا کہ بڑے نواب صاحب کے علاوہ ان کی بھتیجی اور سیکرٹری آصفہ کو اس بات کا علم ہے کہ اصل مجسمہ کہاں رکھا گیا ہے لیکن آصفہ تک پہنچنا ناممکن تھا۔ وہ انتہائی ریزرو لڑکی ہے اور کسی سے نہیں ملتی۔ اس کے ساتھ ہی مجھے معلوم ہوا کہ نواب صاحب کا بھتیجا نواب زادہ آصف رضا علیحدہ محل میں رہتا ہے اور اس کا آصفہ سے بہت قریبی تعلق ہے اور آصفہ اس کی کوئی بات نہیں ٹالتی اور نواب زادہ آصف رضا انتہائی لالچی آدمی ہے۔ گو وہ خود بھی ایک بہت بڑا جاگیردار ہے لیکن معمولی سی رقم بھی نہیں چھوڑتا چنانچہ میں اس سے جا کر ملا۔ اور واقعی وہ یہ مجسمہ آصفہ کے ذریعے لے آنے کے لئے تیار ہو گیا اور وہ بھی انتہائی معمولی رقم کے عوض۔ میں نے اسے معاہدے کے مطابق رقم دے دی۔ اس نے آصفہ کو مجبور کیا اور پھر رات کو مجسمہ حاصل کر لینے کا پلان بنایا۔ میں نواب زادہ آصف رضا کی حویلی میں رہا جب کہ نواب زادہ آصف رضا اپنے دو مسلح ملازموں کے ساتھ رات کو جیپ میں بیٹھ کر نور محل چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً دو ڈھائی گھنٹے بعد ہوئی تو اس کے پاس واقعی اصلی مجسمہ موجود تھا۔ اس نے یہ مجسمہ مجھے دیا۔ میں نے اس بارے میں جب پوری تسلی کر لی یہ واقعی اصلی ہے تو میں نے کوڈ کے مطابق آپ کو کال کر کے اطلاع دے دی۔ چونکہ اس علاقے سے رات کے وقت دارالحکومت نہیں آیا

جا سکتا ورنہ پولیس گرفتار کر لیتی ہے تو نواب زادہ آصف رضا نے مجھے ٹھہرا لیا کہ میں مجسمے سمیت صبح سویرے چلا جاؤں مجسمہ چونکہ میری تحویل میں تھا اس لئے میں مطمئن ہو گیا۔ پھر میں مجسمہ سمیت ایک علیحدہ کمرے میں اندر سے دروازہ لاک کر کے اور ہر طرف سے تسلی کر کے سو گیا لیکن پھر جب میری آنکھیں کھلیں تو میں ایک کمرے کی دیوار کے ساتھ زنجیروں کے ساتھ جکڑا ہوا تھا اور نواب زادہ آصف رضا میرے سامنے موجود تھا۔ میں بے حد حیران ہوا۔ پھر پتہ چلا کہ نواب زادہ آصف رضا نے یہ حرکت بڑی رقم حاصل کرنے کے لئے کی ہے۔ بہرحال میں نے اسے چکر دے کر مطمئن کر دیا تو اس نے مجھے رہا کر کے اپنے ایک ملازم کے ساتھ دارالحکومت جانے کا حکم دے دیا اور خود وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ مسلح ملازم کو کور کرنے میں کچھ دیر لگ گئی۔ پھر میں نے وہاں موجود چھ افراد کو ہلاک کیا اور اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں نواب زادہ آصف رضا موجود تھا لیکن پھر پتہ چلا کہ نواب زادہ آصف رضا سے آصفہ مجسمہ اس لئے واپس لے گئی ہے کہ نور محل میں مجسمے کی چوری کے دوران دو چوکیدار ہلاک ہو گئے ہیں اور سنٹرل انٹیلی جنس کی ٹیم وہاں انکوائری کر رہی ہے اور آصفہ خوف زدہ ہو گئی تھی۔ اس نے نواب زادہ آصف رضا کو بہلا پھسلا کر اس سے مجسمہ واپس لے لیا اور جا کر نواب صاحب کو دے دیا۔ اس پر میں نے نواب زادہ آصف رضا کو ہلاک کیا اور وہاں سے دارالحکومت پہنچ گیا لیکن مجھے فوری طور پر مقامی میک اپ میں آنا پڑا تاکہ میں پکڑا نہ جاؤں

"مجھے کیا ڈیوک کے چہرے کے تاثرات ہی بتا رہے تھے کہ وہ خود ہی یہ بات سمجھ گیا ہے۔ تم نے اسے کہا ہے کہ وہ تمہاری ہدایات کا انتظار کرے۔ اگر تم نے اسے معاف کرنے کا فیصلہ نہ کر لیا ہوتا تو تم اسے فیصلے کے انتظار کے لئے کہتیں"...... رابرٹ نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ بات درست ہے۔ میں نے ڈیوک کو معاف کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ یہ اس کے لئے اجنبی جگہ ہے اس نے اپنا کام کر لیا تھا لیکن اجنبیت کی وجہ سے وہ مار کھا گیا ورنہ وہ یقیناً کبھی مار نہ کھاتا اس کوتاہی میں اس کا ذاتی طور پر کوئی قصور نہیں ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"تم واقعی انصاف کر سکتی ہو۔ ویل ڈن"...... رابرٹ نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو پرنسز کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے بات تو وہیں پہنچ گئی جہاں پہلے تھی"۔ رابرٹ نے کہا۔

"اب مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ اصل مجسمہ اس نور محل میں ہے اس لئے اب یہ دوسرے طریقے سے حاصل کیا جائے گا اور اس کا میں نے بندوبست پہلے ہی کر لیا ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"کیسا انتظام"...... رابرٹ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہاں ایک خفیہ مجرم گروپ ہے جس کے باس کا تعلق پالینڈ سے

ہے۔ وہ پندرہ سال پہلے یہاں شفٹ ہوا ہے۔ میں نے سفارت خانے سے واپس آکر پالینڈ فون کر کے معلومات حاصل کیں تو مجھے اس کے بارے میں علم ہوا اور میں نے اس کا فون نمبر حاصل کر کے اس سے لت کی تو اس نے فوراً کام کرنے کی حامی بھر لی۔ مجھے ڈیوک کا انتظار نا۔ میں اسے یہاں بلا کر ہدایات دوں گی اور پھر نور محل پر قیامت ٹ پڑے گی اور مجسمہ حاصل ہو جائے گا"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنسز ایسا نہ ہو کہ یہاں تمہاری سرکاری حیثیت متاثر ہو جائے"۔ ابرٹ نے کہا۔

"وہ کیسے"...... پرنسز نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈیوک کے بارے میں یقیناً یہ معلومات انہیں مل گئی ہوں گی کہ ڈیوک کا تعلق پالینڈ سے ہے اس طرح اب اگر وہاں مزید قتل وغارت ہوئی تو حرف آپ پر بھی آسکتا ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"انہیں کیسے معلوم ہوا ہو گا کہ ڈیوک کا تعلق مجھ سے یا پالینڈ سے ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"ڈیوک کا حلیہ پولیس کو نواب زادہ آصف رضا کی حویلی سے مل گیا ہو گا اور ڈیوک ظاہر ہے غیر ملکی ہے پولیس نے ایئر پورٹ سے اور امیگریشن آفس سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی اور آپ کو کون نہیں جانتا اور یہ بات بھی سب جانتے ہیں کہ آپ نوادرات کی شائق ہیں اور آپ بڑے نواب صاحب سے مل بھی آئی ہیں اس لئے کڑی سے کڑی آسانی سے جڑ سکتی ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"گڈ تمہاری اسی ذہانت کی وجہ سے میں تمہیں اپنے ساتھ رکھتی ہوں لیکن پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ پالینڈ نہیں ہے پس ماندہ ملک ہے۔ یہاں کی پولیس اور ایجنسیاں بھی ظاہر ہے پس ماندہ ہی ہوں گی اس لئے جو کچھ تم کہہ رہے ہو ویسے یہ لوگ کام نہیں کر سکتے اور بفرض محال اگر کر بھی لیں تو ہماری حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پالینڈ کے لوگ یہاں آتے رہتے ہوں گے۔ باقی رہی تمہاری دوسری بات تو جو منصوبہ میرا ہے اس کے مطابق مجسمہ میرے پاس نہیں آئے گا براہ راست پالینڈ پہنچ جائے گا اور نہ ہی کوئی آدمی ہم سے ملے گا۔ اس لئے ہمارا کسی بات سے کوئی تعلق کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا"۔ پرنسز نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی پرنسز نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"لاجسٹر کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"لاجسٹر سے بات کراؤ میں مادام رافیل بول رہی ہوں"...... پرنسز نے لہجہ بدل کر کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہیلو مادام میں آپ کا خادم لاجسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے پاس فوراً پہنچ جاؤ"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور بٹن پریس کر دیا۔

"حکم ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایک آدمی آرہا ہے اس کا نام لاجسٹر ہے اسے میرے پاس پہنچا دینا لیکن پہلے اس کی سکیورٹی کلیئر کر لینا"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... پرنسز نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ پرنسز کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

"ہم تمہیں اپنے سامنے بیٹھنے کا اعزاز بخش رہے ہیں لاجسٹر"۔ پرنسز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میری زندگی کا سب سے بڑا فخر بن جائے گا ہرہائی نس"۔ لاجسٹر نے انتہائی فدویانہ لہجے میں کہا اور پھر سامنے کرسی پر اس طرح بیٹھا جیسے کسی بھی لمحے اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔

"رابرٹ تم جا کر ڈبوک کو بلا لاؤ"...... پرنسز نے ساتھ بیٹھے ہوئے رابرٹ سے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی ہرہائی نس"...... رابرٹ نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"دارالحکومت کے نواح میں نواب احمد خان رہتے ہیں جنہیں بڑے نواب صاحب کہا جاتا ہے کیا تم اسے جانتے ہو"...... پرنسز نے سامنے بیٹھے ہوئے لاجسٹر سے کہا۔

"نہیں ہرہائی نس"...... لاجسٹر نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے بڑے نواب صاحب کو نہ جان کر اس نے کوئی بھیانک جرم کیا ہو۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ڈیوک تھا۔

"بیٹھو ڈیوک"...... پرنسز نے کہا تو ڈیوک لاجسٹر کے ساتھ پڑی ہوئی دوسری کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ جب کہ رابرٹ دوبارہ پرنسز کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ لاجسٹر ہے اس کا تعلق پالینڈ سے ہے جہاں اس کا گروپ ہے اور یہ ہر کام کر لیتا ہے میں نے اسے مجسمہ حاصل کرنے کے لئے ہائر کیا ہے۔ تم اسے اور اس کے گروپ کو لیڈ کرو گے۔ مجھے اب اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ نور محل میں کون زندہ رہتا ہے اور کون ہلاک ہوتا ہے۔ نور محل اپنی بنیادوں پر کھڑا رہتا ہے یا تنکوں کی طرح فضا میں بکھر جاتا ہے مجھے مجسمہ چاہئے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر"...... پرنسز نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی ہرہائی نس"...... ڈیوک نے کہا۔

"لاجسٹر تم بھی سن لو۔ کسی نرمی کی ضرورت نہیں چاہے ایک لاکھ آدمی تمہیں ہلاک کیوں نہ کرنے پڑیں تم نے کرنے ہوں گے۔

چاہے پوری عمارت کو بموں سے اڑانا پڑے اڑانا ہو گا لیکن ڈیوک کی بات تم نے حرف بحرف ماننی ہو گی"...... پرنسز نے کہا۔

"میں ہرہائی نس کے حکم کی تعمیل میں پورے پاکیشیا کو ہلاک کر سکتا ہوں اور ویسے بھی یہ ہمارے مطلب کا کام ہے مجھے اس کام کا وسیع تجربہ ہے۔ اس لئے ہرہائی نس کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہو گی"...... لاجسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے اگر ہرہائی نس اجازت دیں تو میں عرض کروں"...... ڈیوک نے کہا۔

"کھل کر بات کرو ڈیوک یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"نور محل میں ملازمین کی تعداد ہماری توقع سے کافی زیادہ ہے پھر وہ مسلح بھی ہیں۔ رات کو وہاں چوکیدار ہوتے ہیں اور انتہائی خونخوار کتے بھی۔ اگر وہاں فائرنگ ہو گئی تو ارد گرد کے دیہاتوں سے سینکڑوں ہزاروں آدمی مسلح ہو کر ہمیں گھیر لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ پولیس بھی پہنچ جائے ایسی صورت میں مجسمے کا حصول مشکل ہو جائے گا اس لئے میرے ذہن میں تجویز ہے کہ ہم نور محل میں انتہائی وسیع رینج کی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دیں۔ اس سے تمام افراد بھی بے ہوش ہو جائیں گے اور کتے بھی پھر ہم اندر داخل ہوں اور وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر کے خاموشی سے مجسمہ حاصل کریں اور واپس چلے جائیں"..... ڈیوک نے کہا۔

"گڈ۔ یہ واقعی بہترین ترکیب ہے ایسا ہی ہوگا۔ کیا تم ایسی گیس کا بندوبست کر سکتے ہو لاجسٹر"...... پرنسز نے لاجسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ہر ہائی نس"...... لاجسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے پھر تم باہر جا کر بیٹھو میں ڈیوک کو ضروری ہدایات دے کر بھیج رہی ہوں۔ اب مجھے کامیابی کی خبر ملنی چاہئے"...... پرنسز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ تپائی پر پڑا ہوا انتہائی قیمتی پرس کھولا اور اس میں سے ایک کاغذ نکال کر اس نے رابرٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ ایک کروڑ ڈالر کا گارنٹیڈ چیک ہے یہ لاجسٹر کو دے دو۔ یہ لاجسٹر کا ابتدائی انعام ہے کام مکمل ہونے پر اسے مزید انعام دیا جائے گا۔ اتنا انعام کہ شاید اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہوگا"۔ پرنسز نے کہا تو لاجسٹر اٹھ کر کھڑا ہوا اور رکوع کے بل جھک گیا۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا جسے لاجسٹر نے لے کر چوما اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے بری طرح تمتما رہا تھا۔

"میں کامیابی کے لئے جان لڑا دوں گا ہر ہائی نس"...... لاجسٹر نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بہ قدم الٹے پیر پیچھے ہٹے اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ ظاہر ہے لاجسٹر جیسے عام سے بدمعاش کے لئے ایک کروڑ ڈالر کی رقم اتنی تھی کہ جیسے کسی

بادشاہ کا خزانہ اسے مل گیا ہو۔

"اب سنو ڈیوک واردات مکمل ہونے کے بعد تم نے لاجسٹر اور اس کے تمام آدمیوں کو ختم کر دینا ہے تاکہ اس بات کا سرے سے کوئی ثبوت باقی نہ رہے کہ یہ کام ہم نے کرایا ہے ورنہ یہ تھرڈ کلاس بدمعاش بہت کچھ آگے بتا دیتے ہیں اور اس کی جیب سے یہ چیک بھی نکال لینا"...... پرنسز نے ڈیوک سے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی ہر ہائی نس"...... ڈیوک نے جواب دیا۔

"اس بار تم سے کوتاہی نہیں ہونی چاہئے مجسمہ حاصل کرتے ہی تم نے سابقہ پروگرام کے تحت پالینڈ پہنچنا ہے اور پھر وہاں سے ہمیں اطلاع دینی ہے لیکن یہ کام آج رات ہی مکمل ہو جانا چاہئے"...... پرنسز نے کہا۔

"یس ہر ہائی نس"...... ڈیوک نے کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو"۔ پرنسز نے کہا تو ڈیوک اٹھا اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران نے کار ہوٹل فائیو سٹار کی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر ابھی وہ کار لاک ہی کر رہا تھا کہ اسے اپنے عقب میں قدموں کی تیز آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ایک نوجوان لڑکی جس کے جسم پر انتہائی سلیقے کا صاف ستھرا لباس تھا اس کے قریب پہنچ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس لڑکی کے چہرے پر بے پناہ بلکہ پتھریلی سنجیدگی تھی۔

"آپ کا نام کیا ہے جناب"...... لڑکی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا اچانک پارکنگ بوائے وہاں پہنچ گیا۔

"تم پھر آگئی ہو۔ ہزار بار تمہیں کہا ہے کہ یہاں مت آیا کرو منیجر صاحب نے سختی سے منع کر رکھا ہے لیکن تم باز نہیں آتیں۔ جاؤ دفع ہو جاؤ"...... پارکنگ بوائے نے اسے انتہائی سخت لہجے میں جھڑکتے

ہوئے کہا۔

"میں کہاں جاؤں تم بتاؤ"...... لڑکی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہاں جی چاہے چلی جاؤ لیکن یہاں سے دفع ہو جاؤ"...... پارکنگ بوائے نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بتائیں جناب میں کہاں جاؤں"...... لڑکی نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کیا سلسلہ ہے"...... عمران نے لڑکی کو کوئی جواب دینے کی بجائے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب یہ لڑکی ہمارے ہوٹل کے لئے دردِ سر بن چکی ہے۔ یہیں کہیں قریب رہتی ہے یہ اچانک آجاتی ہے اور مہمانوں کو تنگ کرتی ہے ان کے نام پتے پوچھتی ہے پھر اچانک گالیاں دینی شروع کر دیتی ہے منیجر صاحب کو شکایت کی تو انہوں نے پولیس بلوا کر اسے باہر نکالا لیکن یہ پھر آجاتی ہے"...... پارکنگ بوائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ میں خود اس سے بات کر لیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جناب یہ"...... پارکنگ بوائے نے کچھ کہنا چاہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو جاؤ"...... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور پارکنگ بوائے ہونٹ بھینچ کر واپس چلا گیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا سلسلہ ہے تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو"۔ عمران

نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو اسی طرح سنجیدہ منہ بنائے کھڑی تھی

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا جناب"...... لڑکی نے پہلے کی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام ٹمبکٹو ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹمبکٹو۔ یہ کیسا نام ہے۔ آپ اسی ملک کے رہنے والے ہیں"۔ لڑکی نے کہا تو عمران اس کے بات کرنے کے انداز پر حیران رہ گیا۔

"اسی ملک بلکہ اسی شہر کا رہنے والا ہوں لیکن میرے والد ٹمبکٹو گئے تھے بس یہ نام انہیں پسند آگیا انہوں نے میرا نام رکھ دیا"...... عمران نے جواب دیا۔

"بہرحال اچھا اور نیا نام ہے۔ کیا آپ میری مدد کر سکتے ہیں"۔ لڑکی نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں بولو"...... عمران نے کہا۔

"وقت بتا دیجئے"...... لڑکی نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس کے شاید ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ لڑکی یہ بات کرے گی۔

"دس بج کر آٹھ منٹ ہوئے ہیں"...... عمران نے کلائی کی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... لڑکی نے کہا اور واپس مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"ایک منٹ"...... عمران نے کہا تو لڑکی مڑ گئی اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"آپ نے مجھے بلایا ہے"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں آپ نے اپنا نام نہیں بتایا"...... عمران نے کہا۔

"میرا نام راحیلہ ہے"...... لڑکی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں دعوت دوں کہ میرے ساتھ بیٹھ کر ایک کپ چائے پی لو۔ بحیثیت چھوٹی بہن تو کیا تم انکار کر دو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے پتھریلے چہرے پر پہلی بار انتہائی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"چھوٹی بہن۔ کیا آپ سچے دل سے یہ بات کر رہے ہیں یا یہ بھی کسی لڑکی کو پھنسانے کا نیا طریقہ ہے"...... راحیلہ نے کہا۔

"میری چھوٹی بہن کا نام ثریا ہے اور وہ بھی تمہاری طرح ہے۔ میں سمجھوں گا کہ ثریا کے ساتھ ساتھ راحیلہ بھی میری چھوٹی بہن ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ہوٹل میں آپ کے ساتھ چائے نہیں پی سکتی یہاں کے دربان مجھے اندر ہی نہیں جانے دیں گے البتہ یہاں سے قریب ہی میرا گھر ہے آپ اگر چاہیں تو میرے ساتھ چلیں وہاں بیٹھ کر چائے پی جا سکتی ہے اور چائے بھی میں پلاؤں گی اپنے بڑے بھائی کو"...... راحیلہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ راحیلہ کے ساتھ کپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل سے باہر نکل کر وہ دائیں طرف کو بڑھ گئے اور پھر ایک سڑک پر مڑ کر وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے جہاں چھوٹے چھوٹے کوٹھی نما مکان بنے ہوئے تھے۔ ایک مکان کے پھاٹک پر پہنچ کر راحیلہ رک گئی۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا وہ راحیلہ کے ساتھ عمران کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

"رضو۔ یہ ٹیکنو صاحب ہیں انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ میں آ رہی ہوں"...... لڑکی نے آنے والے سے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"آپ باجی کے ساتھ کیوں آئے ہیں"...... نوجوان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کی تو باجی ہے لیکن میری چھوٹی بہن ہے اور اس نے مجھے یہاں چائے پینے کی دعوت دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار چونک پڑا اور بڑے غور سے چند لمحوں تک عمران کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی شائستگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آیئے"...... نوجوان نے واپس مڑتے ہوئے کہا تو عمران خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ صحن کراس کر کے وہ برآمدے میں پہنچے اور پھر برآمدے کے کونے میں ایک چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔

"تشریف رکھیں"...... نوجوان نے کہا۔

"تمہارا نام شاید رضا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں میرا نام رضا احمد ہے اور میں کالج میں پڑھتا ہوں"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہاری باجی کیوں ہوٹل فائیو سٹار جا کر اجنبیوں سے اس قسم کی باتیں کرتی ہے کہ اسے وہاں ذلیل کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو نوجوان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلنے لگ گئے۔

"ارے ارے رونے کی کیا بات ہے۔ اوہ اوہ اگر کوئی ایسی بات ہے تو مت بتاؤ"...... عمران اس کے اس طرح رونے پر واقعی بوکھلا گیا تھا۔ نوجوان نے ہاتھوں سے آنکھیں صاف کیں۔

"یہ رونا تو اب ہماری قسمت میں لکھا جا چکا ہے اور المیہ یہ ہے کہ ہم کسی کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔ یہاں کا پورا محلہ باجی کی انہی حرکتوں کی وجہ سے ہم سے نفرت کرتا ہے حتیٰ کہ کالج میں بھی میرا مذاق اڑایا جاتا ہے لیکن ہم کیا کریں ہم کچھ نہیں کر سکتے"...... نوجوان نے انتہائی دل شکستہ سے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے اپنا بڑا بھائی سمجھ کر سب کچھ کہہ دو اس طرح تمہارے دل کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ میں کسی بھی طرح تمہاری کوئی مدد بھی کر سکوں"...... عمران نے اس کا کاندھا تھپتھپا کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں نجانے کیا بات ہے کہ آپ کو دیکھ کر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ واقعی ہمارے ہمدرد ہیں آپ کی نظروں میں ہمارے لئے حقارت یا باجی کے لئے شیطانی چمک نہیں ہے۔ اس لمبے کا آغاز آج سے دو سال پہلے ہوا۔ باجی نے دو سال پہلے یونیورسٹی سے ہوٹل مینجمنٹ کی ڈگری لی اور پھر ہوٹل فائیو سٹار میں انہیں بہت اچھی ملازمت مل گئی والد صاحب محکمہ ڈاکخانہ سے ریٹائر ہو چکے تھے اور بیمار رہتے تھے۔ ہماری والدہ بھی ضعیف ہو چکی تھیں۔ ہم صرف دو بہن بھائی ہیں۔ باجی کی ملازمت سے ہمیں بے حد سہارا ہو گیا۔ پھر باجی نے ہوٹل فائیو سٹار کے ایک اسسٹنٹ مینجر راشد سے والد صاحب کی مرضی سے باقاعدہ شادی کر لی۔ ایک سال تو ٹھیک گزر گیا لیکن پھر باجی کو معلوم ہوا کہ راشد نے خفیہ طور پر دوسری شادی کر لی ہے۔ جب باجی نے احتجاج کیا تو راشد نے باجی کو کھڑے کھڑے نہ صرف طلاق دے دی بلکہ باجی کو ملازمت سے بھی نکلوا دیا۔ باجی شدید بیمار ہو گئی۔ وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگیں۔ ہم سب پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ والد صاحب نے باجی کا علاج کرایا۔ ماہرین نفسیات کی بھاری فیسیں ادا کیں۔ اس طرح ہم نے باجی کے علاج کے لئے سوائے اس گھر کے باقی ہر چیز فروخت کر دی لیکن باجی پوری طرح ٹھیک نہ ہو سکیں۔ راشد اس وقت ہوٹل فائیو سٹار کا مینجر ہے۔ باجی اب اچانک تیار ہو کر ہوٹل فائیو سٹار چلی جاتی ہیں اور بہکی بہکی باتیں کرتی ہیں۔ مزید کیا کہوں آپ سمجھدار ہیں"...... رضا نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک

طویل سانس لیا۔

"تمہاری باجی واپس نہیں آئیں حالانکہ وہ کہہ کر گئی تھیں کہ وہ آ رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ نہیں آئیں گی۔ وہ جب بھی ہوٹل سے واپس آتی ہیں تو گھنٹوں کمرے میں بند ہو کر روتی رہتی ہیں اب بھی رو رہی ہوں گی"۔ رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں یہاں لے آؤ اور بے فکر رہو میں تمہاری باجی کا علاج کراؤں گا اور انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تمہارے والد صاحب کہاں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ اس صدمے سے چھ ماہ پہلے وفات پا گئے ہیں"...... رضا نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ بڑا افسوس ہوا لیکن اب تم لوگ گزارہ کس طرح کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں شام کے کالج میں پڑھتا ہوں صبح کو مین مارکیٹ میں ایک کپڑے کی دکان پر بطور سیلز مین کام کرتا ہوں۔ کالج میں ایک مہربان پروفیسر کی وجہ سے فیس آدھی معاف ہے"...... رضا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باجی کو لے آؤ۔ جا کر اسے کہو کہ تمہارا بڑا بھائی بلا رہا ہے ابھی آؤ"...... عمران نے کہا تو رضا احمد خاموشی سے اٹھا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور راحیلہ اندر داخل ہوئی اس نے لباس

بدل لیا تھا۔ اس کے پیچھے رضا احمد تھا۔

"بیٹھو راحیلہ میرے سامنے بیٹھو اور رضا احمد تم ان کے قریب بیٹھ جاؤ میں ان سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں لیکن تم نے مداخلت نہیں کرنی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے میرا گھر دیکھ لیا ہے پھر آپ کیوں یہاں موجود ہیں۔ جائیں ویسے اس گھر میں راشد کے بعد شاید آپ دوسرے مرد ہیں جو آئے ہیں لیکن اب آپ تو آتے رہیں گے لیکن راشد اب کبھی نہیں آئے گا"...... راحیلہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میری طرف دیکھو راحیلہ"...... عمران نے راحیلہ سے کہا تو راحیلہ جو سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی چونک کر سر اٹھایا اور پھر جیسے ہی اس کی نگاہیں عمران سے ٹکرائیں اس کی آنکھیں جیسے پتھرا سی گئیں۔ اس کی پلکیں جھپکنا بند ہو گئی تھیں۔ عمران بھی بغیر پلکیں جھکائے مسلسل اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"تمہیں نیند آ رہی ہے راحیلہ تمہاری آنکھیں بوجھل ہوتی جا رہی ہیں تم سو رہی ہو"...... عمران کی زبان سے اچانک نکلا۔

"مجھے نیند آ رہی ہے میں سو رہی ہوں"...... راحیلہ نے آہستہ سے جواب دیا اور اس کی آنکھیں واقعی بند ہونے لگ گئیں۔

"جب میں تالی بجاؤں گا تو تم جاگ اٹھو گی اور تم ہمیشہ کے لئے راشد کو اپنے ذہن سے نکال دو گی تم اسے اجنبی سمجھو گی"...... عمران

نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں میں جاگ اٹھوں گی اور راشد کو ہمیشہ کے لئے اپنے ذہن سے نکال دوں گی اور اسے اجنبی سمجھوں گی"...... راحیلہ نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور اس کا سر کرسی کی پشت سے جا کر ٹک گیا تھا۔ رضا احمد کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے عمران نے یکلخت جھٹکا کھایا اور پھر مسکرا کر رضا احمد کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہاری باجی اب ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے لاشعور میں راشد کے لئے بے پناہ محبت موجود تھی اس لئے طلاق اور راشد کی دوسری شادی نے اس کے لاشعور پر برا اثر ڈالا اور اس کے شعور اور لاشعور دونوں کے درمیانی مطابقت اور ہم آہنگی باقی نہیں رہی لیکن اب ایسا نہیں ہوگا میں نے تمہاری باجی کے لاشعور سے راشد کی شدید ترین محبت کو کھرچ دیا ہے۔ اب یہ نارمل انسان کے طور پر رہے گی اس طرح لاشعور اور شعور کے درمیان ہونے والی کشمکش ختم ہو جائے گی جس میں پھنس کر تمہاری باجی ابنارمل ہو گئی تھی"...... عمران نے رضا احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خدا کرے ایسا ہو جائے لیکن جس طرح کی کارروائی آپ نے کی ہے اس طرح کی کارروائی پہلے ماہرین نفسیات بھی کرتے رہے ہیں۔ گو انہوں نے یہ باتیں تو نہیں بتائی تھیں جو آپ نے بتائی ہیں لیکن کہا انہوں نے بھی ایسا ہی تھا لیکن باجی ٹھیک نہ ہو سکی تھیں"...... رضا

حمد نے جواب دیا۔

"میں نے بتایا ہے کہ تمہاری باجی کے لاشعور میں راشد کے لئے تہائی شدید محبت موجود تھی اور محبت ایک ایسا جذبہ ہے جسے داش کرتا بڑے سے بڑے ماہر کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ماہرین نفسیات کس حد تک تمہاری باجی کا علاج کر سکے اس کے بعد وہ آگے نہ بڑھ سکے۔اس کے علاوہ تمہاری باجی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذہین خاتون ہے۔ایسے طاقتور ذہن پر مکمل کنٹرول کر لینا بھی ہر ایک کے بس میں نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں نے کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی دے دی ہے ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ انہیں بیرون ملک ایک بہت بڑے ماہر کے پاس بھجوا دوں لیکن شکر ہے کہ کام ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ بھی ماہر نفسیات ہیں"...... رضا احمد نے حیران ہو کر کہا۔

"مہارت کا دعویٰ تو بہت بڑا دعویٰ ہوتا ہے میں تو طالب علم ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تو سامنے آنکھیں بند کیے بیٹھی راحیلہ کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔وہ اس طرح سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے پہلی بار عمران کو دیکھ رہی ہو پھر اس نے گردن گھمائی اور رضا احمد کو ساتھ بیٹھے دیکھ کر چونک پڑی۔

"یہ۔یہ کون صاحب ہیں اور میں یہاں کیوں ہوں یہ کیا ہو رہا ہے"...... راحیلہ نے اپنے جسم کو بے اختیار سمیٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا بڑا بھائی ہوں میرا نام ٹمبکٹو ہے۔آپ ہوٹل فائیو سٹار سے مجھے خود ساتھ لے آئی تھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راحیلہ بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ ہاں مجھے یاد آرہا ہے ٹمبکٹو۔ہاں یہ عجیب سا نام میرے ذہن میں موجود ہے۔اوہ اوہ ہاں ہاں مجھے یاد آگیا میں آپ کو چائے پلوانے ساتھ لے آئی تھی۔اوہ ہاں مگر"...... راحیلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکر ہے۔آپ کا شعور اور لاشعور دونوں ایڈجسٹ ہو گئے ہیں۔اب آپ ٹھیک ہیں۔یہ بتائیں کہ راشد نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے بدلے کیوں نہ راشد کو گولی مار دی جائے"...... عمران نے کہا۔

"راشد نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب میرا راشد سے کوئی تعلق نہیں رہا۔میری طرف سے آپ اسے گولی ماریں یا نہ ماریں مجھے اس سے کیا فرق پڑے گا"...... راحیلہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کے ساتھ سلوک کے بدلے کی بات کی ہے اس نے بہرحال آپ سے زیادتی کی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں میں کسی سے انتقام نہیں لینا چاہتی۔آپ یہ بات چھوڑیں

میں آپ کے لئے چائے بنا لاتی ہوں"...... راحیلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چائے آپ کے ساتھ ہوٹل فائیو سٹار میں پیوں گا اور رضا بھی ساتھ چلے گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میرے کالج کا وقت ہو رہا ہے"...... رضا احمد نے کہا۔

"آج کالج سے چھٹی کرو رضا یہ تمہاری باجی کا مسئلہ ہے"۔ عمران نے رضا سے کہا تو رضا عمران کا اشارہ سمجھ گیا۔

"ٹھیک ہے ویسے بھی آج پروفیسر صاحب شاید نہ آئیں"...... رضا احمد نے کہا۔

"ہوٹل فائیو سٹار میں جا کر چائے پینے کی کیا ضرورت ہے یہاں بن سکتی ہے چائے"...... راحیلہ نے دھیما سا احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ہوٹل فائیو سٹار کی نوکری سے نکال دیا گیا ہے میں یہی بات معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیوں ایسا ہوا ہے اس لئے ہم چائے راشد صاحب کے دفتر میں بیٹھ کر پئیں گے۔ کیا آپ راشد کا سامنا کرنے سے گھبرا رہی ہیں"...... عمران نے کہا تو راحیلہ چونک پڑی۔

"میں کیوں گھبراؤں گی اب جب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں رہا تو میرے لئے جیسے آپ ہیں ویسے ہی راشد"...... راحیلہ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ شو آیئے اٹھیں"...... عمران نے کہا۔

"میں لباس تبدیل کر لوں"...... راحیلہ نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کہیں ایسا نہ ہو کہ راشد کے سامنے جاتے ہی باجی کو پھر دورہ پڑ جائے"...... رضا نے راحیلہ کے جانے کے بعد آہستہ سے کہا۔

"یہی بات تو میں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر آپ کی باجی کو بیرون ملک بھجوانا پڑے گا۔ اس کا مطلب ہو گا کہ میں بھی تمہاری باجی کے ذہن کو مکمل طور پر کنٹرول کر لینے میں کامیاب نہیں ہو سکا"...... عمران نے جواب دیا تو رضا احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد راحیلہ واپس آئی تو اس نے وہی لباس پہن رکھا تھا جو اس نے عمران سے ٹکراتے وقت پہن رکھا تھا۔

"آیئے"...... راحیلہ نے کہا تو عمران اور رضا اٹھ کھڑے ہوئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں مکان سے باہر آئے اور پھر ہوٹل فائیو سٹار کی طرف روانہ ہو گئے۔ راحیلہ کے چہرے پر پہلے جو پتھریلی سنجیدگی نظر آتی تھی اب ویسی سنجیدگی نہ تھی اب اس کا چہرہ نارمل اور عام سا نظر آ رہا تھا۔

"کیا واقعی آپ کا نام ٹمبکٹو ہے"...... اچانک راحیلہ نے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"میرے تو بہت سے نام ہیں بہرحال میرا اصل نام علی عمران ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راحیلہ بھی بے اختیار مسکرا دی۔ ہوٹل فائیو سٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

"بڑے طویل عرصے کے بعد میں ہوٹل کے اندر جا رہی ہوں"۔

راحیلہ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہوٹل کے گیٹ پر کھڑے دربانوں نے راحیلہ کو عمران کے ساتھ آتے دیکھ کر حیرت سے پہلے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر ایک دربان آگے بڑھ کر گیٹ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔

"جناب میڈم اندر نہیں جا سکتیں"...... دربان نے قدرے سرد لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا اور وہ اچھل کر اپنے ساتھی کے ساتھ جا کھڑا ہوا تھا۔

"اب اگر تم نے کوئی بات کی تو گولی مار دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر خود ہی شیشے کا دروازہ کھول کر اس نے راحیلہ کو اندر داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ راحیلہ جو دربان کی بات سن کر ٹھٹھک کر رک گئی تھی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اس کے پیچھے رضا احمد داخل ہوا اور آخر میں عمران اندر داخل ہوا۔ دونوں دربان خاموش کھڑے رہے تھے انہوں نے کوئی بات نہ کی تھی۔ ظاہر ہے عمران یہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اور وہ عمران کو اچھی طرح جانتے تھے۔ انہیں یہ بھی علم تھا کہ عمران سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض چاہے تو ہوٹل ایک لمحے میں سیل کرا سکتا تھا اس سے ساری انتظامیہ ڈرتی تھی اس لئے دربانوں کو عمران کو روکنے کی جرأت نہ ہو سکی تھی۔

"آپ کیوں آئی ہیں آپ کو کتنی بار......" ایک سپروائزر نے ان

کے اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے قریب آتے ہوئے راحیلہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک طرف ہٹو یہ میرے ساتھ آئی ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ عمران صاحب یہ۔ یہ......" سپروائزر نے عمران کو دیکھ کر بری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے سب معلوم ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر دو لڑکیاں موجود تھیں وہ دونوں ہی حیرت سے عمران اور اس کے ساتھ کاؤنٹر کی طرف آتی ہوئی راحیلہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"منیجر راشد صاحب اپنے دفتر میں ہیں"...... عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر سرد لہجے میں کہا۔

"جی ہاں مگر"...... لڑکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"انہیں کہو کہ علی عمران ان سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہے اور بس اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں لڑکی کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو لڑکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کاؤنٹر پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے بول رہی ہوں سر۔ علی عمران صاحب تشریف لائے ہیں ان کے ساتھ آپ کی سابقہ بیگم راحیلہ صاحبہ اور ان کا بھائی بھی

ہے علی عمران صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے عمران سے نظریں چراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی سپروائزر صاحب نے انہیں روکنے کی کوشش کی لیکن عمران صاحب نے سپروائزر کو ڈانٹ دیا ہے"...... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لیجئے آپ خود بات کر لیجئے"...... لڑکی نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"عمران صاحب آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ......" دوسری طرف سے مینجر نے کہنا شروع کیا۔

"مجھے سب معلوم ہے۔ آپ میری معلومات میں مزید اضافہ کرنے کی کوشش نہ کریں میں آپ سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں اور ہو سکتا ہے کہ یہ باتیں آپ کے مفاد میں ہوں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ ہوٹل کی چیئرمین اور مالکہ بیگم قزلباش سے بھی بات ہو سکتی ہے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آپ تشریف لے آئیں لیکن اگر راحیلہ نے کوئی ہنگامہ کیا تو پھر اسے سنبھالنا آپ کا ہی کام ہوگا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"آپ بے فکر رہیں کوئی ہنگامہ نہیں ہوگا"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی

نے رسیور لے کر کانوں سے لگا لیا۔

"یس سر"...... لڑکی نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ایک طرف کھڑے سپروائزر کو اس نے اشارے سے بلایا۔

"انہیں مینجر صاحب کے سپیشل آفس میں لے جاؤ مینجر صاحب وہاں موجود ہیں"...... لڑکی نے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئیے جناب"...... سپروائزر نے کہا اور آفس لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ تینوں اس لفٹ کے ذریعے جسے صرف عملہ کے افراد استعمال کرتے تھے اور اسی لئے اسے آفس لفٹ کہا جاتا تھا۔ عمارت کی سب سے آخری آٹھویں منزل پر پہنچ گئے۔ راہداری کے آخر میں ایک کمرے کا دروازہ تھا جس کے باہر دو مسلح افراد کھڑے ہوئے

"انہیں صاحب نے بلایا ہے"...... سپروائزر نے دربانوں سے مخاطب ہو کر کہا جو بڑی حیرت بھری نظروں سے راحیلہ کو دیکھ رہے تھے ایک دربان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازے کے ساتھ سائیڈ پر ہک میں لٹکے ہوئے رسیور کو اٹھایا۔

"جناب عمران صاحب۔ آپ کی سابقہ بیگم راحیلہ صاحبہ اور ان کے بھائی تشریف لائے ہیں"...... دربان نے عمران راحیلہ اور رضا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... دربان نے کہا اور رسیور واپس ہک میں

اٹھا کر اس نے دہلیز پر ایک جگہ مخصوص انداز میں پیر مارا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"چلو راحیلہ لیڈیز فرسٹ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے راحیلہ سے کہا تو راحیلہ ایک لمحے کے لئے جھجکی اور پھر ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے پیچھے عمران کمرے میں داخل ہوا اور سب سے آخر میں رضا اندر داخل ہوا۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جسے انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا ایک طرف ایک بڑی سی لیکن انتہائی قیمتی شاندار آفس ٹیبل تھی جس کے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہوا تھا اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔ اس کی کنپٹیوں کے بال سفید تھے لیکن وہ خاصا وجیہہ اور خوبصورت آدمی تھا لیکن اس کے چہرے کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ خود غرض اور اپنے مفادات کی حد تک خاصا سرد مہر اور سفاک طبیعت کا مالک ہے۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور اس کی نظریں راحیلہ پر جمی ہوئی تھیں۔

"السلام علیکم راشد صاحب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"وعلیکم السلام جناب"...... اس آدمی نے جو ہوٹل فائیو سٹار کا منیجر تھا اسی طرح ہونٹ بھینچے بھینچے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحہ کیا لیکن اس کے مصافحے میں گرمجوشی نہ تھی۔

"تو تم جنرل منیجر بن گئے ہو اب کافی ترقی کر لی ہے تم نے"

راحیلہ نے راشد سے مخاطب ہو کر بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو راشد بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"تو کیا تمہیں معلوم نہیں تھا حالانکہ تم یہاں آتی جاتی رہی ہو"۔ راشد نے کہا۔

"نہیں مجھے تو اب معلوم ہو رہا ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ تم پہلے کی طرح اسسٹنٹ منیجر ہی ہو گے"...... راحیلہ نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران اور رضا بھی بیٹھ گئے۔ عمران کے چہرے پر راحیلہ کی اس بات چیت کے بعد خاصے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ رضا بار بار اس طرح راحیلہ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے راحیلہ کو ذہنی دورہ پڑ سکتا ہے۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... راشد نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اسے بھی شاید راحیلہ کی طرف سے اسی قسم کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا جس طرح کا رضا کو محسوس ہو رہا تھا اس لئے وہ بار بار راحیلہ کو دیکھتا اور پھر نظریں پھیر لیتا۔

"جی شکریہ چائے پلوا دیں"...... عمران نے کہا تو راشد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے چائے لانے کا کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... راشد نے بڑے کاروباری لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"راحیلہ یہاں اس ہوٹل میں ملازم رہی ہیں پھر انہیں نوکری سے

فارغ کر دیا گیا اس کی کیا وجہ تھی اور کس نے انہیں نوکری سے فارغ کیا تھا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات آپ کیوں پوچھ رہے ہیں یہ ہمارے ہوٹل کے سیکرٹس ہیں"...... راشد نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"راشد صاحب میں نے آپ کی یہ بات اس لئے برداشت کر لی ہے کہ آپ راحیلہ کے خاوند رہے ہیں اور راحیلہ اب میری چھوٹی بہن ہے ورنہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں اگر چاہوں تو آپ دوسرے لمحے سڑکوں پر بھیک مانگتے نظر آئیں"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"آپ پلیز مجھے بار بار دھمکیاں نہ دیں ہم یہاں کوئی غیر قانونی کام نہیں کرتے یہ ہمارا ریکارڈ ہے۔ میں آپ کی عزت صرف اس لئے کرتا ہوں کہ آپ سر عبدالرحمن کے صاحبزادے ہیں اور سر عبدالرحمن کے ہمارے مالکوں سے ذاتی تعلقات ہیں لیکن میرے مالک بھی جانتے ہیں کہ میرا دامن ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہے۔ راحیلہ کو نوکری سے فارغ میں نے نہیں کیا تھا اور نہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ راحیلہ کو چیئرمین نے از خود اپنے دستخطوں سے فارغ کیا تھا"...... راشد نے اس بار تیکھے لہجے میں کہا۔

"تو پھر بیگم قزلباش سے میری بات کرا دیجئے میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو راشد نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"راشد بول رہا ہوں بیگم صاحبہ سے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر

جنرل سر عبدالرحمن کے صاحبزادے علی عمران صاحب بات کرنا چاہتے ہیں وہ میرے آفس میں موجود ہیں"...... راشد نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے پھر اس نے چونک کر دوسری طرف سے بات سنی اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو"...... دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"آنٹی میں علی عمران بول رہا ہوں۔ آپ کے جنرل منیجر راشد صاحب کے سپیشل آفس سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم وہاں کیوں گئے ہو کیا کام تھا تمہیں راشد سے"...... دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ بنفس نفیس اوہ سوری بنفس بھاری یہاں ہوٹل میں موجود ہیں ورنہ ظاہر ہے میں براہ راست آپ کے پاس آتا اور آپ راشد کو بھی وہیں کال کر لیتیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ اب بکواس کی تو کان سے پکڑ کر جوتے لگاؤں گی۔ بولو کیا کام ہے تمہیں راشد سے"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"راشد کی سابقہ بیوی راحیلہ میری چھوٹی بہن ہے۔ اس نے یونیورسٹی سے ہوٹل مینجمنٹ کی ڈگری لی ہوئی ہے اور وہ یہاں ملازم بھی رہی ہے۔ پھر جب راشد نے خفیہ طور پر دوسری شادی کر لی اور

اس کا علم راحیلہ کو ہوا تو اس نے احتجاج کیا اس پر راشد صاحب نے کھڑے کھڑے اسے طلاق دے دی۔ اس کے ساتھ ہی اسے ملازمت سے بھی فارغ کر دیا گیا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا مطلقہ عورت کا یہاں ملازمت کرنا منع ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ تمہاری چھوٹی بہن کیسے بن گئی اس کا تو ذہنی توازن درست نہیں ہے۔ طلاق کے بعد اس نے کام پر آنا چھوڑ دیا تھا اس لئے مجبوراً مجھے اسے نوکری سے فارغ کرنا پڑا۔ البتہ میں نے اس کے سابقہ بقایا جات کے ساتھ ساتھ ایک بھاری رقم اپنی طرف سے اس کے والد کو دی تھی تاکہ اس کا علاج کرایا جا سکے مجھے اس لڑکی سے ہمدردی ہے۔ راشد نے واقعی اس سے زیادتی کی ہے لیکن میں اپنے ملازموں کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرنے کی قائل نہیں ہوں"...... بیگم رضا قزلباش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر اس کا ذہنی توازن ٹھیک ہو گیا ہو تو کیا اب آپ اسے دوبارہ سروس دے دیں گی"...... عمران نے کہا۔

"اب نہیں سوری اب سیٹ نہیں ہے"...... بیگم صاحبہ نے صاف اور دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سیٹ تو پیدا کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں یہاں ہر کام اصول کے تحت ہوتا ہے یہاں کوئی بے اصولی نہیں کی جا سکتی"...... بیگم صاحبہ نے کہا۔

"اگر میں راشد صاحب کو گولی مار دوں تو کیا سیٹ پیدا ہو جائے گی"...... عمران نے کہا تو راشد بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"بکواس مت کرو جب میں نے کہہ دیا ہے کہ سیٹ نہیں ہے تو پھر سیٹ نہیں ہے"...... بیگم صاحبہ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے پھر مجھے اعظم صاحب سے بات کرنی پڑے گی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ بات ان تک پہنچے لیکن"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کر رسیور از خود ہی کریڈل پر رکھ دیا۔

"او کے راشد صاحب اب اجازت آپ کی چائے ابھی تک نہیں آئی۔ بہرحال اگر آجائے تو نیچے ہال میں بھجوا دیجئے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ راشد کوئی جواب دیتا اچانک انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور راشد نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"جی بہتر"...... راشد نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے بیگم صاحبہ نے کہا ہے کہ آپ کو ساتھ لے کر ان کے آفس میں پہنچ جاؤں"...... راشد نے کہا۔

"چلیئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ راحیلہ اور رضا کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ۔ آؤ گھبراؤ مت سب ٹھیک ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساتویں منزل کے ایک کمرے میں داخل ہو رہے تھے یہ کمرہ بھی انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا

ا۔ کونے میں ایک بڑی سی دفتری میز تھی جس کے پیچھے ایک خاصی ھاری بھرکم لیکن خاصی عمر کی خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ بڑا اور جلال سا تھا۔ رنگ انتہائی سرخ و سفید تھا۔ سر کے بال انتہائی سلیقے ے سنوارے گئے تھے۔ اس عورت کو دیکھ کر فوراً ہی یہ احساس ہوتا ھا کہ اس کی ساری زندگی انتہائی عیش و آرام میں گزری ہو گی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ی بڑے خشوع و خضوع سے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام بیٹھو اور یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے اعظم کی دھمکی کیوں ی ہے تمہارا کیا خیال تھا کہ میں اعظم سے ڈرتی ہوں یا اس کے کہنے پر یں اپنے اصول بدل دوں گی"...... بیگم صاحبہ نے غصیلے لہجے میں کہا یکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ غصہ مصنوعی ہے۔ اس نے راشد، راحیلہ ور رضا کی طرف سرے سے توجہ ہی نہ دی تھی جیسے ان کا وجود عدم جود برابر ہو۔

"پہلے تعارف ہو جائے یہ راحیلہ ہے میری چھوٹی بہن اور یہ راحیلہ کا چھوٹا بھائی ہے رضا۔ کالج کا سٹوڈنٹ ہے اور راحیلہ تم تو بہرحال بیگم صاحبہ کو جانتی ہو گی البتہ رضا سے تعارف ضروری ہے تو رضا بیگم صاحبہ اس فائیو سٹار ہوٹل کی چیئرمین اور مالکہ ہیں۔ انتہائی اصول پسند ہیں۔ ان کے شوہر نامدار اور میرے انکل کا نام آغا اعظم رضا قزلباش ہے اور وہ مشہور شکاری ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ صرف شیروں کا شکار کھیلتے ہیں اور آج تک کوئی شیر ان سے بچ کر نہیں جا سکا لیکن اب یہ

ان کی ستم ظریفی ہی ہے کہ وہ خود شیرنی کا شکار ہو کر اب اپنے شاندار محل کے ایک کمرے میں بیٹھے بس شکار کی کہانیاں پڑھتے رہتے ہیں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو بیگم قزلباش بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم ایک نمبر شیطان ہو۔ تمہاری اماں بی تم سے ٹھیک سلوک کرتی ہیں۔ بہرحال بیٹھو اور تم لوگ بھی بیٹھ جاؤ۔ اور ہاں راشد میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم نے راحیلہ کے معاملات میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کرنی تمہارا اب اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم جاؤ"...... بیگم صاحبہ نے راشد سے کہا۔

"یس بیگم صاحبہ"...... راشد نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ایک منٹ راشد صاحب"...... عمران نے جو اس دوران میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ چکا تھا بول اٹھا۔

"جی صاحب"...... راشد نے مڑتے ہوئے کہا۔

"لاجسٹر کلب سے آپ کا کیا تعلق ہے"...... عمران نے کہا تو راشد بے اختیار چونک پڑا۔

"لاجسٹر کلب۔ یہ کون سا کلب ہے"...... بیگم صاحبہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گرین روڈ پر ایک کلب ہے جس کا مالک غیر ملکی ہے۔ میں وہاں کبھی گیا تو نہیں البتہ میں نے سنا ہوا ہے کہ یہ کلب پیشہ ور قاتلوں کا

"پسندیدہ کلب ہے"...... عمران نے بیگم صاحبہ کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پیشہ ور قاتلوں کا پسندیدہ کلب پھر تو وہ انتہائی گھٹیا جگہ ہوئی اور جرائم کا اڈہ ہوا یہ کلب۔ کیوں راشد تمہارا اس سے کیا تعلق ہے"۔ بیگم صاحبہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تو آج تک وہاں کبھی نہیں گیا بیگم صاحبہ البتہ اس کا مالک لاجسٹر ہے وہ پالینڈ کا باشندہ ہے اور طویل عرصے سے یہاں مقیم ہے وہ ہمارے ہوٹل کے لائسنس پر شراب سپلائی کرتا ہے اس سلسلے میں وہ اکثر آتا جاتا رہتا ہے۔ میرا مطلب ہے کاروباری سلسلے میں"...... راشد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں مجھے یاد آگیا لاجسٹر کا نام تو مجھے یاد ہے کہ ہوٹل کی شراب کی سپلائی کا ٹھیکہ اس کے پاس ہے لیکن اگر اس کا تعلق پیشہ ور قاتلوں سے ہے تو تم نے اسے ٹھیکہ کیوں دیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں جرائم پیشہ افراد سے کس حد تک الرجک ہوں"...... بیگم صاحبہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ مجھے خود اس بات کا علم نہیں ہے عمران صاحب نے پہلی بار بات کی ہے اگر واقعی ایسا ہے تو میں ٹھیکہ کینسل کر دیتا ہوں"...... راشد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں عمران کیا واقعی ایسا ہے یا تم نے اپنی عادت کے مطابق کسی خاص مقصد کے لئے یہ بات بنائی ہے"...... بیگم قزلباش نے

عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان کی آفس میز پر لاجسٹر کلب کا کارڈ موجود تھا اور لاجسٹر کلب کے بارے میں مجھے جو معلومات حاصل تھیں وہ میں نے پہلے بتا دی ہیں مجھے حیرت صرف اس بات پر ہوئی تھی کہ ہوٹل فائیو سٹار کی انتظامیہ نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ جرائم پیشہ تنظیموں اور گروہوں سے ہوٹل کو دور رکھ سکے پھر اس ہوٹل کے جنرل مینجر کی میز پر اس بدنام زمانہ کلب کا کارڈ کیسے پہنچ گیا اور اسی لئے میں نے راشد صاحب سے یہ بات پوچھی تھی"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس لاجسٹر یا لاجسٹر کلب سے ہر قسم کے تعلقات اور معاہدہ جات فوری طور پر منسوخ کر دو اور آئندہ جسے بھی کسی قسم کا ٹھیکہ دو پہلے اس کے بارے میں پوری چھان بین کر لیا کرو۔ جاؤ اس بار تو میں تمہاری کوتاہی معاف کر رہی ہوں آئندہ نہیں کروں گی"...... بیگم قزلباش نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو راشد تھینک یو کہہ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر چلا گیا۔

"ہاں اب بولو تم راحیلہ کو ساتھ لے کر کیوں اور کیسے آئے ہو اور تم نے کیسے کہہ دیا کہ راحیلہ کا ذہنی توازن درست ہے جب کہ میں نے کئی بار خود اس کی ذہنی ابنارملٹی کا مظاہرہ دیکھا ہے"...... بیگم قزلباش نے راحیلہ کو غور سے دیکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ راحیلہ مسلسل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"آپ نے اب تک راحیلہ کے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں

کی راشد کا سامنا کرنے کے باوجود اس نے کسی ابنارملٹی کا مظاہرہ کیا ہے"...... عمران نے کہا تو بیگم چونک پڑی۔

"ارے ہاں واقعی تو کیا تم نے اس کا علاج کرایا ہے اگر ایسا ہے تو مجھے ذاتی طور پر اس بات پر بے حد مسرت ہوئی ہے"...... بیگم قزلباش نے کہا۔

"بیگم صاحبہ راشد نے مجھے طلاق دے دی ہے اس لئے اب میرا راشد سے کوئی تعلق نہیں رہا اس سے پہلے واقعی راشد کے لئے میرے ذہن پر بے حد دباؤ تھا لیکن عمران صاحب سے ملنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ میں غلطی پر تھی اور اب میرے ذہن پر کوئی دباؤ نہیں ہے"...... راحیلہ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہے ہی ایسا جادوگر اس کے پاس جادو کی چھڑی ہے جسے گھما کر یہ ہر جگہ اپنے مطلب کے نتائج پیدا کر لیتا ہے اب دیکھو اس نے مجھے کس طرح میرے شوہر اعظم کی دھمکی دے دی اور مجھے مجبوراً اسے یہاں اپنے دفتر میں بلوانا پڑا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے شوہر اعظم کو اس نے ایسی پٹی پڑھائی ہے کہ وہ بندوق لے کر مجھے مارنے کے لئے یہاں آ جانے میں بھی دریغ نہیں کرے گا"...... بیگم قزلباش نے کہا تو اس بار راحیلہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے خوشی ہے کہ میرا بھائی عظیم آدمی ہے"...... راحیلہ نے کہا۔

"اب بولو عمران تم کیا چاہتے ہو۔ راحیلہ واقعی ذہنی طور پر درست ہو چکی ہے کس طرح ہوئی ہے مجھے اس سے مطلب نہیں ہے لیکن

مجبوری یہ ہے کہ اب ہوٹل میں اس کے لائق کوئی سیٹ نہیں ہے اور نئی سیٹ پیدا نہیں کی جا سکتی اس کے لئے بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ ہو۔ اس میں تفصیلی بحث کے بعد اکثریتی فیصلہ ہو تب کوئی نئی سیٹ پیدا ہو سکتی ہے اور فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے۔ البتہ اگر تم کہو تو میں کسی اور ہوٹل میں اس کے لئے سفارش کر سکتی ہوں"...... بیگم قزلباش نے کہا۔

"ٹھیک ہے آپ کی مرضی۔ ویسے میں سفارش کا قائل ہی نہیں ہوں اس لئے آپ کو کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے البتہ کافی عرصہ ہو گیا ہے انکل اعظم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ کیا آپ اجازت دیں گی کہ میں یہاں آپ کے آفس سے ان سے فون پر ملاقات کر لوں"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تو تم باز نہیں آؤ گے ٹھیک ہے یہ بھی کر لو"...... بیگم قزلباش نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ساتھ موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنی سیکرٹری کو رہائش گاہ پر اپنے شوہر اعظم قزلباش سے بات کرانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"میں تو بس ان کی خدمت میں سلام عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کیوں ناراض ہو رہی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری آنٹی ہوں جس طرح تمہاری اماں بی تمہاری رگ رگ سے واقف ہے اس طرح میں بھی ہوں مجھے معلوم ہے تم نے ان سے کیا کہنا ہے لیکن کان کھول کر سن لو کہ انہیں بھی معلوم ہے کہ

میں اصولوں کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کیا کرتی"...... بیگم قزلباش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور بیگم قزلباش نے رسیور اٹھایا۔

"میں بول رہی ہوں۔ سر عبدالرحمن کا لڑکا علی عمران یہاں میرے دفتر میں موجود ہے۔ وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے"...... بیگم نے رسیور اٹھا کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔ ظاہر ہے وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سننا چاہتی تھی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ میں حقیر فقیر پر تقصیر بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) دنیا کے عظیم ترین آئیڈیل شکاری سر اعظم خان قزلباش کی خدمت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتا ہوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"وعلیکم السلام جیتے رہو عمران بیٹے۔ بس تم جیسے قدر شناس آدمیوں کی اس دنیا میں شدید کمی ہے کاش سب تمہاری طرح قدر شناس ہوتے۔ بہرحال خیریت ہے کیسے اپنی اصول پسند آنٹی کے دفتر پہنچ گئے ہو"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجے میں موجود مسرت نمایاں تھی۔

"ارے یہ آپ نے کیا کیا کہ اپنا نام بدل لیا۔ اعظم تو بڑے رعب دبدبے والا نام ہے۔ اس کا تو اتنا رعب ہے کہ بڑے بڑے خونخوار شیر اعظم کا لفظ سن کر وہیں زمین پر سر رگڑنا شروع کر دیتے تھے۔ یہ آپ نے

کیا کیا کہ اعظم کی جگہ اصول بروزن فضول جیسا نام رکھ لیا"۔ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ میں نے کب نام بدلا ہے میرا نام تو اب بھی اعظم ہے"...... اعظم صاحب نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ آنٹی اصول پسند ہیں اور یہ بات میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ پوری دنیا میں اگر آنٹی کسی کو پسند کرتی ہیں تو وہ آپ ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ آپ نے اپنا نام اعظم سے بدل کر اصول رکھ لیا ہے ورنہ آپ کہتے کہ آنٹی اعظم پسند ہیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف اعظم صاحب کا کان پھاڑ قہقہہ سنائی دیا۔

"شیطان ہو۔ پورے شیطان۔ نانسنس"...... بیگم قزلباش نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا ان کا سرخ و سفید چہرہ شرم و حیا سے اور زیادہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"بہت خوب تمہاری ذہانت اور خوبصورت باتوں کا جواب نہیں۔ اگر تم نکھٹو نہ ہوتے تو یقیناً ملک و قوم کا بہترین سرمایہ ہوتے"۔ اعظم صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور یہ سرمایہ بنکوں میں پڑا پڑا سڑ جاتا"...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور اعظم خان ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"انکل ایک لڑکی ہے راحیلہ میری چھوٹی بہن ہے۔ اس نے ہوٹل

ینجمنٹ میں ماسٹر ڈگری کی ہوئی ہے وہ پہلے ہوٹل فائیو سٹار میں ملازم تھی۔ اس ہوٹل کے موجودہ جنرل مینجر اور سابقہ مینجر راشد نے اس سے شادی کر لی لیکن راشد نے ایک سال بعد خفیہ طور پر دوسری شادی کر لی۔ راحیلہ کو جب معلوم ہوا تو اس نے احتجاج کیا تو راشد نے کھڑے کھڑے اسے طلاق دے دی۔ اس سے اس کو اتنا صدمہ ہوا کہ اس کے ذہن پر اثر ہو گیا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے اس کا علاج کرایا۔ اب وہ ہر لحاظ سے تندرست ہے۔ میں نے آنٹی سے بات کی ہے لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس کوئی سیٹ نہیں ہے اور وہ اصول پسند اوہ سوری اعظم پسند ہیں اس لئے اگر آپ سفارش کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ آنٹی فوراً سیٹ پیدا کر لیں گی"۔۔۔۔ عمران نے اپنے اصل مقصد پر آتے ہوئے کہا۔

"وہ آج تک اولاد تو پیدا کر نہیں سکیں سیٹ کیسے پیدا کر لیں گی نانسنس۔ اور سیٹ پیدا کرنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ تمہاری بہن راحیلہ نے اگر ہوٹل مینجمنٹ کی ماسٹر ڈگری لی ہوئی ہے تو اسے ہوٹل کا پرسانل مینجر تعلینات کیا جا سکتا ہے۔ پرسانل مینجر کی سیٹ تو کافی عرصہ سے خالی چلی آ رہی ہے۔ اپنی آنٹی سے میری بات کراؤ"۔۔۔۔ اعظم قزلباش صاحب نے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور بیگم قزلباش کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ تم نے کیا کہا ہے کہ میں اولاد پیدا نہیں کر سکتی۔ بولو کیوں کہا ہے تم نے۔ بولو بتا دوں اصل بات ان بچوں کے سامنے"۔۔۔۔ بیگم

نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے تم سن رہی تھیں میری بات۔ ویسے بات تو سچی ہے لیکن پھر بھی آئی ایم سوری۔ تمہارے پاس پرسانل مینجر کی آسامی خالی ہے۔ پھر تم نے عمران کو انکار کیوں کیا ہے"۔۔۔۔ اعظم قزلباش نے کہا۔

"بس میری مرضی میں نہیں رکھتی راحیلہ کو اور اب تمہاری سفارش پر تو بالکل نہیں رکھوں گی"۔۔۔۔ بیگم نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے غصہ تھوک دو۔ یہ عمران جو تمہارا اور میرا بھتیجا ہے اگر یہ بھی ضد پر اتر آیا تو پھر اس نے انکل اور آنٹی کا لحاظ چھوڑ دینا ہے اور اس کے بعد تم اس کی منتیں کرتی نظر آؤ گی یہ کوئی نہ کوئی ایسا چکر چلا دے گا کہ ہوٹل کا بزنس تباہ ہو کر رہ جائے گا"۔۔۔۔ اعظم قزلباش نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ بلیک میلر ہے۔ یہ کیا چکر چلا سکتا ہے ہمارا دامن ہر لحاظ سے صاف ہے"۔۔۔۔ بیگم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم۔ ہم تو اخبار میں صرف ایک چھوٹی سی خبر شائع کرا دوں گا۔ یہی خبر کہ ہوٹل فائیو سٹار کی اعلیٰ انتظامیہ نے دارالحکومت کے بدنام ترین لاجسٹر کلب کی خدمات خفیہ طور پر حاصل کر رکھی ہیں۔ لاجسٹر کلب جو پیشہ ور بے رحم اور سفاک قاتلوں کا گروہ سمجھا جاتا ہے"۔ عمران نے آہستہ سے کہا تاکہ اس کی آواز صرف بیگم قزلباش کے کانوں

تک ہی پہنچ سکے اعظم صاحب تک نہ پہنچ سکے۔

"اوہ۔اوہ اچھا ٹھیک ہے میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں۔اوکے میں ایسا ہی کروں گی جیسے تم کہہ رہے ہو خدا حافظ"...... بیگم اعظم قزلباش نے عمران کی بات سنتے ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تم نے کیا کہا ہے۔دوبارہ کہو۔تو تم اب مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو"...... بیگم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی پھر یہ بلیک میلنگ کیسے ہو گئی۔آپ کے سامنے آپ کے جنرل مینجر نے تسلیم کیا ہے کہ لاجسنز کلب کے لاجسنز کو اس نے ٹھیکہ دے رکھا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ اور بات تھی۔یہ پیشہ ور قاتلوں والی بات تم نے کیوں کی"...... بیگم قزلباش نے کہا۔

"یہ تو یہاں کا ہر آدمی جانتا ہے کہ وہ پیشہ ور قاتلوں کا گروہ ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی یہ خبر دے دو گے اس طرح تو ہوٹل فائیو سٹار کی ساری ساکھ ہی تباہ ہو کر رہ جائے گی"...... بیگم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں آنٹی میں تو مذاق کر رہا تھا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اتنے اچھے اور قانون پسند ہوٹل کے خلاف کوئی کام کروں۔آپ

بے فکر رہیں اور ہاں راحیلہ کو میں کسی اور جگہ ایڈجسٹ کرا دوں گا۔ نوکری ہی دلانی ہے ناں۔اب اجازت دیں"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔اس کے اٹھتے ہی راحیلہ اور رضا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ان دونوں کے چہروں پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"واقعی تم شیطان ہو۔گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہو۔اب چونکہ تم نے اپنا دباؤ ختم کر دیا ہے اس لئے اب راحیلہ کو نوکری ملے گی۔میں نے ایک اور کے لئے پرسانل مینجر کے لئے وعدہ کر رکھا تھا لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ راحیلہ اس سیٹ کے لئے مناسب رہے گی اوکے راحیلہ کل سے تم کام پر آجاؤ مجھے یقین ہے کہ تم محنت سے کام کرو گی"۔بیگم قزلباش نے کہا تو راحیلہ اور رضا دونوں کے چہروں پر بے اختیار مسرت کا آبشار بہنے لگا۔ظاہر ہے پرسانل مینجر کا عہدہ بہت بڑا عہدہ تھا اور ہوٹل فائیو سٹار اپنے عملے کو تنخواہیں اور دیگر مراعات بھی دل کھول کر دیتا تھا اس لئے راحیلہ کی نوکری کا مطلب تھا کہ ان کے تمام دلدر دور ہو گئے۔

"بب بب بہت شکریہ بیگم حضور میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گی"...... راحیلہ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔تمہارا یہ فقرہ بتا رہا ہے کہ تم میں وہ اعتماد موجود ہے جو اس سیٹ کے لئے ضروری ہے"...... بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ آنٹی بڑی مشکل سے قابو آئی ہیں آپ نجانے انکل نے کیسے

آپ سے ہاں کرائی ہو گی۔ خدا حافظ "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ راحیلہ اور رضا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آگئے۔

"آداب تمہاری نوکری اور صحت یابی کی خوشی میں ڈائننگ ہال میں بیٹھ کر لنچ کر لیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے راحیلہ اور رضا سے کہا اور چند لمحوں بعد وہ ڈائننگ ہال میں موجود تھے اور پھر عمران کے حکم پر ویٹر نے لنچ سرو کرنا شروع کر دیا کہ اچانک عمران کو اپنی کلائی پر ضربیں لگتی محسوس ہونے لگیں تو وہ چونک پڑا۔

"تم لنچ شروع کرو میں ذرا باتھ روم تک ہو آؤں "...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ایک طرف راہداری میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کلائی پر ضربیں مسلسل لگ رہی تھیں اور عمران جانتا تھا کہ یہ ٹرانسمیٹر کال ہے۔ اس نے گھڑی پر نظر ڈالی تو ڈائل پر دو کا ہندسہ جل بجھ رہا تھا اس کا مطلب تھا کہ کال بلیک زیرو کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ وہ باتھ روم میں داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کرتے ہی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر دونوں سوئیوں کو گھما کر ایک مخصوص ہندسے پر ایڈجسٹ کیا تو جلتا بجھتا ہندسہ مسلسل جلنے لگا۔

"ہیلو ایکسٹو کالنگ اوور "...... عمران نے گھڑی کو کان سے لگایا تو مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اوور "...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا وہ

سمجھتا تھا کہ چونکہ یہ کال عام ٹرانسمیٹر پر رسیور کی جا رہی ہے اس لئے یہ کسی بھی دوسرے ٹرانسمیٹر کیچر پر کیچ بھی ہو سکتی ہے اسی لئے بلیک زیرو نے ایکسٹو کا کوڈ استعمال کیا تھا اور عمران نے بھی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تھا۔

"ابھی اطلاع ملی ہے کہ نواب احمد خان بڑے نواب صاحب اور ان کی بھتیجی آصفہ سمیت ان کی حویلی کے تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ حکام وہاں پہنچ چکے ہیں۔ تم میرے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے وہاں فوراً پہنچو اوور "...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے کے عضلات بے اختیار سخت سے ہو گئے۔

"لیکن یہ کیس تو آپ کے دائرہ کار میں نہیں آتا سر اوور "۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر ٹریپ کی وجہ سے اب یہ کیس مجھے ڈیل کرنا ہو گا اوور اینڈ آل "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ونڈ بٹن دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی سوئیاں خود بخود واپس درست وقت دینے لگ گئیں اب عمران کو احساس ہو رہا تھا کہ بعض اوقات مذاق مذاق میں کیے ہوئے اقدامات گلے پڑ جاتے ہیں۔ ٹائیگر ٹریپ والا چکر اس نے صرف ڈیڈی کے سامنے اپنی بے گناہی ظاہر کرنے اور بڑے نواب صاحب کے سامنے اصل حالات لے آنے کے لئے چلایا تھا۔ اسے گو یہ خیال ضرور تھا کہ اس مجسمے کو چوری کرنے کے لئے دوبارہ حملہ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا

کہ اتنی بڑی واردات بھی ہو سکتی ہے۔ وہ اس لئے مطمئن تھا کہ حویلی میں مسلح افراد بھی موجود تھے اور خونخوار کتے بھی اور اس کے ساتھ ہی حویلی میں ملازمین کی بھی کافی تعداد تھی اس لئے اس کا خیال تھا کہ یہاں کوئی بڑی واردات نہیں ہو سکتی لیکن واردات ہو گئی اور بڑے نواب صاحب اور آصف بھی ہلاک ہو گئے۔ عمران وہیں کھڑا چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ونڈ بٹن کو دوبارہ کھینچ کر سوئیوں کو ایک مخصوص ہندسے پر اکٹھا کر کے ونڈ بٹن کو تھوڑا سا دبایا تو ڈائل پر ایک ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہندسہ یکلخت مسلسل چمکنے لگ گیا تو عمران سمجھ گیا کہ کال رسیور کر لی گئی ہے۔

"ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس ٹائیگر بول رہا ہوں اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں موجود ہو اس وقت اوور"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ساحل سمندر پر ایک کلب ہے لانگ برڈ کلب وہاں سے بات کر رہا ہوں اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہیں میں نے نور محل کی نگرانی سونپی تھی اوور"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

یس باس وہاں بے پناہ قتل وغارت ہوئی ہے۔ میں رات کو نور محل کے ملازموں کے احاطے میں داخل ہو کر ایک ایسی جگہ چھپ کر

بیٹھ گیا تھا جہاں سے میں نور محل میں داخل ہونے والوں کو چیک کر سکتا تھا۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں جب تک کوئی خاص طور پر داخل نہ ہو وہ مجھے پا نہیں سکتا تھا لیکن اچانک میرا ذہن گھوم گیا اور میں بے ہوش ہو گیا جب مجھے ہوش آیا تو دن نکل چکا تھا اور نور محل میں لوگ اکٹھے تھے اور پولیس کی گاڑیاں موجود تھیں میں بڑی مشکل سے لوگوں کی نظروں سے چھپ کر وہاں سے باہر نکلا اور پھر مجھے معلوم ہوا کہ رات کو یہاں بے پناہ قتل وغارت ہوئی ہے۔ بڑے نواب صاحب ان کے بھتیجے آصف، حویلی کے تمام چوکیدار، تمام ملازمین حتیٰ کہ حویلی کی حفاظت کے لئے رکھے گئے تمام انتہائی خونخوار کتے سب ہلاک ہو چکے تھے ان سب کو ان کی جگہوں پر گولیاں ماری گئی تھیں۔ میں اگر خفیہ جگہ پر نہ ہوتا تو شاید میں بھی بے ہوشی کے عالم میں مارا جاتا۔ بڑے نواب صاحب کا نوادرات کا ذخیرہ بھی کھلا ہوا تھا اور اس کے نیچے ایک اور تہہ خانہ تھا اس تہہ خانے میں موجود اصل نوادرات تباہ کر دیئے گئے تھے البتہ وہ سملنگا کا مجسمہ غائب ہے اور باس سب سے عجیب بات وہاں میں نے یہ دیکھی کہ لاجسنز کلب کا مالک لاجسنز اور اس کے آٹھ خاص چیلے اور قاتلوں کی لاشیں محل کے گیٹ کے قریب پڑی ہوئی ملی ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ پہلے انہوں نے محل میں واردات کی ہے پھر کسی دوسرے گروپ نے ان پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ میں نے وہاں انکوائری کی تو مجھے وہاں سے کچھ فاصلے پر لاجسنز کلب کی دو بڑی جیپیں کھڑی مل گئیں ان جیپوں کی تلاشی لینے پر ایک جیپ کی سائیڈ

سیٹ کے نیچے سے ایک کاغذ مل گیا جس پر لانگ برڈ کلب کا نام اور فون نمبر درج تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے سیدھا یہاں پہنچا ہی تھا کہ آپ کی کال آگئی اوور"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پہلے وہاں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کی گئی ہے اس کے بعد واردات کی گئی ہے لیکن اگر یہ واردات لاجسٹر اور اس کے ساتھیوں نے کی ہے تو پھر انہیں کس نے ہلاک کیا ہے اگر ایسا کسی دوسرے گروپ نے کیا ہے تو ظاہر ہے وہ بھی جیپوں پر وہاں پہنچے ہوں گے وہاں ان کے نشانات نظر آ سکتے تھے اور ادھر ادھر سے پوچھ گچھ کی جا سکتی تھی اوور"...... عمران نے کہا۔

"وہاں ان لاجسٹر کلب والی جیپوں کے علاوہ اور کسی گاڑی یا جیپ کے نشانات موجود نہیں ہیں البتہ ایک کار کے ٹائروں کے نشانات ہیں جو پہلے انہی جیپوں کے ساتھ کھڑی رہی ہے پھر وہیں سے ہی بیک ہو کر واپس دارالحکومت کی طرف گئی ہے۔ کار کے ٹائروں کے نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیڈان کار تھی۔ میں نے واپسی پر اس کار کے بارے میں راستے میں معلومات حاصل کی ہیں تو مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ کار صبح سویرے واپس جاتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ سیاہ رنگ کی کار ہے اور اسے کوئی غیر ملکی چلا رہا تھا۔ اس غیر ملکی کا تفصیلی حلیہ تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے شک پڑتا ہے کہ یہ غیر ملکی وہی ڈیوک تھا جس نے پہلے نواب زادہ آصف رضا کے ذریعے مجسمہ حاصل کرنے کی واردات کی تھی اور ناکامی کی صورت میں انہیں اور

ان کے ملازموں کو ہلاک کر کے نکل گیا تھا اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لانگ برڈ کلب کا نام تو تمہیں جیپ سے ملا ہے اور جیپ وہیں موجود ہے۔ اگر یہ کاغذ اس ڈیوک یا غیر ملکی کا ہوتا تو وہ کار میں ہوتا اوور"...... عمران نے کہا۔

"اس کاغذ پر تحریر کا انداز غیر ملکی ہے باس اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ غیر ملکی آتے ہوئے جیپ میں بیٹھ کر آیا ہو اور واپسی اس کی کار کے ذریعے ہوئی ہو اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کہاں ہے یہ لانگ برڈ کلب اوور"...... عمران نے پوچھا تو جواب میں ٹائیگر نے اسے تفصیل بتا دی۔

"تم وہیں رکو میں خود وہیں آ رہا ہوں اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ونڈ بٹن کو پریس کر کے اس نے باتھ روم کا دروازہ کھولا اور تیزی سے ڈائننگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور قہقہوں سے بھرپور ناول

==========================

پرنس کاچان

حصہ دوم

مصنف --- مظہر کلیم ایم اے

==================

○— کیا پرنسز وانگا اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔ یا---؟

○— بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازموں کے قتل عام کے باوجود پرنسز وانگا قتل کے الزام سے بچ گئی۔ یا---؟

○— وہ لمحہ جب سر عبدالرحمن نے پرنسز وانگا کے ساتھ ساتھ پرنس کاچان اور اس کے سیکرٹری کی گرفتاری کا بھی حکم دے دیا۔ پھر کیا ہوا---؟

○— وہ لمحہ جب پرنس کاچان کو سر عبدالرحمن کے پیر پکڑنے پر مجبور ہونا پڑا اور عمران نے بطور سیکرٹری ڈم ڈم خوف کے مارے دوڑ لگا دی۔ انتہائی انوکھی اور دلچسپ سچویشن۔

==== ایک ایسا ناول جس کی ہر سطر قہقہوں سے بھرپور ہے ====

☆☆☆☆☆ انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز سچویشنز ☆☆☆☆☆

-☆- شائع ہو گیا ہے -☆-

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

================================

یوسف برادرز۔پاک گیٹ ملتان

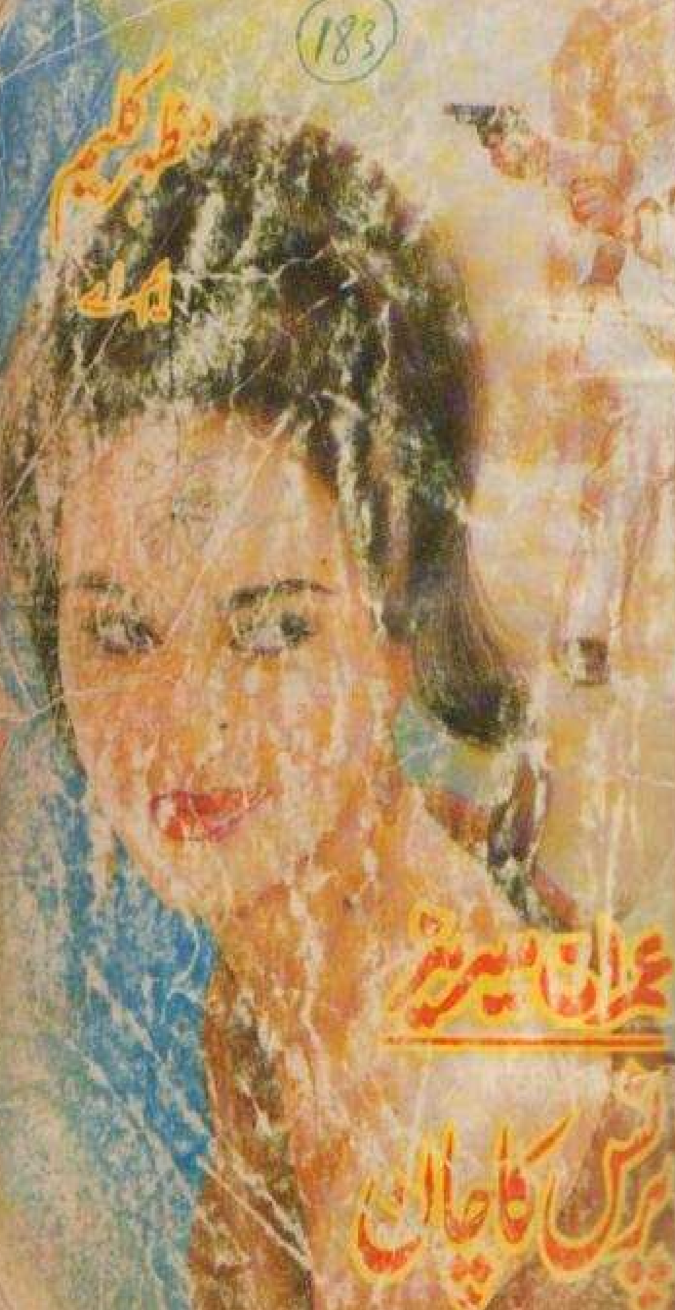
183
مظہر کلیم
ایم اے
عمران سیریز

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوایشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کُلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/45 روپے

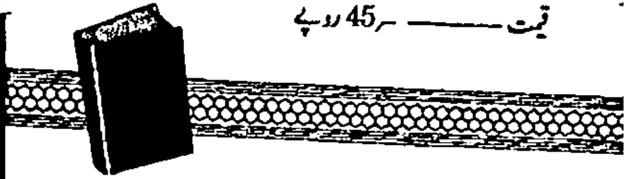

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! "پرنس کاچان" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مزاح اور قہقہوں سے بھرپور اس ناول کو پڑھنے کے لئے یقیناً آپ بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے آپ اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

رکن سٹی ضلع منڈی بہاؤ الدین سے محترمہ راشدہ صاحبہ لکھتی ہیں۔ "آپ کے ناولوں کی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کیونکہ آپ کی تحریر کو سامنے رکھتے ہوئے تعریف کا لفظ بے معنی سا لگتا ہے۔ آپ نے "زیرو لاسٹری" اور "بلیک ورلڈ" کے سلسلے کے ناول لکھ کر یقیناً بے شمار قارئین کو چونکا دیا ہے۔ ان ناولوں میں آپ نے دنیا کے چند ایسے نئے پہلو اجاگر کئے ہیں جن کی حقیقت سے شاید کم ہی لوگ واقف تھے لیکن آپ کے یہ ناول پڑھ کر ہمیں زندگی کے ان نئے پہلوؤں سے کافی آگاہی حاصل ہوئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس خوبصورت اور دلکش موضوع پر مزید بھی لکھتے رہیں گے"۔

محترمہ راشدہ صاحبہ۔ ناول پسند کرنے اور خط لکھنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے جن خوبصورت الفاظ میں خط لکھا ہے اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔ جہاں تک "بلیک ورلڈ" جیسے موضوع کا تعلق ہے تو

میں نے اس موضوع پر قلم اس لئے اٹھایا تاکہ قارئین کو یہ بتایا جاسکے کہ خیر و شر کی اس جنگ میں بے شمار کردار ایسے ہیں جو ہمارے اردگرد موجود ہیں لیکن ہم ان سے بے خبر رہتے ہیں۔ ان کرداروں میں خیر کے کردار بھی شامل ہیں اور شر کے حامل بھی اور مجھے خوشی ہے کہ میرے قارئین نے اس موضوع پر بیحد دلچسپی لی ہے۔ اس سلسلے میں ایک ناول "سفلی دنیا" گزشتہ ماہ شائع ہو چکا ہے اور میں کوشش کروں گا کہ آئندہ بھی اس منفرد موضوع پر وقتاً فوقتاً لکھتا رہوں۔

کھنڈو گوٹھ کراچی سے محترم رمضان علی قادری صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا مستقل قاری ہوں۔ آپ کے ناول "بلیک کرائم" نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ آپ نے واقعی ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے کہ جس کا ہر پہلو انسان کے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ چند روپوں کے لالچ میں خاندان کے خاندان تباہ کر دینے والے ان بھیڑیئے نما انسان مجرموں کے خلاف پورے معاشرے کو بھرپور انداز میں جدوجہد کرنی چاہئے تاکہ ایسے بھیانک جرائم کا مکمل طور پر خاتمہ ہو سکے۔ آپ قاسم دی گریٹ کے کردار پر اب نہیں لکھتے حالانکہ یہ کردار ہمیں بیحد پسند ہے"۔

محترم رمضان علی قادری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ قاسم دی گریٹ نہ صرف آپ کا بلکہ بے شمار قارئین کا انتہائی پسندیدہ کردار ہے اور واقعی اس پر بے حد کم لکھا گیا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد قاسم دی گریٹ کے کردار پر کوئی ناول لکھ کر آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گکھو منڈی سے محترم ایم۔ایم۔ایچ صاحب لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے ناولوں کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے ناول مجھے بیحد پسند ہیں۔ میرے ذہن میں ایک کردار ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس کردار کو عمران کے ساتھیوں میں ضرور شامل کریں گے۔ اس کے بال سنہرے' آنکھیں نیلی' خوبصورت نقوش اور لمبا قد ہے۔ وہ مارشل آرٹ سمیت تمام آرٹس کا ماہر ہے اور مزاحیہ باتیں کرنے میں کسی طرح بھی عمران سے کم نہیں ہے۔ امید ہے آپ ضرور میری فرمائش پوری کریں گے"۔

محترم ایم۔ایم۔ایچ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے کردار کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ واقعی قابل داد ہے لیکن آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ سنہرے بال' نیلی آنکھیں' خوبصورت نقوش اور سرو قد کا مالک یہ کردار عورت کا ہے یا مرد کا۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں اس کی وضاحت ضرور کریں گے۔

ملتان سے محترم ارباب احمد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ ہماری نظروں کے سامنے ہو رہا ہے۔ تمام کردار اصل لگتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سو فیصد حقیقت پر مبنی ہے۔ آپ کا یہ انداز تحریر واقعی بے مثال اور منفرد ہے۔ عمران کے ساتھ ساتھ فورسٹارز کا

سلسلہ بھی بہت خوب جا رہا ہے۔ عمران جس طرح لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے اور ان کے دکھ درد بانٹتا ہے حقیقتاً یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے دکھ درد بھی عمران تک پہنچا دیئے جائیں وہ یقیناً انہیں بھی حل کر دے گا لیکن کاش ایسا ہو سکتا"۔

محترم ارباب احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بیحد شکریہ۔ آپ نے میری تحریروں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں اس کے لئے آپ کا ممنون ہوں۔ جہاں تک عمران تک دکھ درد پہنچانے کی بات ہے تو محترم کیا آپ خود عمران کی طرح نہیں بن سکتے کہ لوگ اپنے دکھ درد آپ تک پہنچائیں اور آپ ان کے دکھ درد میں شریک ہو کر ان کی تسلی و تشفی کرا دیا کریں۔ مجھے امید ہے آپ اس پہلو پر ضرور غور کریں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

دروازہ کھلا اور رابرٹ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں موجود پرنسز چونک پڑی۔ وہ ایک عالیشان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی اپنے خوبصورت بالوں کو برش کرنے میں مصروف تھی۔

"مبارک ہو پرنسز ڈیوک اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے"۔ رابرٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا کیا ہوا ہے۔ کیا ڈیوک کی کال آئی ہے"...... پرنسز نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں اخبار کا ضمیمہ آیا ہے۔ صبح کے اخبارات میں تو خبر ہی نہ آ سکتی تھی۔ میں مارکیٹ گیا تھا اپنی شراب لینے تو یہ اخبار کا ضمیمہ بک رہا تھا۔ میں نے لے لیا۔ اس میں بڑے نواب صاحب اس کی بھتیجی اور تمام ملازموں کے قتل کی خبریں موجود ہیں"...... رابرٹ نے کہا اور آگے بڑھ کر ہاتھ میں موجود اخبار اس نے پرنسز کے سامنے رکھ دیا پرنسز

نے اخبار اٹھایا اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ اخبار میں موجود تفصیل پڑھتی جا رہی تھی اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے۔

"گڈ شو مجھے خطرہ تھا کہ کہیں ڈیوک خود نہ مارا جائے یا پکڑا جائے لیکن اس میں لاجسٹر اور اس کے آدمیوں کے علاوہ اور کسی غیر ملکی کی لاش یا گرفتاری کی خبر تو ایک طرف کسی غیر ملکی کا ذکر تک نہیں ہے اور لاجسٹر اور اس کے آدمیوں کی لاشوں کا مطلب ہے کہ ڈیوک اپنے پلان میں پوری طرح کامیاب ہو گیا ہے اور وہ مجسمہ لے جانے میں کامیاب رہا ہے"...... پرنسز نے اخبار رکھ کر سٹول سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب نہ صرف یہ مجسمہ ہماری ملکیت ہو گیا بلکہ اس کے وارث بھی ختم ہو گئے۔ اب کوئی اس کا کلیم کرنے والا باقی ہی نہیں رہا"۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں اور اب پرسام کا خزانہ بھی ہمارا ہو گا۔ گڈ شو بڑے طویل عرصے کے بعد میرا یہ خواب پورا ہوا ہے"...... پرنسز نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔

"اب ہمیں بھی واپسی کی تیاری کر لینی چاہئے اب ہمارا یہاں رہنے کا کیا فائدہ"...... رابرٹ نے دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں ایک دو روز ٹھہر کر۔ اس قدر آدمیوں کے ہلاک ہونے پر اخبار نے اگر ضمیمہ شائع کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پوری

انتظامیہ حرکت میں ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ڈیوک کے بارے میں جان جائیں اور ہماری یہاں سے فوری روانگی ہمارے لئے کسی مصیبت کا باعث بھی بن سکتی ہے"...... پرنسز نے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ڈیوک کی واپسی کا تم نے اسے کیا پلان دیا تھا"...... رابرٹ نے پوچھا۔

"وہ ایک بحری سمگلر کے ذریعے یہاں سے ہمسایہ ملک کافرستان پہنچے گا اور پھر کافرستان سے پالینڈ کیونکہ پہلے مجسمہ چوری ہو چکا ہے۔ اس بار بھی لامحالہ حکام کو علم ہو جائے گا کہ مجسمہ چوری ہوا ہے اس لئے ہو سکتا ہے وہ ہر جگہ مسافروں کی تلاشی لیں اور مجسمہ ان کے ہاتھ لگ جائے اس لئے میں نے یہ بندوبست کیا ہے"...... پرنسز نے جواب دیا۔

"تو پھر تو اسے کافرستان پہنچ کر کال کر دینی چاہئے تاکہ ہمیں پوری طرح تسلی ہو سکے"...... رابرٹ نے کہا۔

"میں نے اسے کہا تو نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ خود کر دے۔ بہرحال کافرستان پہنچنے کے بعد وہ جیٹ طیارہ چارٹرڈ کرا کر پالینڈ چلا جائے گا۔ وہاں اسے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس لئے آج نہیں تو کل بہرحال وہ پالینڈ پہنچ ہی جائے گا"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اسی لمحے پاس پڑے ہوئے انٹر کام کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... پرنسز نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہرہائی نس سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض آپ سے فوری ملاقات کا خواہش مند ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سپرنٹنڈنٹ۔ کیا مطلب۔ یہ سپرنٹنڈنٹ کون ہے اور یہاں کیوں آیا ہے"...... پرنسز نے سخت لہجے میں کہا۔

"اس کا کہنا ہے ہرہائی نس کہ وہ کسی اہم سرکاری کام کے لئے ملاقات چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے وزیٹرز روم میں بٹھاؤ ہم آرہے ہیں"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ سپرنٹنڈنٹ کیوں آیا ہوگا"...... پرنسز نے کہا۔

"میرا خیال ہے یہ اسی آدمی کے قتل کے سلسلے میں آیا ہوگا جسے میں نے ہوٹل پلازہ میں ہلاک کیا تھا"...... رابرٹ نے کہا۔

"لیکن وہ تو کیس ہی ختم ہو چکا ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"دیکھ لیتے ہیں کیا کہتا ہے"...... رابرٹ نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"تم اپنے کمرے میں جاؤ میں اکیلی ہی اس سے ملاقات کروں تمہارا اس کے سامنے آنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ انہیں تو یہی بتایا ہے کہ تم باڈی گارڈ ہو"...... پرنسز نے کہا۔

"تو کیا ہوا میں باڈی گارڈ بن کر تو آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں"

رابرٹ نے کہا۔

"تو تم خود متجسس ہو رہے ہو تو ٹھیک ہے۔ بطور باڈی گارڈ وہاں پہنچ جانا۔ میں تیار ہو جاؤں"...... پرنسز نے کہا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد پرنسز ڈریسنگ روم سے نکل کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ایک لمحے کے لئے رکی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جب وہ راہداریوں سے گزر کر وزیٹرز روم کے دروازے پر پہنچی تو رابرٹ وہاں موجود تھا۔ اس نے بیلٹ کے ساتھ دونوں طرف ہولسٹر لگائے ہوئے تھے جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ پرنسز اسے دیکھ کر مسکرائی اور آگے بڑھ گئی۔ رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا اور پرنسز اندر داخل ہوئی کمرے میں موجود آدمی جس کے جسم پر باقاعدہ یونیفارم تھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... پرنسز نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ پہلے بھی تشریف لائے تھے اپنے بڑے افسر کے ساتھ"۔ پرنسز نے بڑے شاہانہ انداز میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس ہرہائی نس میرا نام فیاض ہے اور میں سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ پہلے آپ کے باڈی گارڈ نے ہوٹل میں قتل کر دیا تھا اور اس کی انکوائری کے لئے میں ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کے ساتھ حاضر ہوا تھا"...... سوپر فیاض نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں یاد ہے اب کیسے آنا ہوا ہے"...... پرنسز نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ ڈیوک نامی آدمی کو جانتی ہیں"...... سوپر فیاض نے کہا تو پرنسز بے اختیار چونک پڑی پرنسز کے پیچھے باڈی گارڈ بن کر کھڑا ہوا رابرٹ بھی سپرنٹنڈنٹ کی بات سن کر چونک پڑا تھا۔

"ڈیوک کون ڈیوک ہمارے شاہی خاندان میں چار ڈیوک ہیں اور پالینڈ میں ہزاروں ڈیوک نام کے آدمی ہوں گے"...... پرنسز نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ ویسے ڈیوک کا نام سن کر اس کے ذہن میں بے اختیار دھماکے ہونے شروع ہو گئے تھے۔

"ڈیوک نام کا آدمی جس کا تعلق پالینڈ سے ہے وہ کھلے سمندر میں ایک بحری سمگلر کی لانچ پر سفر کرتا ہوا کوسٹ گارڈز کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اس ڈیوک کی جیب سے ایک ڈائری برآمد ہوئی ہے جس میں اس کا نام و پتہ بھی درج تھا اور اس کے ساتھ آپ کا نام اور یہاں آپ کی اس رہائش گاہ کا پتہ اور فون نمبر بھی درج تھا۔ اس کے علاوہ یہ شخص نواب زادہ آصف رضا کے قتل میں بھی ملوث رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بڑے نواب صاحب ان کی بھتیجی آصفہ اور ان کے ملازمین کے قتل میں بھی یہ ملوث رہا ہے"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں بڑے نواب صاحب اور آصفہ کے قتل۔ کیا مطلب"...... پرنسز نے جان بوجھ کر اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو آپ کو ابھی اس واردات کا علم نہیں ہو سکا حالانکہ ٹی وی [illegible]

یہ خبر خبرنامے میں نشر ہوئی ہے اور اخبارات نے اس المناک قتل عام پر باقاعدہ ضمیمے شائع کئے ہیں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"نہ ہی ہمیں یہاں کا مقامی ٹی وی دیکھنے کا شوق ہے اور نہ ہم اخبارات پڑھتے ہیں لیکن یہ ہوا کیسے پلیز آپ تفصیل بتائیں کیونکہ ہم بڑے نواب صاحب اور ان کی بھتیجی سے مل چکی ہے ہم نے ان کی شاندار حویلی میں ایک روز گزارا تھا"...... پرنسز نے کہا تو سوپر فیاض نے وہاں ہونے والے قتل عام کی تفصیل بتادی۔

"اوہ ویری سیڈ۔ پھر تو انتہائی المناک واردات ہے لیکن اس واردات کا مقصد کیا تھا کیا کوئی دشمنی تھی کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں مشرق میں دشمنیاں باقاعدہ نسل در نسل چلتی رہتی ہیں"۔ پرنسز نے کہا۔

"پہلے بھی بڑے نواب صاحب کے نوادرات کے ذخیرے سے ایک قیمتی مجسمہ چوری کیا گیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اس چوری میں نواب زادی آصفہ اور بڑے نواب صاحب کے بھتیجے نواب زادہ آصف رضا کا ہاتھ تھا لیکن مجسمہ واپس پہنچ گیا۔ پھر نواب زادہ آصف رضا اور ان کے چھ ملازم ہلاک ہو گئے اس وقت معلوم ہوا کہ اس چوری کے پیچھے پالینڈ کے ایک شہری ڈیوک کا ہاتھ ہے اس کا حلیہ بھی معلوم ہو گیا اور اب بھی [illegible] مجسمہ چوری ہوا ہے اور اس بار بے پناہ قتل و غارت ہوئی ہے اور ڈیوک کھلے سمندر میں مارا گیا ہے وہ ایک لانچ کے ذریعے کافرستان فرار ہو رہا تھا۔ ویسے ایسے گواہ مل گئے ہیں جنہوں نے ڈیوک کو اس المناک

واردات کے بعد سیاہ رنگ کی کار میں دارالحکومت واپس جاتے ہوئے دیکھا ہے اور پھر وہ کار ساحل سمندر پر کھڑی دستیاب بھی ہو گئی ہے"۔ سوپر فیاض نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ واردات ڈیوک نے کی ہے تو پھر تو وہ مجسمہ بھی اس سے دستیاب ہو چکا ہوگا"...... پرنسز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں وہ مجسمہ بھی اس کے سامان سے دستیاب ہو چکا ہے"۔ سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تو یہ مجسمہ آپ کی تحویل میں ہوگا"...... پرنسز نے کہا۔

"جے نواب صاحب کے چونکہ تمام وارث مارے جا چکے ہیں اس لئے حکومت نے ان کے نوادرات کا خزانہ معہ ان کی جاگیر اور رہائش گاہوں کے ضبط کر لیا ہے۔ یہ مجسمہ بھی چونکہ انہی نوادرات کے ذخیرے کا حصہ ہے اس لئے اسے بھی وہیں پہنچا دیا جائے گا لیکن فی الحال چونکہ یہ واردات کی اصل بنیاد ہے اس لئے یہ سرکاری مال خانے میں رکھ دیا گیا ہے۔ عدالت کے فیصلے کے بعد اسے حکومت کی تحویل میں دے دیا جائے گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"یہ مال خانہ کیا ہوتا ہے"...... پرنسز نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جہاں ایسا مال ذخیرہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق قتل یا چوری وغیرہ سے ہو اور جسے عدالت میں پیش کیا جاتا ہو"...... سوپر فیاض نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیس آپ کے پاس ہے"...... پرنسز نے پوچھا۔

"جی ہاں پہلے یہ کیس ایک اور سرکاری ایجنسی ٹائیگر ٹرپ کو منتقل کر دیا گیا تھا لیکن اب دوبارہ یہ کیس ہمارے محکمے کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے اسی لئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں"...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"تو پھر تو یہ مجسمہ آپ کی تحویل میں ہوا"...... پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اصل مجسمہ یا اس کی نقل آپ کی تحویل میں ہے"...... پرنسز نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اصل اور نقل کیا مطلب۔ ایک ہی مجسمہ ہے۔ اس میں اصل اور نقل کہاں سے آ گیا"...... سوپر فیاض نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اکثر انتہائی قیمتی نوادرات کی نقلیں بھی تیار کر لی جاتی ہیں اس لئے پوچھا تھا۔ آپ کا یہ مال خانہ کہاں واقع ہے"...... پرنسز نے پوچھا۔

"سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر میں"...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب آپ ہمارے پاس کیا کرنے آئے ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"ڈیوک کے بارے میں آپ کا بیان لینا ہے سرکاری طور پر یہ ضروری ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ہمارا کسی ڈیوک سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم کسی ایسے ڈیوک کو جانتی ہیں جو مجرم ہو"...... پرنسز نے سخت اور روکھے لہجے میں

ہوں"...... سوپر فیاض نے مسرت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو جاؤ اور لے آؤ اور انعام لے جاؤ"...... پرنسز نے کہا تو سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھا اور سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ رابرٹ اس کے پیچھے چلا گیا جب کہ پرنسز وہیں بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد رابرٹ واپس آیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا۔ ڈیوک کس طرح ٹریس ہو گیا۔ یہ تو بہت برا ہوا سارا پلان ہی ختم ہو گیا"...... رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں نجانے ڈیوک تک یہ لوگ کیسے پہنچ گئے۔ بہرحال اب اگر یہ آدمی مجسمہ لے آتا ہے تو یہ آسانی سے ہمیں مل جائے گا اور کسی کو اس کا علم ہی نہ ہو سکے گا"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو مجسمہ صرف دکھانے کے لئے لے آ رہا ہے وہ تو اسے واپس لے جائے گا۔ اوہ میں سمجھ گیا کہ آپ اس سے مجسمہ لے کر اسے ہلاک کرا دیں گی"...... رابرٹ نے کہا۔

"احمق تو نہیں ہو گئے۔ سرکاری افسر کو ہلاک کرا کر میں نے خود پھنسنا ہے"...... پرنسز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر"...... رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

میرے پاس ہملکا مجسمے کی نقل موجود ہے۔ ویسی ہی نقل جیسی بڑے نواب صاحب کے ذخیرے میں موجود تھی اور اس سرکاری آدمی کو اصل نقل کی پہچان ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ اصل مجسمہ لے کر آئے گا اور نقل واپس لے جا کر سرکاری سٹور جسے وہ مال خانہ کہہ رہا تھا وہاں رکھ دے گا اور چونکہ اسے ہماری رقم مل چکی ہو گی اس لئے وہ کسی اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتائے گا اور ہم اصل مجسمہ لے کر خاموشی سے واپس چلے جائیں گے اس طرح ہمارا مشن بہرحال پورا ہو جائے گا"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنسز اس بار آپ مجسمہ اپنے پاس نہ رکھیں بلکہ اسے گفٹ پیک کی صورت میں سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے فوراً یہاں سے نکال دیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"لیکن ملک سے باہر جانے والے مال کی لازماً چیکنگ ہوتی ہو گی اور مجسمہ بہرحال نوادر ہے اور ایسی چیزوں کو ملک سے باہر لے جانے کے لئے لائسنس کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے حکام نے مجسمہ روک لینا ہے اور پھر وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا"...... پرنسز نے کہا۔

"اوہ میں سمجھ گیا چونکہ آپ پرنسز ہیں اس لئے آپ کا سامان چیک نہیں ہوتا اس لئے آپ یہ مجسمہ اپنے سامان میں رکھ کر لے جانا چاہتی ہیں"...... رابرٹ نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن میری رائے اب بھی یہی ہے کہ مجسمہ کسی صورت میں اپنے پاس نہیں رکھنا چاہئے کسی بھی صورت میں۔ اگر اس مجسمہ کی یہاں موجودگی کا کلیو مل گیا تو ہم پھنس جائیں گے کیونکہ یہ مجسمہ بہرحال بہت زیادہ ہلاکتوں کے ساتھ متعلق ہے"...... رابرٹ نے کہا تو پرنسز کے چہرے پر شکنیں سی ابھر آئیں۔

ٹھیک ہے پہلے مجسمہ تو آجائے پھر دیکھتے ہیں کہ اس کا کیا کرنا ہے
نہیں"...... پرنسز نے جواب دیا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا
ہر تقریباً ایک گھنٹے بعد اطلاع ملی کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض ملاقات
ے حاضر ہو رہا ہے تو پرنسز نے فوراً اسے وزیٹرز روم میں طلب کر
وڑی دیر بعد سوپر فیاض وزیٹرز روم میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ
یک پیکٹ تھا جس پر سرکاری مہریں لگی ہوئی تھیں۔
میں یہ مجسمہ لے آیا ہوں لیکن میں نے اس کے لئے بہت بڑا
ے لیا ہے۔ آپ اسے دیکھ کر فوراً مجھے واپس کر دیں"...... سوپر
انے کہا۔
"لیکن یہ تو پیکٹ ہے اور اس پر مہریں لگی ہوئی ہیں"...... پرنسز نے
ے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔
"آپ اسے کھول لیں مہروں کی فکر مت کریں یہ مہریں میری ہیں
دوبارہ لگا لوں گا"...... سوپر فیاض نے کہا تو پرنسز نے پیکٹ رابرٹ
حوالے کر دیا۔
"پیکٹ کھولو رابرٹ"...... پرنسز نے کہا تو رابرٹ نے جیب سے
ـ تیز دھار خنجر نکالا اور اس کی مدد سے پیکٹ کاٹ کر کھول دیا۔
ٹ کے اندر واقعی سملنگا کا مجسمہ موجود تھا۔ رابرٹ نے مجسمہ نکالا اور
سز کی طرف بڑھا دیا۔ پرنسز نے مجسمہ لے کر اسے دیکھنا شروع کر دیا
ن دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑی۔
"یہ۔ یہ تو نقلی ہے"...... پرنسز نے غصیلے لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا

ہوا سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔
"کیا کیا مطلب۔ یہ کیسے نقلی ہو سکتا ہے یہ تو اصلی مجسمہ ہے"
سوپر فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یہ دیکھو اس کے سر پر جوڑ۔ یہ اس کے نقلی ہونے کی خاص نـ
ہے۔ یہ نقلی مجسمہ ہے۔ اصلی نہیں ہے"...... پرنسز نے کہا اور
واپس رابرٹ کی طرف بڑھا دیا اس کے چہرے پر شدید ناگواری
الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔
"مگر مگر یہ مجسمہ اس ڈیوک کے سامان سے ملا ہے"...... سوپر فـ
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ مجسمہ دکھانے پر جو بھاری
اسے انعام میں ملنی تھی وہ اسے اب ڈوبتی نظر آ رہی تھی۔
"تو پھر وہ آدمی یہی نقلی مجسمہ لے کر جا رہا ہوگا۔ بہرحال یہ نقلی
اور تم نے میرا وقت ضائع کیا ہے"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے
میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ چند لمحوں بـ
اپنے خاص کمرے میں پہنچ گئی۔
"وہ۔ وہ اصل مجسمہ کہاں گیا۔ ڈیوک اس قدر احمق نہیں ہو
کہ اصل کی بجائے نقل لے کر نکلنے کی کوشش کرے"...... اپنے کـ
میں پہنچ کر پرنسز نے ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ تھوڑی دیر بعد درواز
اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔
"یہ کیا ہوا پرنسز اصل مجسمہ کہاں گیا"...... رابرٹ نے حـ
بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ڈیوک کو اصلی اور نقلی کی
ن ہے اور اس نے لازماً اصلی مجسمہ حاصل کیا ہوگا لیکن سرکاری سٹور
یہ نقلی مجسمہ بھجوایا گیا ہے جب کہ یہ سپرنٹنڈنٹ کہہ رہا ہے کہ یہ
ڈیوک سے دستیاب ہوا ہے۔ یہ عجیب سلسلہ بن گیا ہے۔ اصلی
ں گیا"..... پرنسز نے کہا۔

"یہ ہو سکتا ہے کہ ڈیوک اصلی اور نقلی دونوں لے جا رہا ہو۔ نقلی
نے اپنے سامان میں رکھا ہو اور اصلی کو کہیں اور چھپا دیا ہو جو
ٹ گارڈز کے ہاتھ نہ لگ سکا ہو"..... رابرٹ نے کہا۔

"تو وہ پھر کس کے پاس ہوگا ویری بیڈ یہ تو سب کچھ ختم ہو گیا۔
کیا کریں اصلی مجسمہ کہاں سے تلاش کریں"..... پرنسز نے انتہائی
ہوئے لہجے میں کہا لیکن رابرٹ بھی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ ظاہر
س کے پاس بھی اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس وقت وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ذرا دیکھنا آج ما بدولت کے دروازے پر کس فریادی نے فریاد کی ہے"..... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"فریادی کی فریاد سننے کے لئے جناب بدولت کو بذات خود جانا ہوگا حضور"..... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ہم تمہیں حکم دیتے ہیں چوبدار کہ فریادی کو ہمارے روبرو پیش کیا جائے تاکہ ہم کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس کی فریاد سن سکیں"..... عمران نے جواب دیا اسی لمحے کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس بار گھنٹی مسلسل بجنے لگی۔ عمران نے کتاب میز پر رکھی اور دونوں کانوں میں انگلیاں دبالیں۔ اسی لمحے سلیمان تقریباً بھاگتا ہوا دروازے تک

پہنچ گیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے کال بیل بجانے کا"...... سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"جہاں تم جیسے بہرے رہتے ہوں وہاں اسی طرح کال بیل بجائی جاتی ہے کہاں ہے عمران"...... سوپر فیاض کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے جلدی سے کانوں سے انگلیاں ہٹالیں اور کتاب اٹھا کر اس طرح اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا جیسے اسے دنیا وما فیہا کی کچھ خبر ہی نہ ہو۔ دوسرے لمحے تیز قدموں کی آواز راہداری میں سنائی دینے لگی اور عمران سمجھ گیا کہ فیاض غصے میں ہے۔

"تو تم یہاں بیٹھے کتاب پڑھ رہے ہو۔ کیوں"...... سوپر فیاض نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے سوپر فیاض اوہ اوہ سلیمان ارے سلیمان جلدی آؤ"...... عمران نے چونک کر فیاض کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر حاضر ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے جلدی سے جا کر دو نفل شکرانے کے میری طرف سے ادا کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول کر لیں اور جناب سوپر فیاض خود ہمارے دروازے پر آگئے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں کنواں خود چل کر پیاسے کے پاس پہنچ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے۔ میں تمہیں ایک

روپیہ بھی اب نہیں دوں گا تم نے میرے ساتھ دھوکا کیا ہے اور میں اس دھوکے کے بدلے تمہیں ہتھکڑیاں بھی لگا سکتا ہوں"...... فیاض نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"جاؤ سلیمان دو نفل شکرانے کے پڑھنے کی بجائے دو نفل برائے دفع شر پڑھ لو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو اور مجھے بتاؤ کہ تم نے مجھے نقلی مجسمہ کیوں دیا تھا"...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"نقلی مجسمہ۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ اب تم کیسے میری بات سمجھو گے۔ نکالو کہاں ہے اصل مجسمہ ابھی نکالو ورنہ"...... فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

"پپ پپ پانی لاؤ۔ سلیمان جلدی سے پانی لے آؤ سوپر فیاض کو شدید غصہ آرہا ہے اور اتنے غصے سے دماغ کی رگ پھٹ سکتی ہے اور غصے کا علاج ہے وضو۔ چلو اس بہانے سوپر فیاض صاحب بھی وضو کر ہی لیں گے۔ جلدی کرو"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"پھر وہی بکواس میں تمہیں گولی مار دوں گا سمجھے۔ کہاں ہے اصل مجسمہ کہاں ہے نکالو"...... سوپر فیاض نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"ارے میں الحمدُللہ مسلمان ہوں۔ تم مسلمان کے گھر آکر اس سے مجسمہ مانگ رہے ہو۔ مسلمان تو بت شکن ہوتے ہیں بے شک

لے آؤ کوئی بت اور پھر دیکھو میں اسے کیسے ضرب لگا کر توڑتا ہوں"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی زچ ہو کر رہ گیا ہو۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم خود ہی ساکت وصامت ہو کر مجسمہ بن جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھا اور بغیر کوئی بات کیے تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے ارے سنو۔ پلیز ایک منٹ۔ بس میری توبہ اب مذاق نہیں کروں گا"...... عمران نے کہا تو فیاض مڑا اور دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"کاش تم مجھے اصلی مجسمہ دے دیتے تو ایک لاکھ ڈالر مل جاتے لیکن تم ہو ہی بدقسمت ورنہ میں نے تو سوچا تھا کہ یہ ساری رقم تمہیں دے دوں گا تاکہ تمہاری غربت ختم ہو سکے لیکن ....." فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب پھر تو واقعی میری خوش قسمتی قریب آکر دور ہو گئی لیکن یہ تو میرا مسئلہ ہے رقم مجھے ملنی تھی پھر غصہ تمہیں مرکیوں آرہا ہے لیکن تم کس مجسمے کی بات کر رہے ہو اور کس نے رقم دینی تھی۔ ذرا تفصیل سے بات کرو۔ میں ذرا موٹے دماغ کا آدمی ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

...ے کی اور کس مجسمے کی بات ہو رہی ہے۔ وہی جو تم نے ...صل کر کے مجھے دیا تھا"...... فیاض نے ہونٹ چباتے

...ملتا کا مجسمہ وہ بڑے نواب صاحب کے معدوم ذخیرے کا ...ے کیا ٹوٹ گیا ہے تو اس میں اتنے فکر مند ہونے کی کیا ...ب ایسے ایسے سلوشن ایجاد ہو گئے ہیں جو ٹوٹی ہوئی ...وا دیتے ہیں یہ تو پھر مجسمہ ہے اور اگر نہ بھی جڑا تو پھر بھی ...ں پڑتا بازار جا کر کوئی بھی بچوں کا کھلونا لے لینا بس وہی ...ڈیوک سے برآمد ہوا ہو گا۔ اب ڈیوک زندہ ہو کر گواہی تو ...کہ یہ مجسمہ اس سے برآمد ہوا تھا یا کوئی اور"۔ عمران نے ...وئے کہا اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور ...کا سامان درمیانی میز پر لگانا شروع کر دیا۔

...واہ خدمتیں ہو رہی ہیں۔ میں گھنٹے بھر سے منتیں کر رہا ...ے چلوا دو تو یہی جواب ملتا ہے کہ دودھ نہیں ہے پتی نہیں ...ں ہے۔ پانی کا بل ادا نہیں ہوا اس لئے پانی بند ہے۔ ...دا نہیں ہوا اس لئے گیس بند ہے اور اب چائے تو ایک ...ئی ہے اور ساتھ ہی سنیکس بھی"...... عمران نے غصیلے

...یاض صاحب مہمان ہیں جناب اور مہمان بھی انتہائی معزز ...و سکتا ہے کہ مہمان یہاں سے خالی چلے جائیں"۔ سلیمان

نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور خالی ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس

"کبھی کبھی تو یہ بڑی اچھی باتیں کرتا ہے اور کبھی کبھ
جیسی ۔ کیا ہو جاتا ہے اسے "...... فیاض نے کافی کی پیال
ہوئے کہا۔

"پہلے یہ وضاحت کر دو کہ اب اس نے جو بات کی ہے
جیسی ہے یا اچھی ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو ظاہر ہے اس نے اچھی بات ہی کی ہے ۔ مہمانوں
رکھنا ہی پڑتا ہے "...... فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا اب
خوشگوار ہو گیا تھا۔ شاید سلیمان کی بات کا اثر تھا۔

"خاک اچھی بات کی ہے ۔ اس نے تمہیں مہمان کہا ہے
بات ہے "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کہتا "...... فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے تم تو اس فلیٹ کے مالک ہو مہمان تو ہم ہیں "
نے کہا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"کاش مہمان ہوتے ۔ بہرحال اب تم اصل بات
مجسمہ کہاں ہے وہ مجھے دو یقین کرو اس کے صرف دیکھنے کے
ڈالر مل رہے تھے "...... فیاض نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے سلیمان کی پہلی والی باتیں درست
ہیں "...... عمران نے کافی کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"پہلی والی باتیں کیا مطلب "...... فیاض نے چونکتے ہو

باتیں جنہیں تم احمقوں والی باتیں کہہ رہے تھے ۔ اب تم خود
تم کسی سے یہ کہو گے کہ مجسمہ دیکھنے کے ایک لاکھ ڈالر ملتے
کیا کہے گا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ایسے ہی ہوتے ہیں انہیں ایک لاکھ ڈالر کی کیا پرواہ ہو
"...... فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ کہیں تم پرنسز واشا کی بات تو نہیں کر رہے ۔ وہ واقعی
ہے "...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کی بات کر رہا ہوں "...... فیاض نے جواب دیا۔

"تم غلط کہہ رہے ہو ۔ پرنسز ایک لاکھ ڈالر کیسے دے سکتی ۔ بہت سے
ڈالر دینا تو اس کی توہین ہے سچ بتاؤ کتنی آفر دی تھی
"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر تمہیں دینے کی بات کر رہا ہوں ۔ وہ کیا دانش گاہ اور اس کا

"نہیں یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے "...... فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ کرو وصول اس سے میں نے منع تو نہیں
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجسمہ دو گے تب ہی رقم ملے گی ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے اصل
اس کیوں رکھ لیا تھا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ واردات
ہوا ہے اس لئے اب یہ سرکاری تحویل میں رہے گا "۔
کہا۔

"واردات کی بات کر رہے ہو "...... عمران نے کہا۔

"بڑے نواب صاحب ، آصف اور اس کے ملازمین کے
واردات اس مجسے کے لئے تو یہ ساری واردات ہوئی ہے"۔
نے کہا۔

"تم نے ڈیڈی کو رپورٹ تو دے دی ہو گی"...... عمران

"ظاہر ہے مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... فیاض نے چو
پوچھا۔

"اس رپورٹ میں تم نے ڈیوک کے بارے میں کیا لکھا
طرح تم نے اسے اس واردات کے ساتھ منسلک کیا تھا"
نے کہا۔

خود جس طرح تم نے بتایا تھا کیوں کیا ہوا ہے"...... فی
ن ہوتے ہوئے کہا۔

"ہوا تو کچھ نہیں صرف کوسٹ گارڈز والے اپنے اعلیٰ
پورٹ دے رہے تھے کہ انہوں نے ڈیوک کو زندہ پکڑ کر سنٹ
جنس کے حوالے کیا ہے اور تم نے اسے اپنی رپورٹ میں مر
ہو گا۔ اب بولو اگر یہ رپورٹ اعلیٰ حکام کو پہنچتی تو اس وقت
کے قتل کے کیس میں سلاخوں کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ جا
ڈیڈی کو تمہاری جگہ میں ہوتا تو وہ تب بھی نہ ٹلتے"...... عمران

"اوہ اوہ مگر جب تم نے اسے میرے حوالے کیا تھا تو
تھا"...... فیاض نے انتہائی حد تک پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے رپورٹ میں لکھ دینا تھا کہ ڈیوک کو تمہار

علی عمران نے کیا ہے بلکہ اب جا کر لکھ دو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ویری بیڈ۔ اوہ کہاں ہے وہ کوسٹ گارڈ کی رپورٹ کہاں ہے وہ مجھے دو ورنہ میں تو واقعی مارا جاؤں گا"...... فیاض کی حالت دیکھنے والی ہو گئی تھی۔

"ایک شرط پر رپورٹ مل سکتی ہے بشرطیکہ تم مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم کیوں پرنسز کے پاس گئے تھے وہاں کیا باتیں ہوئیں۔ سب کچھ سچ سچ بتا دو اور سنو اگر تم نے ایک لفظ بھی جھوٹ بولا یا چھپایا تو پھر سوچ لو قتل کیس میں پھانسی تمہارا مقدر بن جائے گی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیاض کا چہرہ پریشانی کی شدت سے بگڑ سا گیا۔

"وہ۔ وہ۔ میں تو اس لئے وہاں گیا تھا کہ تم نے بتایا تھا کہ ڈیوک کی جیب سے ڈائری نکلی ہے جس میں پرنسز واسنا کی رہائش گاہ اور اس کا فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ میں نے سوچا کہ پرنسز کا بیان لکھ لوں تاکہ فائل مکمل ہو سکے"...... فیاض نے کہا۔

"پھر کیا ہوا"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیاض نے وہاں ہونے والی ساری بات چیت لفظ بلفظ دوہرا دی۔

"کہاں ہے وہ ایک لاکھ ڈالر کا چیک"...... عمران نے کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو وہ تو مجھے انعام میں دیا گیا ہے"۔ فیاض نے کہا۔

"سو پر فیاض تمہاری موت قریب آ گئی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر واقعی

افسوس ہوگا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فیاض اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پرنسو نے تمہیں ایک لاکھ ڈالر کا چیک دے کر تمہیں مروانے کی سازش کی ہے ڈیڈی اس سے مل چکے ہیں اور اسے ڈیڈی کے بارے میں علم ہے۔ اب وہ ڈیڈی کو فون کر کے یا کرا کر انہیں کہہ دے گی کہ سوپر فیاض نے آکر اسے بلیک میل کیا ہے اور بلیک میل کرنے کے عوض اس سے ایک لاکھ ڈالر کا چیک لے گیا ہے اور یہ چیک ظاہر ہے مقامی بنک میں کیش نہیں ہوگا۔ یہ فارن سے کیش ہو کر آنا ہے۔ تم اگر اس چیک سے انکار بھی کر دو گے تو ڈیڈی تمام بنکوں کو حکم دے دیں گے اور تمہیں معلوم بھی نہ ہو سکے گا نتیجہ یہ کہ چیک ٹریس ہو جائے گا اور پرنسو کی بات سچ ثابت ہو جائے گی اس کے بعد کیا ہوگا تم خود سوچ سکتے ہو۔ فاتحہ بھی کسی کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہوگی"۔ عمران نے کہا تو فیاض کا چہرہ یکلخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"اوہ اوہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے ٹھیک ہے میں اسے پھاڑ دیتا ہوں"...... فیاض نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے جیب سے چیک نکال لیا۔

"ایک منٹ اس پر تمہارا نام تو نہیں لکھا ہوا"...... عمران نے کہا اور چیک اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"اوہ اوہ یہ تو انتہائی خطرناک چیک ہے۔ یہ تو گارنیٹڈ چیک ہے۔ وری بیڈ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور چیک تہہ کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا۔

"کیا مطلب یہ تم نے کیوں رکھ لیا ہے مجھے دو میں اسے پھاڑتا ہوں تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"...... فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

"دو نفل شکرانے کے جا کر پڑھو میں نے تمہیں بچا لیا ہے۔ اب اگر پرنسو ڈیڈی سے چیک کی بات کرے تو تم کہہ دینا کہ پرنسو نے چیک دیا تھا کہ علی عمران کو دے دو اور تم نے چیک علی عمران کو دے دیا۔ مسئلہ ختم پھر میں جانوں اور ڈیڈی۔ میں تمہاری طرح ڈیڈی کا ملازم نہیں ہوں اس لئے مجھ پر بلیک میلنگ کا الزام کیسے لگ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے تو تم اس طرح ایک لاکھ ڈالر ہضم کرنا چاہتے ہو۔ نکالو چیک ابھی اور اسی وقت"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سلیمان"...... عمران نے فیاض کو جواب دینے کی بجائے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب"...... پلک جھپکنے میں سلیمان دروازے پر کسی جن کی طرح نمودار ہو گیا۔

"یہ ایک لاکھ ڈالر کا چیک لو اور جا کر ڈیڈی کو دے آؤ۔ انہیں کہنا کہ فیاض صاحب فلیٹ پر آئے تھے۔ ان کی جیب سے گرا ہے چونکہ تم سوپر فیاض کا گھر نہیں جانتے اس لئے ڈیڈی خود ہی یہ چیک فیاض

تک پہنچا دیں گے یہ لو جاؤ"...... عمران نے جیب سے چیک نکال کر سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور سلیمان نے اس طرح چیک جھپٹا جس طرح چیل گوشت پر جھپٹتی ہے اور دوسرے لمحے وہ دروازے سے نکل کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے ارے رک جاؤ رک جاؤ سلیمان رک جاؤ ٹھیک ہے ٹھیک ہے تم یہ چیک رکھ لو مت جاؤ"...... فیاض نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ سلیمان اب جانے کی ضرورت نہیں تم نے آخر معزز مہمان کی خدمت کی ہے اب معزز مہمان اتنے بھی گئے گزرے نہیں ہیں کہ تمہیں ایک لاکھ ڈالر بھی انعام میں نہ دے سکیں"...... عمران نے کہا اور اسی لمحے سلیمان واپس آگیا۔

"بے حد شکریہ جناب آپ کی آمد واقعی غریبوں کے لئے خوشی کا باعث بن جاتی ہے۔ آپ فکر نہ کریں میں اس چیک کی پوری رقم آپ کے نام سے غریبوں میں بانٹ دوں گا اس طرح آپ کے کھاتے میں بے حد اجر و ثواب لکھا جائے گا"...... سلیمان نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"تم دونوں ڈاکو ہو مہذب ڈاکو۔ بلیک میلر ہو بلیک میلر۔ ٹھیک ہے میں جا کر سب کچھ سچ سچ بڑے صاحب کو بتا دوں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ تم یہ رقم کیسے ہضم کرتے ہو"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سلیمان"...... عمران نے ایک بار پھر اونچی آواز میں کہا تو سلیمان

دوسرے لمحے دروازے پر نمودار ہو گیا۔

"چیک مجھے دو فیاض صاحب کو ثواب کی ضرورت نہیں ہے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو سلیمان نے خاموشی سے جیب سے تہہ شدہ چیک نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو میں اسے تمہارے سامنے پھاڑ دیتا ہوں بس اب تو خوش ہو"...... عمران نے سلیمان کے ہاتھ سے تہہ شدہ چیک لے کر اسے کئی ٹکڑوں میں تقسیم کرتے ہوئے کہا تو فیاض کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں اب ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ اب ثبوت ختم ہو گیا ورنہ واقعی وہ پرنس مجھے جیل بھجوا دیتی"...... فیاض نے کہا تو عمران نے پھٹے ہوئے چیک کے ٹکڑے سلیمان کی طرف بڑھا دیئے۔

"لے جاؤ اور انہیں چولہے میں جھونک دو"...... عمران نے کہا۔

"بہتر جناب"...... سلیمان نے ٹکڑے مٹھی میں بھرتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"اب بتاؤ وہ اصل مجسمہ کہاں ہے"...... فیاض نے کہا۔

"اصل نقل کا مجھے نہیں معلوم جو مجسمہ ملا تھا وہ میں نے تمہارے حوالے کر دیا اب یہ اصل ہے تب بھی یہی ہے اور نقل ہے تب بھی یہی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... فیاض نے کہا۔

"تم خود سوچو اگر مجھے چکر چلانا ہوتا تو میں تمہیں یہ مجسمہ ہی کیوں

دیتا کیا تم اس وقت ساتھ تھے جب ڈیوک کو روکا گیا۔ تمہیں تو صرف بنا بنایا کیس مل گیا ہے اور اب تم اپنا الزام بھی مجھ پر ہی لگا رہے ہو۔ حالانکہ جتنا بڑا کیس میں نے تمہارے حوالے کر دیا ہے۔ اگر اس کا عشر عشیر بھی میں تمہارے کسی انسپکٹر کو دے دیتا تو وہ میرے پیر دھو کر پیتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو اس ڈیوک کی ساری واردات ہی مشکوک ہو جاتی ہے۔ کیا اس نے یہ ساری قتل وغارت اس لئے کرائی کہ نقلی مجسمہ لے جائے"...... فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ فیاض نے یہ بات کر کے واقعی عقلمندی کا ثبوت دیا تھا۔

"ظاہر ہے ایسا ہی ہوگا لیکن اب اس کا کیا علاج ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی دوسرا ساتھی بھی ہو جو اصلی لے گیا ہو اور نقلی ڈاج دینے کے لئے ڈیوک لے جا رہا ہو"...... عمران نے کہا تو فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"وہ نقلی مجسمہ ہے کہاں"...... عمران نے کہا۔

"مال خانے میں"...... فیاض نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیا پرنسز مال خانے گئی تھی مجسمہ دیکھنے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں میں اسے مال خانے سے نکال کر دکھانے لے گیا تھا پھر واپس جا کر اسے مال خانے میں جمع کرا دیا اور اس کے بعد تمہارے

پاس آیا تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں لیکن ایک بات بتا دوں اب اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ اصلی مجسمہ تمہارے پاس ہے تو میں اس ساری واردات کا ملبہ تم پر ڈال دوں گا سمجھے"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر عمران نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"تین بار یس کہنا پڑتا ہے محترمہ۔ ایک بار سے کام نہیں چلے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب کون ہیں آپ"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں پرنس کاچان کا سیکرٹری ڈم ڈم بول رہا ہوں۔ آپ کا لہجہ بتا رہا ہے کہ آپ مقامی خاتون ہیں اور آپ کو تو یہ علم ہونا چاہئے کہ نکاح کے وقت تین بار ہاں کہا جاتا ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک بار پھر وہی آواز سنائی دی۔

"دو بار تو ہو چکا ہے اب تیسری بار بھی کہہ دیجئے خواہ مخواہ میری ایک کال ضائع کرنے کا فائدہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلیز آپ مجھے تنگ نہ کریں ورنہ میں پولیس کو شکایت کر دوں گی"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ پھر آپ بے شک تیسری بار نہ کہیں بلکہ پہلے دو بار جو کہا ہے اسے بھی واپس لے لیں مجھے پھیلی ہوئی خواتین ہرگز پسند نہیں ہیں وہ خواتین کی بجائے بھینسیں لگتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا آپ کا دماغی توازن درست نہیں ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی کہا ہے کہ آپ کو تنگ نہ کیا جائے اور ظاہر ہے تنگ اسے کیا جا سکتا ہے جو پھیلا ہوا ہو"...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں"...... اس بار دوسری طرف سے زچ ہو کر کہا گیا۔

"پرنسز وااستا سے بات کراؤ۔ اسے کہہ دو کہ سملکا کا اصلی مجسمہ اگر وہ چاہتی ہے تو مجھ سے بات کرے ورنہ یہ مجسمہ اسے زندگی بھر نہیں مل سکے گا"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں"...... تھوڑی دیر بعد پوچھا گیا۔

"لائن پر اوہ تو کیا باقاعدہ انٹرویو ہو رہے ہیں تین بار یس کہنے کے لئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنسز سے بات کریں"...... دوسری طرف سے جلدی سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... پرنسز وااستا کی آواز سنائی دی۔

"ہزہائی نس پرنسز وااستا آف پالینڈ کی خدمت میں ڈم ڈم سیکرٹری ٹو پرنس کاچان سلام پیش کرتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے فون سیکرٹری سے سملکا کے اصلی مجسمے کی بات کی ہے اس سے تمہارا کیا مطلب ہے"...... پرنسز نے عمران کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ ہے ہزہائی نس کہ اصلی مجسمہ پرنس کاچان کے پاس ہے اور پرنس آف کاچان اسے کاچان اپنے نوادرات کے ذخیرے میں شامل کرنے کے لئے بھجوانا چاہتے ہیں لیکن ڈم ڈم کو رقم کی ضرورت ہے اور اسے پچھلے ایک سال سے تنخواہ نہیں ملی اس لئے ڈم ڈم یہ مجسمہ آپ کے ہاتھوں فروخت کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے پاس مجسمہ کیسے آ گیا ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"پالینڈ کا ایک شہری تھا اس کا نام ڈیوک تھا وہ پرنسز کاچان کے پاس فروخت کر گیا ہے۔ اس کے پاس دو مجسمے تھے ایک نقلی اور ایک اصلی۔ اصلی پرنس کاچان نے خرید لیا ہے اور نقلی اس کے پاس ہوگا۔ جب اس نے مجسمہ فروخت کر دیا تو میں اسے باہر چھوڑنے گیا اور میں نے کہا کہ یہ مجسمہ تو بڑے نواب صاحب کے ذخیرے میں تھا پھر اس کے پاس کیسے آ گیا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ پرنسز کا خاص آدمی ہے اور پرنسز وااستا کے حکم پر اس نے لاجسٹر کلب کے پیشہ ور قاتلوں سے مل کر

نور محل پر پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی پھر وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیا اور اوپر نوادرات کے ذخیرے میں موجود نقلی اور نیچے خفیہ تہہ خانے میں موجود اصلی مجسمہ اس نے حاصل کیا اور پھر لاجسٹر کلب کے قاتلوں کو بھی اسی طرح ہلاک کر کے وہ یہاں سے فرار ہو گیا لیکن اسے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ اسے چیک کر لیا گیا ہے اس لئے وہ اصلی مجسمہ ساتھ نہیں لے جا سکتا اس لئے اس نے بہتر سمجھا کہ اصلی پرنس کاچان کو فروخت کر دے اور نقلی لے کر نکل جائے ۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ پھر پرنس کاچان نے مجھے اصلی مجسمہ دیا کہ میں فوراً یہ مجسمہ یہاں سے نکال کر کاچان پہنچا دوں لیکن میں نے سوچا کہ یہ تو نوادرات کے ذخیرے میں پہنچ کر پڑا رہے گا کیونکہ نہ اسے فروخت کر دیا جائے پرنس کاچان جب پوچھے گا تو کوئی نہ کوئی بہانہ بنایا جا سکتا ہے۔ ویسے تو اس مجسمے کے خریدار یہاں بہت ہوں گے لیکن اگر آپ خریدنا چاہیں تو آپ کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ بہرحال آپ پرنسز ہیں۔ آپ نے ظاہر ہے زیادہ قیمت ادا کرنی ہے"...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن جب تک میں یہ مجسمہ دیکھوں ناں تب تک کیسے خرید سکتی ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"ظاہر ہے پہلے آپ کو مجسمہ دکھایا جائے گا پھر فروخت کیا جائے گا بشرطیکہ آپ اسے خریدنے میں دلچسپی رکھتی ہوں تب"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب تو یہ مجسمہ اس ہولناک واردات کی بنیاد بن چکا ہے میں اسے خرید کر کیوں عذاب میں پھنس جاؤں"...... پرنسز نے کہا۔

"تو نہ خریدیں میں نے کب آپ کو مجبور کیا ہے میں تو صرف پوچھ رہا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ پرنس کاچان کو اس خریداری پر رضا مند کر لیں تاکہ وہ ہمیں اس کی باقاعدہ رسید دے سکیں۔ پرنس کاچان تو ظاہر ہے اسی علاقے کے پرنس ہیں جب کہ ہمارا تعلق پالینڈ سے ہے۔ حکومت پرنس کاچان پر تو ہاتھ نہیں ڈال سکے گی"...... پرنسز نے کہا۔

"ایسی صورت میں آپ کو مجھے علیحدہ ادائیگی کرنی پڑے گی اور پرنس کاچان کو علیحدہ۔ ورنہ تو ساری رقم پرنس کاچان لے جائیں گے اور میں ویسے کا ویسا خالی ہاتھ ملتا رہ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ رقم کی فکر نہ کریں جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا میں اس مجسمے کو صرف قانونی طریقے سے حاصل کرنا چاہتی ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"اوکے میں پرنس کاچان کو رضامند کر کے آپ سے پھر بات کروں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان ۔ جناب پرنس کاچان صاحب ذرا تشریف لے آیئے تاکہ آپ کا سیکرٹری ڈم ڈم آپ سے دست بستہ ایک گزارش کر سکے"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"میں باز آیا پرنس بننے سے ایک بار ہی کافی سبق مل گیا ہے۔ اگر میں بڑے صاحب کے ہاتھ لگ جاتا تو اب تک قبر میں پڑا ہائے ہائے کر رہا ہوتا"...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو تم وہ ایک لاکھ ڈالر کا چیک نکالو پھر دوسری بات ہوگی"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"چیک وہ تو آپ نے پھاڑ دیا تھا اور آپ کے حکم کے مطابق اس کے پرزے میں نے چولہے میں جھونک دیئے تھے"...... سلیمان نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کی طرح اعلیٰ افسر نہیں ہوں کہ مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہو سکے جتنا ماتحت آکر رپورٹ دیں۔ نکالو چیک۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے چیک کی بجائے تہہ شدہ کاغذ مجھے دیا تھا جو میں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ وہ تو میں نے غریبوں میں بانٹنا ہے آخر سوپر فیاض آپ کا دوست ہے اس کی آخرت کے لئے بھی تو ہمیں ہی سوچنا چاہئے"۔ سلیمان نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ اس دنیا میں سب سے بڑا غریب کون ہے تم وہ چیک نکالو"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو سلیمان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تہہ شدہ چیک نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس طرح اس کے ہاتھ سے چیک چھینا جیسے صدیوں کے بھوکے کو اچانک کھانا نظر آگیا ہو جب کہ سلیمان نے ساتھ پڑے

ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یہ کیا کر رہے ہو کسے فون کر رہے ہو"...... عمران نے جو چیک کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا چونک کر سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بڑے صاحب کو"...... سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"کیا بات ہے کیا بڑے صاحب کو فون کرنا جرم ہے"...... سلیمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پہلے مجھے بتاؤ کہ تم انہیں کیوں فون کر رہے ہو اور کیا کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں نے انہیں صرف اتنی اطلاع دینی ہے کہ وہ مجسمہ جس کی خاطر اس قدر قتل ہوئے ہیں وہ چھوٹے صاحب کے پاس ہے اور وہ اسے پرنسز واشا کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں اور پیشگی کے طور پر ایک لاکھ ڈالر بھی وصول کر چکے ہیں۔ یہ چیک اس وقت چھوٹے صاحب کے پاس موجود ہے بے شک مجھ سے حلف لے لیں"...... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ڈیڈی کیا کریں گے میں ڈیڈی کا ملازم ہوں"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ آپ ان کے ملازم ہیں آپ تو ان کے

اکلوتے صاحبزادے بلکہ ولی عہد ہیں وہ تو ظاہر ہے خوش ہوں گے کہ ان کا ولی عہد اب لمبی رقمیں کمانے کے قابل ہو گیا ہے اس لئے ہاتھ ہٹائیں اور مجھے فون کرنے دیں ورنہ میں باہر جا کر بھی کسی پبلک فون بوتھ سے فون کر سکتا ہوں اور اگر آپ حکم دیں تو براہ راست بڑے صاحب کے پیش ہو کر بھی بات کی جا سکتی ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ایسا کر لیتے ہیں آدھی رقم اس چیک کی تم رکھ لو بے شک غریبوں میں بانٹ دینا"...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"آدھی کیا مجھے ایک ڈالر بھی نہیں چاہئے۔ ساری آپ رکھ لیں صرف بڑے صاحب کو اطلاع دینی ہے اور اس سے آپ کا کیا بگڑے گا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے واقعی مجسمہ فروخت کیا ہے۔ اب مجسمہ فروخت کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجسمہ تو تم نے فروخت کرنا ہے پرنس کاچان نے۔ میں تو صرف سیکرٹری ہوں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"پرنس کاچان بھی آپ کا فرضی کردار تھا۔ آپ نے بڑے نواب صاحب کا مجسمہ چوری کرنے کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا تھا۔ میرا کیا ہے میں تو ملازم ہوں اور بڑے صاحب کی طرح چھوٹے صاحب کے حکم کا پابند ہوں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم چاہتے ہو کہ مجھے ڈیڈی کے ہاتھوں گولی مروا دو۔ یہی چاہتے

ہو ناں تم"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ باپ بیٹے کا مسئلہ ہے میرا نہیں ہے آپ جانیں اور آپ کے ڈیڈی"...... سلیمان بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"اچھا چلو اس میں سے جتنی رقم چاہو مجھے دے دینا بس اب تو خوش ہو"...... عمران نے چیک اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"رقم نہیں البتہ رقم کی رسید مل سکتی ہے"...... سلیمان نے چیک لیتے ہوئے کہا۔

"رسید۔ رسید کون دے گا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں ایک ادارہ ہے جو بلڈ کینسر کے مریضوں کو مفت خون مہیا بھی کرتا ہے اور بعض مریضوں کو ہر ہفتے اور بعض مریضوں کو ہر ماہ خون تبدیل کرانا پڑتا ہے جس پر بے پناہ اخراجات آتے ہیں لیکن یہ ادارہ سب کچھ مفت کرتا ہے میں نے کل آپ کی جگہ اس ادارے کا دورہ کیا تھا وہاں روزانہ ڈیڑھ سو مریضوں کا خون تبدیل کیا جاتا ہے اس طرح یہ غریب لوگ حقیقی موت کے پنجوں سے نکل آتے ہیں ان میں سکول کالج کے طالب علم بھی ہیں۔ دکاندار بھی اور عام لوگ بھی۔ حتیٰ کہ مزدور بھی ہیں۔ یہ چیک ان کا حق ہے اور وہ اس کی باقاعدہ رسید دیں گے"...... سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم نے کیسے دورہ کیا وہاں کا مجھے تو آج تک کسی نے بتایا ہی نہیں اس کے متعلق"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس مارکیٹ سے میں سامان خریدتا ہوں وہاں کا ایک دکاندار

اس ادارے کا مریض ہے۔ انتہائی نیک اور ایماندار آدمی ہے ویسے ہے وہ غریب دکاندار۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ دو روز تک اس کی دکان بند رہی تو مجھے فکر ہو گئی میں نے ہمسایوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ بلڈ کینسر کا مریض ہے اور اس ادارے میں ہر ماہ دو روز کے لئے داخل ہوتا ہے اور اس کا خون تبدیل کیا جاتا ہے میں یہ سن کر بے حد حیران ہوا تیسرے روز اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے تفصیل بتائی کہ یہ ادارہ مفت خدمات مہیا کرتا ہے جب کہ دوسرے پرائیویٹ ہسپتالوں میں اگر یہ کام کرایا جائے تو لاکھوں روپے خرچ آجاتے ہیں اور یہ ادارہ پورے ملک میں کام کر رہا ہے لاکھوں غریب مریض اس ادارے کی خدمات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ادارہ مخیر حضرات کے عطیات پر کام کرتا ہے میں یہ سن کر بے حد متاثر ہوا۔ چنانچہ میں نے اسے ساتھ لیا اور پرنس آف ڈھمپ کے سیکرٹری کے طور پر اس ادارے میں گیا وہاں واقعی یہ سب کچھ ہو رہا تھا میں نے ان کے عطیات کا رجسٹر دیکھا اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد شرم آئی کہ بڑے لوگوں نے صرف وعدے کر رکھے تھے جب کہ غریب لوگ ہی اس ادارے کو اپنی استطاعت کے مطابق عطیات بھیجتے ہیں البتہ چند خداترس لوگ بھی بھاری عطیات دیتے ہیں میں نے بھی ان سے وعدہ کیا کہ پرنس آف ڈھمپ جلد ہی اس ادارے کو بھاری عطیہ دیں گے اور میں سوچ رہا تھا کہ وعدے کو کیسے پورا کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیک بھجوا دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ چاہیں تو اسے رکھ لیں چاہیں تو"۔ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ اگر ایسی بات تھی تو تمہیں اس چیک کا انتظار کرنے کی کیا ضرورت تھی مجھے تو بتایا ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"اب جو بتا دیا ہے"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جا کر اپنے نام سے یہ چیک اس ادارے میں جمع کرا دو"...... عمران نے کہا۔

"نہ ہی یہ چیک میرے نام سے جمع ہوگا نہ آپ کے نام سے یہ سوپر فیاض کے نام سے جمع ہوگا کیونکہ اس کا مالک وہی ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سیف میں دس لاکھ روپے پڑے ہوئے ہیں وہ لے جا کر اپنے نام سے علیحدہ جمع کرا دو"...... عمران نے کہا۔

"سپیشل سیف میں دس لاکھ صرف۔ سوری پرنس آف ڈھمپ کی توہین ہے۔ دس لاکھ تو آج کل گداگر عطیہ دے دیتے ہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے پرنس آف ڈھمپ نہیں کہا پرنس آف کاچان کہا ہے۔ بیچارہ پرنس آف کاچان"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف کاچان پچاس لاکھ روپے عطیہ دے چکا ہے"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پچاس لاکھ روپے۔ ارے کہاں سے دی ہے یہ رقم"...... عمران نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"ایک سپیشل سیف کچن میں بھی موجود ہے جس میں سے رقم نکالنے کا تو ایک ہی راستہ ہے لیکن اس میں رقم داخل ہونے کے بہت سے راستے ہیں جن میں سے ایک راستہ آپ کے اس سپیشل سیف کے اس خانے سے بھی ہے"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"ہونہہ تو اب کچن کے اس سیف کی تلاشی لینی پڑے گی"۔ عمران نے مزاتے ہوئے کہا۔

"بے شک لے لیں۔ پرنس کاچان دولت جمع کرنے کا قائل ہی نہیں ہے"...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"سنو ایک منٹ۔ پرنس کاچان نے پرنسو واسنا کو مجسمہ فروخت کرنا ہے تم ایسا کرو اپنے سیکرٹری ڈم ڈم کے نام اتھارٹی لیٹر لکھ دو کہ سیکرٹری ڈم ڈم اس مجسمے کی قیمت پرنس کاچان کی طرف سے وصول کر سکتا ہے اللہ تمہارا بھلا کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"یہ پرنس کاچان کی توہین ہے کہ وہ سیکرٹری کو اتھارٹی لیٹر دے اس لئے اگر وہ اتھارٹی لیٹر دے گا تو کم از کم بڑے صاحب کو دے گا اس سے کم حیثیت آدمی کو نہیں"...... سلیمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اگر پرنس کاچان کو بڑے صاحب کے سامنے جوتیاں نہ کھلوائیں تو میرا نام بے شک ڈم ڈم کی جگہ ڈب ڈب رکھ دینا ہونہہ"...... عمران نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی پرنسو واسنا کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈم ڈم بول رہا ہوں پرنسز سے بات کرا دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے جلدی سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد پرنسو کی آواز سنائی دی۔

"ہر ہائی نس پرنسو واسنا آف پالینڈ کی خدمت میں پرنس کاچان کا سیکرٹری ڈم ڈم آداب عرض کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس کیا ہوا اس مجسمے کا"...... پرنسو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ہر ہائی نس پرنس آف کاچان یہ مجسمہ باقاعدہ آپ کو رسید سمیت فروخت کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اب آپ فرمائیں کہ آپ اس مجسمے کی کیا قیمت ادا کر سکتی ہیں اور مجھے علیحدہ کتنا کمیشن دے سکتی ہیں تاکہ یہ سودا جلد از جلد مکمل کرایا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"قیمت تم خود لگاؤ اور کمیشن بھی۔ لیکن مجسمہ اصل ہو گا اور باقاعدہ رسید دی جائے گی اور پرنس کاچان ہمارے سامنے اس رسید پر دستخط کریں گے"...... پرنسو نے کہا۔

"پچاس لاکھ ڈالر مجسمے کی قیمت اور دس لاکھ ڈالر سیکرٹری ڈم ڈم کا کمیشن"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔ پھر کب یہ ڈیل ہو رہی ہے"۔ پرنسو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈیل آج شام کو ہی ہو سکتی ہے لیکن یہ ڈیل آپ کی رہائش گاہ پر نہیں ہو سکتی کیونکہ پرنس کاچان خود چل کر کسی پرنسز کی رہائش گاہ پر نہیں جا سکتے یہ پروٹوکول کے خلاف ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کہاں ڈیل ہو گی"...... پرنسز واستا نے پوچھا۔

"اپنی رہائش گاہ کے علاوہ آپ جہاں بھی چاہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل پلازہ جہاں ہماری پہلے رہائش تھی وہاں کا سپیشل ہال بک کرا لیا جائے گا"...... پرنسز نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر وقت بتا دیجئے تاکہ ہم بھی وہاں پہنچ جائیں"...... پرنسز نے کہا۔

"وقت جو آپ مناسب سمجھیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"شام سات بجے"...... پرنسز نے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈن"...... عمران نے کہا۔

"او کے شام سات بجے سپیشل ہال میں ملاقات ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بڑی پراسراری مسکراہٹ طاری تھی۔

پرنسز واستا ہوٹل پلازہ جانے کے لئے تیار ہو کر جب پورچ میں پہنچی تو اس کے ساتھ رابرٹ اور دو باڈی گارڈ بھی تھے۔ پرنسز ابھی گاڑی میں بیٹھنے ہی والی تھی کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"ہز ہائی نس ڈیوک کا فون آیا ہے"...... اس آدمی نے قریب پہنچ کر سر جھکاتے ہوئے کہا تو پرنسز اور رابرٹ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"ڈیوک کا فون کیا مطلب ڈیوک تو ہلاک ہو چکا ہے"...... پرنسز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ہز ہائی نس وہ ہلاک نہیں ہوا وہ قید میں تھا وہاں سے فرار ہو گیا ہے"۔ اس آدمی نے اسی طرح سر جھکائے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ پھر تو پہلے اس سے بات ہونی چاہئے"...... پرنسز نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ اس کے پیچھے رابرٹ بھی چل پڑا جب کہ باڈی

ارڈ وہیں پورچ میں ہی رک گئے تھے۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر پرنسز نے
[illegible]ڈی سے فون کا رسیور اٹھایا۔

"یس"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہز ہائی نس میں ڈیوک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ڈیوک کی آواز سنائی دی تو پرنسز کے چہرے پر حیرت کے تاثرات جیسے مجسم ہو کر رہ گئے تھے۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو ہمیں تو سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ تم کو[illegible] کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہو اور مجسمہ پرنس آف کاچان کی تحویل میں ہے اور اس سے ہمارا سودا ہونے والا ہے"...... پرنسز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے[illegible] گرفتار کر لیا گیا تھا میں نے نور محل سے اصل کے ساتھ ساتھ اس کی نقلی بھی حاصل کر لی تھی۔ اصل مجسمہ میں نے یہاں ایک آدمی کی تحویل میں رکھوا دیا تھا جب کہ نقلی لے کر میں کافرستان جا رہا تھا کیونکہ مجھے شبہ پڑ گیا تھا کہ میری نگرانی ہو رہی ہے وہی نقلی مجسمہ مجھ سے حاصل کر لیا گیا ہے اور مجھے ایک عمارت میں قید کر دیا گیا تھا۔ یہ سرکاری عمارت تھی اور شہر سے باہر واقع ہے۔ ابھی دو گھنٹے پہلے مجھے وہاں سے فرار کا موقع مل گیا تو میں وہاں سے فرار ہو کر یہاں دارالحکومت پہنچ گیا ہوں۔ اصل مجسمہ میں نے اس آدمی سے حاصل کر لیا ہے لیکن یہاں کے سرکاری ادارے اصل مجسمے کی تلاش میں ہیں انہوں نے مجھ پر بھی تشدد کیا لیکن میں نے یہی بتایا کہ یہ مجسمہ میں نے

ایک آدمی سے خریدا تھا اور بس۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ اصل ہے[illegible] نقل اور ساتھ ہی میں نے کسی بھی واردات میں شمولیت سے صاف انکار کر دیا"...... ڈیوک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اب کہاں سے بول رہے ہو"...... پرنسز نے پوچھا۔

"میں اس آدمی کے ایک خفیہ تہہ خانے میں موجود ہوں اور اصل مجسمہ میرے پاس ہے اب آپ جیسے حکم دیں"...... ڈیوک نے کہا۔

"تم اس آدمی کے ذریعے اصل مجسمہ یہاں ہماری رہائش گاہ[illegible] دو اس کے بعد تمہیں مزید ہدایات دی جا سکتی ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی پرنسز۔ وہ آدمی ابھی آدھے گھنٹے بعد مجسمہ لے کر پہنچ جائے گا۔ اس کا نام مارٹن ہے"...... ڈیوک نے کہا۔

"تم کس نمبر سے بات کر رہے ہو"...... پرنسز نے کہا تو دوسری طرف سے ڈیوک نے ایک نمبر بتا دیا۔

"جب مجسمہ ہمارے پاس پہنچ جائے گا تو میں اس نمبر پر تمہیں کال کر کے مزید ہدایات دے دوں گی"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہوا پرنسز۔ وہ پرنس کاچان اصل مجسمہ فروخت کر رہا تھا یہ سب کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے"...... رابرٹ نے جو ساتھ ہی موجود تھا انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پرنس کاچان اور اس کا سیکرٹری دونوں فراڈ ہیں یہ کوئی نقلی مجسمہ ہمارے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے تھے اور اب میں ان کی چال ان پر ہی لوٹا دوں گی"...... پرنسز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ کس طرح پرنسز"...... رابرٹ نے حیران ہو کر کہا۔

"اصل مجسمہ ہمارے پاس پہنچ جائے گا پھر بتاؤں گی"...... پرنسز نے کہا اور رابرٹ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً چالیس منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... پرنسز نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"ہرہائی نس ایک آدمی مارٹن آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے ڈیوک نے بھیجا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سیکورٹی چیک کر کے اسے میرے پاس بھجوا دو جلدی"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"جاؤ رابرٹ اس آدمی کو ساتھ لے کر آؤ"...... پرنسز نے رابرٹ سے کہا تو رابرٹ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد رابرٹ واپس آیا تو اس کے پیچھے ایک مقامی نوجوان تھا جس نے جینز کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں گتے کا ایک بند پیکٹ تھا اس نے اندر داخل ہو کر بڑے مؤدبانہ انداز میں پرنسز کو سلام کیا۔

"تمہارا نام مارٹن ہے"...... پرنسز نے پوچھا۔

"یس ہرہائی نس مجھے ڈیوک نے بھیجا ہے یہ پیکٹ دے کر"۔ مارٹن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پیکٹ لے کر کھولو رابرٹ اور تم بیٹھ جاؤ"...... پرنسز نے کہا تو رابرٹ نے مارٹن کے ہاتھ سے پیکٹ لیا اور اسے کھولنا شروع کر دیا

جب کہ مارٹن سامنے رکھی ہوئی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ پرنسز کی نظریں بھی پیکٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد رابرٹ نے اس میں سے سملنگا کا مجسمہ نکالا اور پرنسز کی طرف بڑھا دیا۔ پرنسز نے مجسمہ اس کے ہاتھ سے لیا اور اسے غور سے چاروں طرف سے دیکھنا شروع کر دیا اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اسے لے جا کر سیف میں رکھ دو رابرٹ اور مارٹن کو انعام دے کر واپس بھیج دو"...... پرنسز نے کہا تو مارٹن اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر رابرٹ کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی پرنسز نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایک نمبر نوٹ کرو اس پر ڈیوک موجود ہے اس سے میری بات کراؤ"...... پرنسز نے کہا اور نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے کہا۔

"ڈیوک لائن پر ہے ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ڈیوک کی آواز سنائی دی۔

"پرنسز بول رہی ہوں ڈیوک۔ مجسمہ مجھے مل گیا ہے۔ یہ اصل ہے۔ تم ابھی میک اپ کر کے چھپے رہو میں ضروری اقدامات کر رہی

ہوں تاکہ تمہیں ہمیشہ کے لئے اس الزام سے نکلوالوں"۔ پرنسو نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہو گی ہرہائی نس"...... ڈیوک نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو تمہیں کوئی کچھ نہ کہہ سکے گا"...... پرنسو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد رابرٹ کمرے میں داخل ہوا۔

"محفوظ کر دیا ہے مجسمہ"...... پرنسو نے اس سے پوچھا۔

"ہاں سپیشل سیف میں رکھ دیا ہے اور مارٹن کو انعام دے کر بھجوا دیا ہے کیا یہ اصلی ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں یہ اصلی ہے میں نے چیک کر لیا ہے"...... پرنسو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو رابرٹ نے بے اختیار ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"اب ہوٹل پلازہ کے سپیشل ہال چلتے ہیں وہاں پرنس کاجان ہمیں نقلی مجسمہ فروخت کر کے رسید دے گا لیکن ہم اس رسید کو اصلی مجسمے کے ساتھ پیش کر دیں گے اس طرح ڈیوک بھی الزام سے نکل جائے گا اور ہم بھی۔ باقی حکومت جانے اور پرنس کاجان"...... پرنسو نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

دودھ کی طرح سفید رنگ اور نئے ماڈل کی کیڈلک کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت کی مین روڈ پر چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی فرنٹ سائیڈ پر ملک کاجان کا مخصوص جھنڈا پھڑپھڑا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ عقبی سیٹ پر سلیمان پرنس کے مخصوص لباس میں اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ کار کے آگے آگے نئے ماڈل کی لینڈ کروزر جیپ دوڑ رہی تھی جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا اور سائیڈ سیٹ پر جوزف باقی سیٹیں خالی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اور کار ہوٹل پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑیں اور پھر سیدھی ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئیں۔ جیپ میں سے جوزف نیچے اترا جب کہ کار میں سے عمران تیزی سے نیچے اترا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عقبی دروازہ کھول دیا۔

"تشریف لایئے ہزہائی نس"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں

اندر بیٹھے ہوئے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارے استقبال کے لئے کون کون آیا ہے پہلے ان کا شجرہ نسب بتاؤ"...... سلیمان نے اندر بیٹھے بیٹھے کہا۔

"فی الحال دو دربان موجود ہیں تاکہ آپ سے انعام واکرام حاصل کر سکیں۔ اگر آپ نے ان کے ساتھ پرنسوں جیسا سلوک کیا تو شاید دوسرے بھی آپ کے استقبال کے لئے آجائیں"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سلیمان اس طرح منہ بناتا ہوا نیچے اترا جیسے عمران نے دو دربانوں کی بات کر کے اس کے حلق میں کونین کا پورا پیکٹ انڈیل دیا ہو۔

"اس کا مطلب ہے سیکرٹری کہ ہمیں بطور پرنس کاچان یہاں تسلیم نہیں کیا جا رہا اور یہ سب تمہارا قصور ہے۔ جس طرح رئیسوں کی شان ان کے میراثی بڑھاتے ہیں اس طرح پرنسوں کی شان ان کے سیکرٹری بڑھاتے ہیں"...... سلیمان نے نیچے اتر کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"رئیسوں کا شجرہ نسب واقعی ہوتا ہے ہز ہائی نس تشریف لے چلیئے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان نے بے اختیار منہ بنا لیا ظاہر ہے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ چکا تھا لیکن چونکہ وہ کار سے باہر آچکا تھا اور دربان اس کے سامنے جھکے ہوئے تھے اس لئے وہ جواب نہ دے سکتا تھا اس دوران جوزف کار لے کر اور جوانا جیپ لے کر پارکنگ کی طرف چلے گئے اور جب وہ واپس آگئے تو یہ قافلہ ہوٹل

ے مین ہال میں داخل ہو گیا۔ سب سے آگے سلیمان تھا اس کے ساتھ
ان بطور سیکرٹری تھا جب کہ عقب میں جوزف اور جوانا دونوں
وں پر ہولسٹر لٹکائے بڑے اکڑے ہوئے انداز میں چل رہے تھے۔
ے ہال سے گزر کر وہ ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے سپیشل
میں داخل ہو گئے۔ سپیشل ہال میں پرنسو اپنے سیکرٹری اور دو باڈی
سمیت موجود تھی۔

"ہوشیار خبردار۔ اگر تم ہو سمجھدار۔ ہز ہائی نس پرنس آف کاچان
افروز ہو رہے ہیں"...... عمران نے سپیشل ہال میں داخل ہوتے
بداروں کے انداز میں اونچی آواز میں کہا تو پرنسو واقعی اٹھ کھڑی
اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا غیر ملکی بھی کھڑا ہو گیا۔

"ہم پرنس کاچان کو خوش آمدید کہتے ہیں"...... پرنسو نے آگے بڑھ
سکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سیکرٹری پرنسو کو بتایا جائے کہ ہماری ریاست میں نامحرم
ن سے مصافحہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اگر پرنسز ہماری محرم بننے پر
وں تو بات دوسری ہے"...... سلیمان نے بڑے اکڑے ہوئے
یں کہا۔

لیکن پرنس کو شاید یاد نہیں رہا کہ کاچان میں غیر ملکی خواتین کو
نہیں بنایا جا سکتا اس لئے وہ پرنسو کو محرم بنانے کا خیال چھوڑ
"...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ پرنسز سے مخاطب ہو گیا۔

پرنسو پہلے ہی آپ کو بتا دیا گیا تھا کہ مشرق میں مرد خواتین سے

مصافحہ نہیں کر سکتے۔ یہ مشرقی آداب کے خلاف ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنسو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی اس کا ساتھی بھی بیٹھ گیا جب کہ اس کے دو مسلح باڈی گارڈ بھی اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیئے پرنس اور اس کرسی کو عزت بخشیے۔ بچاری نجانے کتنی صدیوں سے عزت کے لئے ترس رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ کرسی واقعی اس قابل ہے کہ اس کی عزت افزائی کی جائے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرسی چاہے تین پایوں کی ہی کیوں نہ ہو بہر حال کرسی ہوتی ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سلیمان مسکراتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ عمران اس کے ساتھ والی کرسی پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا پرنس کاچان کی سیٹ کے پیچھے دیووں کی طرح چوکنا اور ہوشیار کھڑے ہوئے تھے۔

"مجھے آپ کے یا آپ کے ساتھیوں کے پاس مجسمہ نظر نہیں آ رہا"...... پرنسو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مجسمہ بھی آجائے گا پرنسو پہلے یہ بات طے ہو جائے کہ کیا واقعی آپ مجسمہ خریدنے میں دلچسپی رکھتی ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں تم مجسمہ دکھاؤ۔ پہلے میں یہ دیکھ لوں کہ وہ واقعی اصلی

...کے بعد رقم آپ کو مل جائے گی"...... پرنسو نے جواب دیا۔

"سیکرٹری"...... اچانک سلیمان نے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"حکم ہزہائی نس"...... عمران نے اٹھ کر سلیمان کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو ہمیں کہا تھا کہ پرنسو نقلی مجسمہ بھاری قیمت پر خریدنے کے لئے تیار ہیں جب کہ پرنسو اصلی مجسمہ طلب کر رہی ہیں"۔ سلیمان نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"پرنسو کو مجسمہ کے اصلی نقلی سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے پرنس انہیں پرنس آف کاچان کی اصل رسید چاہئے جس کی وجہ سے نقلی بھی اصلی ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تم نے تو کہا تھا کہ اصلی پرنس کاچان کے پاس ہے اور وہ ہمیں فروخت کرنا چاہتے ہیں"...... پرنسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنسو اصل اہمیت پرنس کاچان کی رسید ہے۔ آپ کو رسید چاہئے مل جائے گی مجسمہ چاہے آپ نقلی لیں یا نہ لیں اس طرح جب بھی مجسمہ آپ کو ملے گا اس رسید کی وجہ سے وہ آپ کی قانونی ملکیت ہو گا"...... عمران نے پرنسو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے لیکن رسید میں صرف مجسمہ لکھا جائے گا اصلی یا نقلی کا حوالہ نہ دیا جائے گا"...... پرنسو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں منظور ہے۔اب فرمائیں کیا آپ کو مجسمہ بھی چاہئے یا صرف
رسید ہی سے آپ کا کام ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہم نے نقلی مجسمہ لے کر کیا کرنا ہے آپ ہمیں صرف رسید دے
دیں اور اپنی مطلوبہ رقم لے لیں"...... پرنسز نے کہا۔

"یہ ہوئی ناں بات"...... عمران نے کہا اور جیب سے ایک کا
نکال کر اس نے اٹھ کر پرنسز کی طرف بڑھا دیا۔ پرنسز نے کاغذ کو
سے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے کاغذ تہہ کر کے اس نے جیب
رکھا اور رابرٹ کو اشارہ کیا تو رابرٹ نے اپنی جیب سے دو چیک
نکالے اور عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے چیکوں کو دیکھے
جیب میں ڈال لیا۔

"بہت شکریہ پرنسز واستا آف پالینڈ اب آپ قانونی طور پر سنگلا
کی مالک ہو چکی ہیں اور پرنس کاچان کے خزانہ خاص میں خطیر رق
اضافہ ہو گیا ہے۔ پرنس کاچان کا وقت چونکہ بے حد قیمتی ہوتا ہے
لئے پرنس کاچان اب آپ کو مزید وقت دینے سے قاصر ہیں۔ ویسے
اگر اپنی رہائش گاہ پر پرنس کاچان کو دعوت دیں تو پرنس کاچان
اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہوئے فوراً قبول کر لیں گے"...... عمران نے

"پرنس ہماری طرف سے دعوت قبول کریں۔ لیکن ہم شاید
دو روز میں واپس پالینڈ روانہ ہو جائیں اس لئے اس دوران پرنس
کاچان جب چاہیں ہماری رہائش گاہ پر تشریف لے آئیں"...... پرنسز
مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری ہمارا دعوت کے معاملے میں کیسا رویہ ہوتا ہے"۔
پرنس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ دعوت کو فوری طور پر قبول بھی کر لیتے ہیں اور دعوت
اڑانے میں بھی زیادہ دیر کے قائل نہیں ہیں"...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سیکرٹری پرنسز کا دعوت دینے پر ہماری طرف سے شکریہ ادا
کرو اور انہیں بتا دو کہ آج رات کا کھانا ہم پرنسز کے ہمراہ ان کی رہائش
گاہ پر کھانا پسند کریں گے۔ بشرطیکہ مینو ہماری پسند کا ہو"...... سلیمان
نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ پرنسز آپ کے کاچانی
کھانوں کو پکا اتا تو ایک طرف انہیں ہضم بھی نہ کر سکیں گی اس لئے
پرنسز کا جو بھی مینو ہو گا وہی آپ کو کھانا پڑے گا چاہے رات کو آپ کو
شاہی حکیم کیوں نہ طلب کرنا پڑے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"اگر پرنس کاچان خاص قسم کے کھانے پسند کرتے ہیں تو ہمیں
خوشی ہو گی۔ ہماری درخواست ہے کہ پرنس کاچان اپنا باورچی ہمارے
پاس بھجوا دیں تاکہ وہ پرنس کی مرضی کے کھانے پکا سکے"...... پرنسز
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں دعوت کھانے کے لئے صرف پرنس کا سیکرٹری
اور باڈی گارڈ ہی آسکتے ہیں کیونکہ پرنس کا دعویٰ ہے کہ اس سے اچھا

کھانا پوری دنیا میں اور کوئی نہیں پکا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ یہ اپنا پکا ہوا کھانا خود کھالیں تو ساری رات شاہی حکیم کو ان کے سرہانے ڈیوٹی دینی پڑتی ہے تاکہ ان کے شاہی حلق میں ہاضمے کے چورن کی پڑیاں کھول کر انڈیلتا رہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری تم ہمارے فن کی توہین کر رہے ہو"...... پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ حقیقت ہے کہ پرنس خود بھی کھانا پکا لیتے ہیں۔ یہ تو ہمارے لئے انتہائی عجیب بات ہے"...... پرنسس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنس کی ساری عمر اسی کام میں گزر گئی ہے پرنسس اسی لئے تو یہ پرنس آف کاچان بنے ہیں۔ بہرحال آپ جو جی چاہے پکوالیں آج رات کا کھانا پرنس آپ کے ہاں کھائیں گے۔ گڈ بائی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنس کاچان ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرے لئے ہمائی نس آپ نے خصوصی پرہیزی کھانا پکوانا ہے کیونکہ خواتین پرہیزی کھانے والے کو بہت پسند کرتی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر پرنس کاچان کے پیچھے چل پڑا جبکہ پرنسس بے اختیار مسکرا دی۔

سوپر فیاض اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ سوپر فیاض [illegible]نک کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگالیا۔

"یس"...... سوپر فیاض نے بڑے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بڑے نواب صاحب والے کیس کی فائل لے کر میرے پاس پہنچو [illegible] اور اسی وقت"...... دوسری طرف سے سر عبدالرحمن کی سرد آواز [illegible]ئی دی۔

"یس سر۔ یس سر"...... سوپر فیاض کا لہجہ یکلخت بھیگ مگوں جیسا [illegible] گیا۔ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیئے جانے کی آواز سن کر اس نے [illegible] رسیور کریڈل پر رکھا اور جلدی سے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر [illegible] اس نے میز کی سب سے نچلی دراز میں رکھی اور پھر اسے بند کر کے [illegible] نے میز کی اوپر والی دراز کھولی اس میں موجود ایک فائل نکالی اور

اسے کھول کر ایک نظر دیکھنے کے بعد اس نے فائل بند کر کے بغل میں دبائی اور اٹھ کر سٹینڈ پر لٹکی ہوئی کیپ اٹھا کر سر پر رکھنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے آفس سے نکلا اور سر عبدالرحمن کے آفس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا چلنے کا انداز بالکل اس طالب علم جیسا تھا جسے زبردستی سکول بھیجا جا رہا ہو۔ سر عبدالرحمن کے دروازے پر کھڑے ان کے چپڑاسی نے فیاض کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور آگے بڑھ کر پردہ ہٹا دیا۔ فیاض نے اس کے سلام کا جواب دینے کی بجائے بس تھوڑا سا سر ہلایا اور پھر آفس میں داخل ہو گیا۔ سر عبدالرحمن اپنی آفس ٹیبل کے پیچھے کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف تھے۔ فیاض نے قریب جا کر باقاعدہ سیلوٹ کیا تو سر عبدالرحمن نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سوپر فیاض بڑے مؤدبانہ انداز میں سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ فائل اس نے اپنے سامنے رکھ لی۔ سر عبدالرحمن نے چند مزید بات کی اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"اس کیس میں مزید کیا پیشرفت ہوئی ہے"...... سر عبدالرحمن نے فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر میں نے پالینڈ کی انٹیلی جنس کو سرکاری طور پر خط لکھا ہے کہ وہ اس ڈیوک کے بارے میں ہمیں معلومات مہیا کریں کہ وہ وہاں کس گروپ سے متعلق تھا اور اس کی کیا سرگرمیاں تھیں اور خاص طور پر وہ پاکیشیا میں کس گروپ سے متعلق تھا ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا"...... سوپر فیاض نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"اور جب تک یہ جواب نہ آئے گا تم فائل کو دراز میں بند کر کے بیٹھے رہو گے کیوں"...... سر عبدالرحمن نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر یہاں انٹیلی جنس کے انسپکٹر کام کر رہے ہیں ڈیوک کا جہاں جن لوگوں سے بھی تعلق رہا ہے انہیں ٹریس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا رپورٹ ملی ہے"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"سر ابھی تک تو کوئی رپورٹ نہیں مل سکی"...... سوپر فیاض نے مدھم سے لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے سپرنٹنڈنٹ بنے ہوئے"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں کہا۔

"ج ج جناب۔ عرصہ۔ وہ۔ وہ"...... سوپر فیاض سر عبدالرحمن کے سرد لہجے سے مزید بوکھلا گیا تھا۔

"میرا خیال ہے تمہاری جبری ریٹائرمنٹ اب ہو جانی چاہئے احمق آدمی تمہیں معلوم ہے کہ بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازموں کے قتل میں لاجسٹر اور اس کے کلب کے آدمی ملوث تھے۔ لاجسٹر کا تعلق بھی پالینڈ سے ہے۔ پھر یہ انتہائی سنگین واردات نوادرات کے سلسلے میں ہوئی ہے اس لئے لامحالہ اس کے پس منظر میں جو گروپ یا

شخصیت بھی ہے اس کا تعلق بہرحال نوادرات سے ہوگا۔ کیا تم نے معلوم کیا ہے کہ پالینڈ میں نوادرات کے سلسلے میں کون کون سا گروپ کام کر رہا ہے یا کون کون سی شخصیت نوادرات کے سلسلے میں اس حد تک جا سکتی ہے"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر میں آج ہی دوسرا خط لکھ دیتا ہوں"...... سوپر فیاض نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈیوک سے سلسلا کا نقلی مجسمہ ملا ہے جب کہ اصلی بھی غائب ہے کیا تم نے کوشش کی ہے کہ اصلی مجسمے کو تلاش کرو"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"وہ۔ وہ سر ڈیوک کی تو لاش ملی ہے۔ اب کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے اصلی مجسمہ کہاں پہنچا دیا"...... سوپر فیاض نے کہا تو سر عبدالرحمن کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ڈیوک زندہ تمہیں ملتا اور سب کچھ بتا کر مرتا یا دوسری صورت میں ڈیوک کی روح آکر تمہیں سب کچھ بتا دیتی۔ احمق آدمی تم انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہو تمہارے تحت وسیع عملہ ہے۔ کیا تم خود یہ بات معلوم نہیں کر سکتے کہ ڈیوک اس لانچ میں سوار ہونے سے پہلے کس کس سے ملا تھا۔ کہاں کہاں گیا تھا اس کی کیا کیا سرگرمیاں رہی تھیں"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر یہ بالکل ٹھیک ہے سر۔ اس طرح واقعی پتہ چل جائے گا

سر میں ابھی کام کرتا ہوں سر"...... فیاض نے جلدی سے کہا۔

"اور سنو ڈیوک کا تعلق پالینڈ سے ہے۔ لاجسٹر کا تعلق بھی پالینڈ سے بتایا جاتا ہے ڈیوک سے نقلی مجسمہ ملا ہے جب کہ لاجسٹر کی لاش نور محل سے ملی ہے اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں کے پیچھے پالینڈ کی ہی کوئی شخصیت ہے اور اس شخصیت کو نوادرات حاصل کرنے کا بھی جنون ہے اور پرنسز واسنا بھی پالینڈ کی پرنسز ہے۔ واردات سے پہلے وہ بڑے نواب صاحب کی مہمان بھی رہی ہے اور اسے نوادرات اکٹھا کرنے کا بھی شوق ہے۔ ایسی صورت میں تم نے پرنسز کی نگرانی کرنی ہے تاکہ اس کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"وہ وہ تو سر پرنسز ہے۔ وی وی آئی پی ہے۔ اس کی نگرانی"۔ سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے نگرانی کی بات کی ہے یہ تو نہیں کہا کہ تم جا کر پرنسز کو گرفتار کر لو اور پھر اس پر تھرڈ ڈگری استعمال کرو۔ نگرانی خفیہ ہی ہوتی ہے"...... سر عبدالرحمن نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس۔ یس سر ٹھیک ہے سر میں ابھی یہ کام کراتا ہوں سر"...... سوپر فیاض نے اور زیادہ بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"سنو پرنسز کی طرف سے کوئی شکایت نہیں آنی چاہئے ورنہ تمہیں اپنے عہدے سے جبری ریٹائر ہونا پڑے گا سمجھے۔ اگر کوئی ٹھوس بات ان کے خلاف سامنے آئے تو تم نے مجھے مطلع کرنا ہے خود کوئی

کارروائی نہیں کرنی"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"جاؤ اور سنو تمہیں اصل ملزم کی گرفتاری کے لئے صرف تین دن دے رہا ہوں تین دن کے اندر اندر تمہیں ہر صورت میں اصل ملزم کو مع ثبوت سامنے لانا ہوگا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے اٹھ کر سیلوٹ مارتے ہوئے کہا اور پھر فائل اٹھا کر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سنو"...... سر عبدالرحمن کی آواز سنائی دی تو سوپر فیاض جو دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا تیزی سے مڑا اور وہیں اٹن شن ہو گیا۔

"ادھر آؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض تیزی سے آگے بڑھا اور پھر میز کے قریب پہنچ کر اس نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا۔

"مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ ڈیوک کی لاش اور وہ نقلی مجسمہ تمہیں اس احمق عمران نے دیا ہے کیونکہ اس وقت کیس سیکرٹ سروس کے پاس تھا اور عمران نے سیکرٹ سروس کے چیف کو استعمال کر کے کوسٹ گارڈز کے ساتھ مل کر اس لانچ پر ریڈ کیا تھا جبکہ اس دوران میرے احتجاج پر حکومت نے کیس سیکرٹ سروس کی اس ٹائیگر ٹرپ تنظیم سے واپس لے کر ہمارے حوالے کر دیا تھا اس لئے عمران نے ڈیوک کی لاش اور وہ نقلی مجسمہ تمہارے حوالے کر دیا جبکہ تم نے اپنی رپورٹ میں براہ راست کوسٹ گارڈز سے وصولی ظاہر کی ہے"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں کہا تو سوپر فیاض کے چہرے کا رنگ یکلخت

زرد پڑ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمن غلط بیانی پر انتہائی سخت ایکشن لینے کے عادی ہیں۔

"سر۔ سر عمران نے یہ سب کچھ کیا ہوگا لیکن مجھے کوسٹ گارڈز کے ہیڈ کوارٹر سے اطلاع آئی تھی چنانچہ میں ایک انسپکٹر سمیت کوسٹ گارڈز کے ہیڈ کوارٹر گیا اور پھر وہاں سے میں نے سرکاری طور پر ڈیوک کی لاش اور وہ مجسمہ اپنی تحویل میں لیا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ عمران نے یہ سب کچھ کیا تھا"...... سوپر فیاض نے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جس انسپکٹر کو تم ساتھ لے گئے تھے اس نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ جب لاش اور مجسمہ تم نے تحویل میں لیا تو وہاں عمران بھی موجود تھا اور تم عمران کے ساتھ علیحدہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ بہرحال میں نے تمہیں اس لئے واپس بلایا ہے کہ میں اس کیس کو جلد از جلد مکمل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ پریس کے ساتھ ساتھ صدر مملکت اس میں ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں اس لئے اگر تم چاہو تو بے شک اس احمق عمران کی مدد لے سکتے ہو مجھے بہرحال تین روز کے اندر اصل مجرم اور اصل مجسمہ چاہئے مجھے۔ اب جاؤ"...... سر عبدالرحمن نے درشت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے دوبارہ سیلوٹ مارتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے سے باہر آ کر اس نے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس کے

نقطہ نظر سے وہ بال بال بچا تھا۔

"بڑے صاحب بھی اس عمران کی طرح احمق ہیں۔ ادھر عمران احمق بھی کہتے ہیں ادھر اس سے مدد لینے کے لئے بھی کہتے ہیں، ہونہہ اب انہیں کون بتائے کہ عمران تو بلیک میلر ہے۔ پہلے خون نچوڑ ہے پھر کچھ بتاتا ہے"...... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"چھوٹے صاحب آئے ہوئے ہیں"...... فیاض جیسے ہی اپنے آفس کے سامنے پہنچا باہر موجود چپڑاسی نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"چھوٹے صاحب کون چھوٹے صاحب"...... فیاض نے چونک کر کہا۔

"بڑے صاحب کے صاحبزادے علی عمران صاحب"...... چپڑاسی نے پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں لاکھ بار کہا ہے کہ غیر متعلقہ آدمی کو میری عدم موجودگی میں آفس میں نہ بٹھایا کرو۔ کیا خیال ہے ڈسمس کرا دوں تمہیں نوکری سے"...... سوپر فیاض نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو چپڑاسی بے اختیار سہم کر رہ گیا۔

"نانسنس آئندہ خیال رکھنا"...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوا تو اس نے عمران کو کرسی کی پشت سے سر ٹکائے خراٹے لیتے ہوئے دیکھا تو اس کا پارہ اور چڑھ گیا۔

"یہ کیا حماقت ہے۔ یہ سونے کی جگہ ہے"...... سوپر فیاض نے فائل کو میز پر پٹختے ہوئے انتہائی اونچی آواز میں کہا۔

"ارے تم آگئے۔ ویسے اس قدر آرام دہ آفس ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو۔ بیٹھتے ہی اس قدر سکون محسوس ہوتا ہے کہ خود بخود نیند آجاتی ہے البتہ یہ دوسری بات ہے کہ خواب بڑے ڈراؤنے آتے ہیں۔ ابھی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آدمی جس نے بالکل تمہاری طرح کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اپنے چپڑاسی کو اس طرح ڈانٹ رہا تھا جیسے وہ آسمانی مخلوق ہو اور چپڑاسی بے چارہ تحت الثریٰ کا رہنے والا ہو۔ بڑی ہی کرخت آواز تھی اس کی اور مجھے یقین ہے کہ جیسی آواز تھی ویسی ہی شکل ہو گی"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو تم نے اپنی شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں بھوت دکھائی دیتے ہو"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا وہ ٹوپی سٹینڈ پر لٹکا کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"بب بب بھوت تو وہ بھوت کی آواز تھی اوہ اوہ میں بھی کہوں کہ کوئی انسان تو اس طرح نہیں بول سکتا۔ تو۔ تو تمہارے آفس میں بھوتوں کا ڈیرہ ہے۔ اوہ پھر تو مجھے ڈیڈی سے کہنا پڑے گا کہ کسی عامل کامل کو بلا کر یہاں سے بھوتوں کو نکلوا دیں بلکہ اس ادارے سے ہی بھوتوں کو نکل جانا چاہئے۔ یہاں ان کا کیا کام جنگلوں میں بسیرا کریں"۔ عمران نے اسی طرح معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بکواس پہلے تمہارے ڈیڈی کی پیشی بھگت کر آ رہا ہوں اب تم پہنچ گئے ہو۔ بولو کیوں آئے ہو۔ کیا کام ہے"...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ ... وہ بڑے نواب صاحب والے کیس کے پیچھے جو اصل شخصیت ہے میں نے اسے تلاش کر لیا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ جو اصلی مجسمہ بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہوا ہے وہ کہاں ہے تم ... میں نے سوچا کہ چلو فیاض اسم با مسمیٰ آدمی ہے اس سے ہی بات کر لی جائے یقیناً وہ قدر شناسی کرے گا لیکن تم تو شاید مرچیں چبا کر آئے ہو۔ اس لئے اجازت دو جب تمہارا موڈ ٹھیک ہو جائے تو مجھے یاد کر لینا"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو بیٹھو۔ ایک منٹ بیٹھو"...... سوپر فیاض نے جلدی سے کہا اس بار اس کا لہجہ انتہائی نرم تھا اس کے ساتھ ہی اس نے چپراسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجا دی۔

"جی صاحب"...... چپراسی نے اندر داخل ہو کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"احمق آدمی کس نے تمہیں چپراسی بنا دیا ہے تمہیں معلوم ہے کہ میرا دوست میرا بھائی عمران آیا ہوا ہے اور تم نے ابھی تک مشروب ہی نہیں پلایا اسے۔ جاؤ جا کر دو بوتلیں لے آؤ جلدی کرو"...... فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"تین لے آنا"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"تین تین کیوں۔ ہم تو دو آدمی ہیں"...... سوپر فیاض نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا تو خیر مجھے علم نہیں ہے کہ تم آدمی ہو یا نہیں البتہ یہ

چپراسی ضرور آدمی ہے اس لئے ایک بوتل وہ بھی پیئے گا اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر پیئے گا جاؤ"...... عمران نے جواب دیا۔

"جاؤ تین بوتلیں لے آؤ تم جا کر اب جاؤ۔ میری شکل کیوں دیکھ رہے ہو"...... سوپر فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور چپراسی اس قدر تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔

"ہزار بار تمہیں سمجھایا ہے کہ حفظ مراتب کا خیال رکھا کرو وہ چپراسی ہے تو اسے چپراسی ہی رہنا چاہئے لیکن تمہاری عقل میں یہ بات ہی نہیں آتی"...... سوپر فیاض نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حفظ مراتب کا یہ مطلب نہیں ہوتا سوپر فیاض کہ چپراسی کو انسان ہی نہ سمجھا جائے تم اگر سپرنٹنڈنٹ ہو اور وہ چپراسی تو نہ اس میں تمہاری کسی عقلمندی کا دخل ہے اور نہ اس کی کسی کوتاہی کا۔ وہ چپراسی ہے اس لئے باہر کھڑا ہے اور تمہیں آتے جاتے سلام بھی کرتا ہے اور تم کیا حفظ مراتب چاہتے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ بہرحال تم بتا رہے تھے کہ تم نے اصلی مجسمہ بھی ٹریس کر لیا ہے اور اصل ملزم کو بھی کون ہے وہ جلدی بتاؤ تمہارے ڈیڈی نے اسی لئے مجھے ابھی بلایا تھا"۔ سوپر فیاض نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"سوری سوپر فیاض۔ تمہارا رویہ میرے ساتھ سراسر غیر دوستانہ ہے۔ تم نے باہر چپراسی کو اس لئے ڈانٹا کہ مجھے سنا سکو تم نے مجھے غیر متعلقہ آدمی کہا اور پھر اندر آکر بھی تم نے مجھ سے ایسے رویہ رکھا جیسے تمہاری کبھی میرے ساتھ سلام دعا ہی نہ رہی ہو اس لئے اب وہ بات بھول جاؤ اب یہ اصل مجسمہ اور اصل ملزم کی گرفتاری کسی اور کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ یہ اتنا بڑا کیس ہے کہ جو اسے حل کرے گا اسے ہو سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے اتنا بڑا عہدہ اور انعام مل جائے کہ اس کا اس نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تو میں مذاق کر رہا تھا آخر تم میرے دوست ہو۔ تم میرے ساتھ کتنا مذاق کرتے ہو اگر میں نے کر لیا تو تم کیوں ناراض ہو رہے ہو اور مذاق تو دوستوں سے ہی کیا جاتا ہے"...... سوپر فیاض نے دانت نکالتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے پر بہرحال ایسے تاثرات موجود تھے جیسے مجبوراً یہ سب کچھ کہہ رہا ہو ورنہ اس کا بس چلے تو عمران کی گردن دونوں ہاتھوں سے مروڑ دے۔

"اچھا تو وہ سب مذاق تھا واہ بڑا خوبصورت مذاق تھا۔ ویری گڈ۔ مجھے واقعی بے حد پسند آیا ہے اور امید ہے تمہیں بھی پسند آیا ہوگا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو مذاق کیا ہے اس لئے ظاہر ہے مجھے تو پسند آنا ہی تھا بہرحال چھوڑو ان باتوں کو وہ بتاؤ کہاں ہے وہ مجسمہ اور کون ہے اس

بھیانک واردات کے پیچھے"...... سوپر فیاض نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے تمہیں اپنا مذاق تو یاد رہا لیکن میرا مذاق یاد نہیں رہا۔ میں نے بھی تو مذاق ہی کیا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فیاض یکلخت ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے اسی لمحے چپراسی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں ملٹی کلر ٹشو میں لپٹی ہوئی مشروب کی دو بوتلیں تھیں۔

"لے جاؤ انہیں واپس لے جاؤ"...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا تو چپراسی ٹھٹھک کر رک گیا اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہارا نام کریم الدین ہے ناں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے ایک بوتل لے لی۔

"ج ج جی ہاں جناب"...... چپراسی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو جاؤ یہ بوتل بھی تم پی لو تمہارے صاحب کے پیٹ میں اچانک درد شروع ہو گئی ہے جاؤ"...... عمران نے کہا تو چپراسی ایک بار پھر …ی سے مڑا اور کمرے سے باہر جانے لگا۔

"ادھر آؤ"...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا تو چپراسی ایک بار پھر مڑا اور مرے مرے قدموں سے آگے بڑھنے لگا۔

"یہ بوتل مجھے دو اور دفع ہو جاؤ"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے

میں کہا اور چپڑاسی نے جلدی سے بوتل فیاض کے سامنے رکھی اور پھر تیزی سے مڑ کر دفتر سے باہر نکل گیا جب کہ عمران اس دوران انتہائی اطمینان سے مزے لے لے کر سٹرا کی مدد سے بوتل میں موجود مشروب سپ کرنے میں مصروف تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہاں آیا ہی اسی کام کے لئے ہو جب کہ سوپر فیاض ہونٹ بھینچے بس اسے دیکھے چلا جا رہا تھا۔ اس نے سامنے رکھی ہوئی مشروب کی بوتل کو ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔

"پی لو۔ پی لو۔ اس سے تمہارے خون میں موجود گرمی کا لیول کم ہو جائے گا اور جب یہ لیول کم ہو گا تو تمہیں احساس ہو گا کہ اگر تم نے جلد کوئی جاکارنامہ سرانجام نہ دیا تو تمہاری نوکری بھی خطرے میں ج[illegible] سکتی ہے اور نوکری سے چھٹی کے بعد تمہیں کسی نے سلام تک نہیں[illegible] کرنا پی لو مشروب"...... عمران نے بڑے خلوص بھرے انداز میں سو[illegible] فیاض کو مشورہ دیتے ہوئے کہا اور سوپر فیاض نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اس کے چہرے پر چھا جانے والی پتھریلی سنجیدگی ایک[illegible] نرمی میں تبدیل ہو گئی۔

"مجھے دھمکیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے۔ تم بوتل پی لو[illegible] پھر دفع ہو جاؤ۔ میں جانوں اور میری نوکری تمہیں فکر کرنے کی[illegible] ضرورت نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہ[illegible] پڑا۔

"مجھے فکر نہ ہو گی تو اور کسے ہو گی۔ آخر بھابھی سلمیٰ نے ابھی ت[illegible] [illegible] زندگی گزارنی ہے بچے بھی ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خالی بوتل میز پر رکھ دی۔

"تم فکر مت کرو میں تمہاری طرح بھیک نہیں مانگوں گا اللہ کا دیا ہوا میرے پاس بہت کچھ ہے"...... سوپر فیاض نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے [illegible] واقعی چڑ سا گیا ہو۔

"اللہ کا دیا ہوا اللہ واپس بھی لے سکتا ہے اور اس کام کے لئے اللہ [illegible] نے یہاں بڑے بڑے آفیسر مقرر کر رکھے ہیں جن کا ایک حکم سامنے آ کر اور سارے اکاؤنٹس سیلڈ کرا دے گا"...... عمران نے منہ [illegible] کہا۔

"[illegible] نام پر کوئی لاکر یا اکاؤنٹس نہیں ہے سمجھے تم سے جو ہوتا ہے [illegible] کر لو"...... فیاض نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا تو عمران [illegible] اختیار مسکرا دیا۔

"[illegible] ٹھیک ہے یہ اور بھی اچھی بات ہے ذرا فون مجھے دو میں نے ایک [illegible] کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"[illegible] دفتر کا فون ہے پرائیویٹ نہیں ہے باہر سے جا کر کسی پبلک فون [illegible] سے کال کرو"...... فیاض نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"[illegible] میں ڈیڈی کے دفتر سے جا کر کر لیتا ہوں۔ اب ڈیڈی [illegible] مل پسند ہیں بہرحال ایک لوکل کال تو کرنے ہی دیں گے لیکن [illegible] نہ کرتا ہاں"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھنے

لگا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کون سا گھر"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"وہی اصلی مجسمے اور اصلی ملزم کے بارے میں بات کرنی ہے"۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ تم نے مذاق کیا ہے"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب ظاہر جب تم اس طرح روندے رہو گے تو یہ مذاق ہی رہے گا اس میں حقیقت کا رنگ تو اسی وقت بھرا جا سکتا ہے جب کوئی حقیقت پسند سامنے ہو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ حقیقت ہے تو بتاؤ پھر بتاتے کیوں نہیں"...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بتانا ہی تو چاہتا تھا لیکن تم نے خود ہی مجھے جانے کا کہہ دیا ہے میں تو آیا ہی یہاں اس لئے تھا کہ چلو سوپر فیاض کے کارناموں کی طویل لسٹ میں ایک اور کارنامے کا اضافہ کر دیا جائے لیکن"...... عمران نے کہا۔

"ایک تو تمہاری بھی سمجھ نہیں آتی کبھی کچھ کہتے ہو کبھی کچھ۔ سیدھی طرح بات کرو تو مجھے غصہ کیوں آئے"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو میرا نام سن کر ہی غصہ آجاتا ہے چپراسی نے بھی کہا تھا کہ میں اندر بیٹھا ہوں اور تم نے غصہ دکھانا شروع کر دیا"...... عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ کہا تو تھا مذاق تھا اور کیوں کہوں۔ اب کہو تو تمہارے آگے ہاتھ جوڑوں یا تمہارے پیر پکڑ لوں"...... فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مکمل طور پر جھلا گیا ہو۔

"لیکن وہ اسم بامسمیٰ ہونے والی بات اس کا کیا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسم بامسمیٰ کیا مطلب یہ تم ایسے مشکل الفاظ کہاں سے یاد کر آتے ہو"...... فیاض نے کہا۔

"یہ مشکل الفاظ ہیں بڑے سادہ سے الفاظ ہیں تمہارا نام فیاض ہے اور تم فیاض بھی ہو۔ بس ایسے آدمی کو ہی اسم بامسمیٰ کہا جاتا ہے کہ جیسا نام ویسا ہی کردار"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ پھر وہی بلیک میلنگ کیا تم اس بلیک میلنگ سے باز نہیں آسکتے"...... فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اتنے خوبصورت آفس میں بیٹھ کر ایسے بدصورت الفاظ تو نہ بولا کرو۔ بلیک میلنگ لاحول ولا قوۃ کیا واہیات لفظ ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بلیک میلنگ نہیں ہے تو اور کیا ہے کہ ذرا سا کام کیا اور اس کے عوض بھاری رقم مانگنی شروع کر دی"...... فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے رقم مانگی ہے بلکہ کچھ مانگا ہے یہ بوتل بھی تم نے خود ہی منگوائی تھی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اور تمہارا کیا مطلب تھا اسم با مسمیٰ سے"...... فیاض نے کہا۔

"میرا مطلب تھا کہ تم فطرتاً ہی فیاض ہو اس لئے کسی اچھے سے ہوٹل میں دعوت کا اعلان کرو گے۔ آخر میں تمہارا ایسا دوست ہوں جس سے تم مذاق بھی کر لیتے ہو"...... عمران نے کہا تو فیاض اچھل پڑا۔

"اوہ دعوت ایک چھوڑ دس کھالینا۔ پہلے بتا دیا ہوتا۔ خوامخواہ میرا خون جلانے کا فائدہ چلو میری طرف سے دعوت رہی"...... فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اٹھو اور کھلاؤ دعوت بزرگ کہتے ہیں نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہئے ویسے بھی مجھے شدید بھوک لگ رہی ہے اوپر سے تم نے یہ مشروب پلا دیا۔ اب تو پیٹ میں چوہے چھوڑ فیاض ناچنے لگے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"دعوت بھی کھالینا پہلے کام تو مکمل ہو جائے"...... فیاض نے کہا۔

"کون سا کام دعوت سے پہلے کون سا کام ہو سکتا ہے۔ بزرگ کہتے ہیں اول طعام پھر کام"...... عمران نے کہا۔

"پہلے وہ مجرم وہ اصلی مجسمہ"...... فیاض نے کہا۔

"تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہے مگر"...... فیاض نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اٹھو اور چلو ہوٹل فائیو سٹار۔ پہلے کھانا کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے ہو سکتا ہے ہمارے کھانے تک اصل مجرم اور اصلی مجسمہ بھی دریافت ہو جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سن لو اگر کام نہ ہوا تو میں بل نہیں دوں گا سمجھے بل تمہیں دینا ہو گا"...... فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا یعنی اب سوپر فیاض کی یہ اوقات رہ گئی ہے کہ ہوٹل والے اس سے بل مانگتے ہیں۔ حیرت ہے مجھے بتانا تھا میں ان ہوٹل والوں سے تمہارا ایسا تعارف کراتا کہ وہ ہوٹل بھی تمہارے نام کر دیتے اور تم سے معافیاں بھی مانگتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہوٹل فائیو سٹار میں داخل ہو رہے تھے۔

"پہلے اس کے جنرل مینجر کے آفس چلو تاکہ میں اس سے تمہارا تعارف کرا سکوں"...... عمران نے ہوٹل کے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو چلو ڈائننگ ہال میں"...... فیاض نے کہا۔

"دیکھو یہ دعوت کام کے عوض تم کھلا رہے ہو مجھے اس لئے جیسے میں کہوں گا ویسے ہی ہو گا ورنہ پھر بل بھی تم ہی دو گے اور کام بھی نہیں ہو گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے کیا کہنا ہے اس سے کیا ضرورت ہے اس سے ملنے کی تم

نے کھانا کھانا ہے کھاؤ بس"..... فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں پہلے تم میرے ساتھ اس کے آفس چلو اور اب کھانا بھی وہیں آئے گا"..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر"..... کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"جنرل مینجر صاحب کو اطلاع دیں کہ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ فیاض ایک سرکاری کام سے ان سے ملنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے ایسے تحکمانہ لہجے میں کہا جیسے وہ خود سپرنٹنڈنٹ فیاض ہو۔

"یس سر"..... لڑکی نے کہا اور جلدی سے کاؤنٹر پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو تین نمبر پریس کر دیئے۔

"سر کاؤنٹر سے بول رہی ہوں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب ایک صاحب کے ساتھ تشریف لائے ہیں وہ کسی سرکاری کام کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں"..... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر ایک طرف موجود ایک ویٹر کو بلایا۔

"صاحبان کو جنرل مینجر صاحب کے آفس تک چھوڑ آؤ"..... کاؤنٹر گرل نے اس ویٹر سے کہا۔

"آیئے سر"..... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جنرل مینجر صاحب کے ہوٹل میں کتنے آفس ہیں پہلے ان سے ملاقات سپیشل آفس میں ہوئی اب آپ نے صرف آفس کہا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ان کا جنرل آفس ہے جہاں وہ اس وقت موجود ہیں ایک سپیشل آفس ہے جہاں وہ اہم معاملات ڈیل کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں"..... کاؤنٹر گرل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ویٹر کے پیچھے چل پڑے۔

"اس سے کہنا کیا ہے مجھے تو اس سے کوئی کام نہیں ہے ویسے بھی اس ہوٹل کے مالک بڑے صاحب کے بہت ملنے والے ہیں اس لئے میں تو ادھر کا رخ بھی نہیں کرتا"..... فیاض نے راہداری میں چلتے ہوئے کہا۔

"بڑے نواب صاحب والی واردات کا مسئلہ ہے۔ آخر تمہارے تمغوں میں اضافہ کرانا بھی تو دوستوں پر فرض ہے"..... عمران نے آہستہ سے کہا تو فیاض جس نے مسلسل برا سا منہ بنایا ہوا تھا یکلخت چونک پڑا۔ اس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

"اوہ اوہ یہ بات ہے۔ ویری گڈ۔ واقعی تم جیسے دوست تو نعمت ہوتے ہیں"..... فیاض نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آفس میں داخل ہوئے جہاں جنرل مینجر راشد ایک بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا فیاض کے ساتھ عمران کو

دیکھ کر وہ بے اختیار چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"آیئے آیئے تشریف لایئے۔ میں نے آپ کی آمد کی اطلاع ملتے ہی اپنی ساری مصروفیات منسوخ کر دی ہیں"...... راشد نے میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران اور فیاض کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... فیاض نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... راشد نے عمران اور فیاض سے مصافحہ کرنے کے بعد کہا۔

"میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ڈیوٹی کے دوران میں ایسے تکلفات کا قائل نہیں ہوں"...... فیاض کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تو پھر فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... راشد نے دوبارہ میز کے پیچھے ریوالونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اب اس کے لہجے سے گرمجوشی مفقود ہو گئی تھی۔

"پہلے تو یہ بتایئے راشد صاحب راحیلہ نے سروس جائن کر لی ہے یا نہیں"...... عمران نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں وہ سروس کر رہی ہے"...... راشد نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تو اس سے کسی کو شکایت نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں ویسے ہو بھی ہی تو چونکہ ان کی تقرری بیگم صاحبہ نے کی

ہے اس لئے اب کوئی ان کے خلاف شکایت کر ہی نہیں سکتا"۔ راشد نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ نے باقاعدہ گارڈز بھی رکھے ہوئے ہیں اپنی ذاتی حفاظت کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں دو گارڈز ہیں اور باقاعدہ حکومت کی منظوری کے بعد رکھے ہیں ان کے پاس اسلحہ بھی لائسنس والا ہے ہوٹل بزنس سے متعلق ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا ہماری مجبوری ہوتی ہے اس بزنس میں دشمنوں کی تعداد دوستوں سے بہرحال زیادہ ہوتی ہے"...... راشد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ان میں سے ایک کا نام مارٹن ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا"...... راشد نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ چونکہ دفتر میں موجود ہیں تو یہ دونوں گارڈز بھی یہاں موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں میرے سپیشل آفس کے باہر موجود ہیں۔ ان کی ڈیوٹی یہیں ہوتی ہے"...... راشد نے جواب دیا۔

"اس مارٹن کو بلوایئے"...... عمران نے کہا۔

"مگر کیوں کوئی وجہ بھی تو ہو"...... راشد نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"جنرل مینجر صاحب جیسے عمران کہہ رہا ہے ویسے ہی کریں۔ میری

مہاں موجودگی کے باوجود آپ وجہ پوچھ رہے ہیں اور یہ باتیں اس لئے آپ کے ساتھ شریفانہ انداز میں ہو رہی ہیں کہ میں آپ کے مالکوں کی عزت کرتا ہوں ورنہ یہی باتیں آپ سے ہیڈ کوارٹر میں بھی ہو سکتی تھیں"...... فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں کیا میں مجرم ہوں آخر میں نے کیا قصور کیا ہے"...... راشد نے کہا۔

"آپ مارٹن کو تو بلوائیں ابھی ساری بات کھل کر آپ کے سامنے آ جائے گی"...... عمران نے کہا تو راشد نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"باڈی گارڈ مارٹن کو میرے آفس بھجواؤ فوراً"...... راشد نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی بیلٹ کے ساتھ ہولسٹر میں ریوالور موجود تھا۔

"مارٹن یہ سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ ہیں اور یہ ان کے ساتھی ہیں علی عمران صاحب۔ یہ تم سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں ان کے سوالوں کے درست جواب دینے ہیں تم نے"...... راشد نے کہا۔

"یس سر"...... مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور عمران اور فیاض کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم نے ایک پیکٹ پرنسز واستا کی رہائش گاہ پر پہنچایا تھا وہاں سے تمہیں کتنا انعام دیا گیا تھا"...... عمران نے کہا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

"ج۔ ج۔ جی۔ جی۔ کک۔ کک کیسا پیکٹ"...... مارٹن نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے شاید خواب میں بھی عمران کی طرف سے ایسے سوال کی توقع نہ تھی۔

"گھبراؤ نہیں۔ ہمیں اس پیکٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پرنسز واستا نے سنٹرل انٹیلی جنس کو شکایت کی ہے کہ تم نے جبراً انعام کی صورت میں اس سے بھاری رقم اینٹھ لی ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ وہ سرکاری مہمان ہیں اور وی آئی پی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بھاری رقم میں نے اینٹھ لی ہے یہ سب غلط ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو انہیں پیکٹ پہنچایا انہوں نے اپنے آدمی رابرٹ سے کہا کہ اس پیکٹ میں موجود مجسمے کو کسی خصوصی سیف میں رکھ دیا جائے اور مجھے انعام دے کر واپس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ میں ان کے آدمی رابرٹ کے ساتھ گیا انہوں نے مجھے ایک کمرے کے باہر کھڑا کر دیا اور خود وہ کمرے میں چلے گئے۔ کافی دیر بعد واپس آئے اور انہوں نے مجھے دس ہزار روپے بطور انعام دیئے اور مجھے واپس جانے کا کہا اور میں واپس آ گیا"...... مارٹن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا وہ پیکٹ تمہارے سامنے کھولا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں پرنسز کے آدمی رابرٹ نے پرنسز کے حکم پر کھولا تھا اس میں کوئی پرانا سا مجسمہ تھا۔ پرنسز نے اسے اچھی طرح الٹ پلٹ کر غور سے دیکھا اور پھر اپنے آدمی رابرٹ کو دے کر کہا کہ اسے سیف میں رکھ دیا جائے اور مجھے انعام دے کر واپس بھجوا دیا جائے"...... اس بار مارٹن

نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تمہیں یہ پیکٹ کس نے دیا تھا وہاں پہنچانے کے لئے"...... عمران نے پوچھا تو مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے مڑ کر راشد صاحب کی طرف دیکھا۔

"مجھے کیوں دیکھ رہے ہو۔ بتاؤ کس نے دیا تھا پیکٹ"...... راشد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے دیا تھا"...... مارٹن نے کہا تو راشد کے ساتھ ساتھ فیاض بھی اچھل پڑا جب کہ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے دیا تھا۔ کب۔ کون سا پیکٹ۔ کیا بکواس کر رہے ہو"...... راشد نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آپ نے خود تو نہیں دیا تھا لیکن آپ نے مجھے لاجسٹز کلب کے مینجر ڈک کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ ڈک کو مجھ سے کوئی کام ہے میں ڈک کے پاس گیا تو وہ مجھے لے کر ایک تہہ خانے میں گیا وہاں ایک غیر ملکی موجود تھا اس نے وہ پیکٹ اٹھا کر ڈک کو دیا اور ڈک نے مجھے دے کر کہا کہ میں یہ پیکٹ پرنسز دانتا کی رہائش گاہ پر جا کر دے آؤں لیکن یہ پیکٹ پرنسز کے ہاتھ میں دینا ہے اور ساتھ ہی اس نے مجھے ایک ہزار روپے بھی دیئے اور پرنسز کا پتہ بھی بتا دیا۔ میں وہاں گیا تو مجھے پرنسز کے پاس بھجوا دیا گیا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے"...... مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ لیکن میرا اس پیکٹ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ڈک

میرا دوست ہے اس نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ اس نے ایک خصوصی پیغام پرنسز دانتا کو بھجوانا ہے اس کے لئے کوئی ایسا آدمی اس کے پاس بھیجوں جس پر مکمل اعتماد کیا جا سکے چنانچہ میں نے مارٹن کو بھجوا دیا اور بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے"...... راشد نے کہا۔

"کیا اس ڈک کے کلب میں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو قابل اعتماد ہوتا اور اس نے تمہیں ہی کیوں فون کیا تھا قابل اعتماد آدمی کے لئے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے"...... راشد نے جواب دیا۔

"مارٹن تم ادھر بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو مارٹن سر ہلاتا ہوا ایک طرف بیٹھ گیا تو عمران اٹھا اس نے آگے بڑھ کر میز پر رکھے ہوئے فون پیس کو اٹھا کر اس کا رخ اپنی طرف کیا اور پھر اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"لاجسٹز کلب یا اس ڈک کا کیا فون نمبر ہے"...... عمران نے رسیور اٹھا کر راشد سے پوچھا جو ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔ راشد نے جلدی سے فون نمبر بتا دیا عمران نے نمبر ڈائل کئے۔

"لاجسٹز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل فائیو سٹار کے جنرل مینجر راشد صاحب ڈک صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"صاحب موجود نہیں ہیں ایک گھنٹے بعد آئیں گے"...... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"جہاں بھی ہوں ان سے بات کراؤ انتہائی ضروری کام ہے"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں بس اتنا کہہ کر گئے ہیں کہ ایک گھنٹے بعد آئیں گے"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"او کے مسٹر راشد آپ کے اس تعاون کا بے حد شکریہ۔ مسٹر مارٹن آپ بھی جا سکتے ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راشد کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا جب کہ مارٹن اٹھا اور سلام کر کے باہر چلا گیا۔

"جناب حقیقتاً میرا کسی بات سے کوئی تعلق نہیں ہے میں تو ایسے چکروں میں پڑتا ہی نہیں کرتا"..... راشد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا کرتے ہیں آؤ سوپر فیاض اب چل کر کھانا کھا لیں پھر جا کر ڈک سے بھی مل لیں گے"..... عمران نے سوپر فیاض سے کہا تو سوپر فیاض سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کھانا آپ میری طرف سے قبول کر لیں جناب"..... راشد نے کہا۔

"ابھی نہیں ابھی ہم ڈیوٹی پر ہیں پھر سہی"..... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"یہ سب کیا ہوا ہے۔ یہ پرنس۔ مجسمہ یہ سب کیا چکر ہے۔ کیا یہ وہی مجسمہ ہے جو چوری ہوا ہے"..... فیاض نے باہر آتے ہی کہا۔

"ہاں"..... عمران نے کہا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ وہ راہداری میں ہی رک گیا تھا اس کے رکتے ہی سوپر فیاض بھی رک گیا تھا۔ آلے کا بٹن دبتے ہی ایسی آواز آنی شروع ہو گئی جیسے فون کے نمبر ڈائل کیے جا رہے ہوں۔

"لاجسٹر کلب"..... ایک ہلکی سی آواز سنائی دی تو فیاض بے اختیار چونک پڑا۔

"راشد بول رہا ہوں جنرل منیجر ہوٹل فائیو سٹار"..... راشد کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس سر ابھی آپ کے آدمی کا فون آیا تھا سر لیکن سر"..... دوسری طرف سے اسی آواز نے کہنا شروع کیا۔

"سنو وہ کال سنٹرل انٹیلی جنس کے آدمی کی طرف سے تھی۔ سنٹرل انٹیلی جنس آپ کے پیچھے لگ گئی ہے تم ایسا کرو کہ فوراً ڈیوک کو جا کر کہہ دو کہ وہ فوراً لاجسٹر کلب چھوڑ کر یہاں میرے پاس ہوٹل میں آ جائے فوراً۔ وہ لوگ یہاں سے مطمئن ہو کر چلے گئے ہیں اس لئے اب وہ یہاں نہیں آئیں گے"..... راشد کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس سر میں آپ کا پیغام پہنچا دیتا ہوں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور ڈک کو بھی جہاں بھی وہ ہو اطلاع دے دو کہ وہ فی الحال کلب

ہ آئے اور سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اس کا دوست کلب آ رہے ہیں ڈک کا معلوم کرنے۔ تم نے انہیں ڈیوک کے بارے میں کچھ نہیں بتانا"...... راشد نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے آلہ بند کر دیا۔

"اب تو دعوت حلال کر دی ہے میں نے"...... عمران نے آلہ جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"لیکن یہ چکر کیا ہے۔ یہ کس ڈیوک کو چھپایا جا رہا ہے اور کیوں"...... فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آؤ پہلے ہم واقعی کھانا کھالیں وہیں بات ہوگی"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"یہ تم نے آفس میں ڈک کا فون لگایا تھا"...... فیاض نے کہا۔

"ظاہر ہے یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے"...... عمران نے کہا اور فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈائننگ ہال میں پہنچ گئے اور پھر وہاں ایک خالی میز کے گرد بیٹھتے ہی عمران نے مینو اٹھا کر ویٹر کو آرڈر سرو کر دیا۔

"سنو یہ وہی ڈیوک ہے جو بڑے نواب صاحب کی واردات کا اہم ملزم ہے"...... عمران نے ویٹر کے جانے کے بعد کہا۔

"لیکن وہ تو ہلاک ہو چکا ہے اس کی لاش بھی دفن کر دی گئی

ہے"...... فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ ہلاک نہیں ہوا میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں آگے تمہاری مرضی کہ تم اس کے جواب میں میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔ فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہو یا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بات۔ کبھی تو اس کے بغیر بھی بات کر لیا کرو"۔ فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال سنو تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ یہ کیس سیکرٹ سروس کی ایک ذیلی تنظیم ٹائیگر ٹریپ کے پاس تھا۔ ٹائیگر ٹریپ نے اس واردات کا کھوج لگایا تو اس نے معلوم کر لیا کہ اس کے پیچھے پرنس وانا کا خاص آدمی ڈیوک ہے اور وہ مجسمہ لے کر نکل گیا ہے۔ مزید کھوج لگانے پر پتہ چلا کہ وہ ایک بحری سمگلر کی مدد سے ایک خصوصی لانچ کے ذریعے کافرستان جا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے سیکرٹ سروس کے چیف کو اطلاع دی۔ سیکرٹ سروس کے چیف نے کوسٹ گارڈز کو فوری طور پر اسے پکڑنے کا حکم دیا اور مجھے وہاں بھیجا چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ کوسٹ گارڈ نے خصوصی لانچوں اور ہیلی کاپٹرز کی مدد سے ریڈ کیا اور کشتی کو روک لیا۔ ڈیوک کے ساتھ وہاں کئی غیر ملکی اور بھی موجود تھے۔ ریڈ کے دوران ایک غیر ملکی نے مزاحمت کی کوشش کی اور وہ کوسٹ گارڈز کے ہاتھوں مارا گیا جب کہ ڈیوک کو زندہ پکڑ لیا گیا۔ ڈیوک کے پاس نقلی مجسمہ تھا اصلی نہ تھا اسی دوران سیکرٹ سروس کے

چیف کو اطلاع ملی کہ صدر مملکت نے کیس ڈیڈی کے اصرار پر دوبارہ سنٹرل انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا ہے تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ڈیوک کو ہلاک کر دوں اور اس کی لاش تمہارے حوالے کر دوں کیونکہ سیکرٹ سروس کے چیف کو اس بات پر غصہ آگیا تھا کہ صدر نے ان سے کیس کیوں لیا ہے لیکن مجھے معلوم تھا کہ اگر ڈیوک کو ہلاک کر دیا گیا تو یہ کیس کبھی بھی تم لوگ حل نہ کر سکو گے اور سیکرٹ سروس کے چیف کا حکم ماننا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر ڈیوک کو جوزف اور جوانا کے پاس پہنچا دیا اور اس ہلاک ہونے والے غیر ملکی کی لاش مع مجسمہ کے سرکاری طور پر تمہارے حوالے کر دی "...... عمران نے بتانا شروع کیا تو سوپر فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ عمران بولتے بولتے اچانک رک گیا کیونکہ ویٹر نے آکر کھانا میز پر لگانا شروع کر دیا تھا۔

"پھر کیا ہوا "...... سوپر فیاض نے ویٹر کے واپس جاتے ہی انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ڈیوک سے میں نے ذاتی طور پر پوچھ گچھ کی تو ڈیوک نے بتایا کہ وہ پرنسز وانتا کا خاص آدمی ہے اور یہ واردات اس نے پرنسز کے کہنے پر کی ہے اور اصل مجسمہ بھی پرنسز کے پاس ہے لیکن تم جانتے ہو کہ پرنسز وی وی آئی پی ہے۔ صرف ڈیوک کے بیان پر انہیں گرفتار نہیں کیا جا سکتا جب کہ مجھے اس بات کا بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ ڈیوک نے اصلی مجسمہ پرنسز کے پاس پہنچانے کی بات غلط کی ہے کیونکہ واردات سے

لے کر اس گرفتاری تک وہ پرنسز سے نہ ملا تھا کیونکہ ٹائیگر ٹیم کے آدمی پرنسز کی باقاعدہ نگرانی کر رہے تھے کیونکہ انہیں بھی شک تھا کہ اس واردات کے پیچھے پرنسز کا ہاتھ ہے لیکن وہ بھی کوئی ٹھوس ثبوت حاصل کرنا چاہتے تھے اس پر میں ایک اور کھیل کھیلا اور ایسے انتظامات کر دیئے کہ ڈیوک فرار ہو سکے لیکن اسے یہ احساس نہ ہو سکے کہ اسے جان بوجھ کر فرار کرایا جا رہا ہے چنانچہ ڈیوک فرار ہو گیا اس کی نگرانی کی گئی۔ اس نے فرار ہوتے ہی ایک پبلک فون بوتھ سے اس جنرل مینجر راشد کو فون کیا۔ راشد نے اسے لاجسٹر کلب کے ڈک کے پاس جانے کا کہا اور ڈیوک لاجسٹر کلب پہنچ گیا۔ اس اطلاع پر جنرل مینجر راشد اور لاجسٹر کلب دونوں کے فون ٹیپ کرائے گئے۔ تب پتہ چلا کہ اصلی مجسمہ راشد کی تحویل میں ہے۔ ڈیوک کے اس سے لاجسٹر کلب کے انچارج اور پارٹنر لاجسٹر کے ذریعے تعلقات ہوئے تھے کیونکہ لاجسٹر اور راشد دونوں جرائم میں پارٹنر تھے راشد اس کی سرپرستی کرتا تھا اور جرائم میں اس سے حصہ لیتا تھا اور لاجسٹر کے مرنے کے بعد سارا کاروبار راشد کے قبضے میں آگیا اور اس نے ڈک کو اس کا انچارج بنا دیا۔ ڈیوک اس گرفتاری کے بعد مجسمہ لے کر دوبارہ فرار ہونا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس کے پاس سے اصلی مجسمہ برآمد ہو گیا تو لامحالہ اس سارے قتل عام کا ذمہ دار وہی قرار پائے گا اور پھر پرنسز بھی اسے نہ چھڑا سکے گی اور اسے موت کی سزا دی جائے گی اس لئے اس نے سوچا کہ مجسمہ کسی طرح پرنسز تک پہنچا دیا جائے اس طرح وہ آزاد ہو

جائے گا۔ چنانچہ اس نے راشد سے بات کی کہ پرنسز تک اس کا کوئی آدمی مجسمہ پہنچا دے تو وہ پرنسز سے کہہ کر اسے بھاری اور بڑا انعام دل دے گا۔ راشد رضامند ہو گیا۔ ڈیوک نے اسے کہا کہ وہ مجسمہ دے کر اپنا آدمی اس کے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس آدمی کے حوالے سے پرنس سے بات کرے۔ چنانچہ راشد نے مجسمہ اس مارٹن کے ہاتھ ڈیوک کے پاس بھجوا دیا اس لئے مارٹن نے پہلے بے ساختہ کہا تھا کہ اسے مجسمہ راشد نے خود دیا تھا لیکن پھر راشد کے چھنے پر وہ بات بدل گیا تھا بہرحال ڈیوک نے پرنسز سے فون پر بات کی جو ٹیپ ہو گئی۔ اس طرح پتہ چل گیا کہ اصل مجسمہ اس مارٹن کے ذریعے پرنسز تک پہنچ گیا ہے اب مسئلہ تھا اس پرنسز کے خلاف ٹھوس ثبوت حاصل کرنے کا کیونکہ ظاہر ہے کیس ڈیڈی کے پاس تھا اور ڈیڈی بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے کسی طرح بھی پرنسز پر ہاتھ نہ ڈالتے۔ ادھر پرنسز کے پاس اصلی مجسمہ تو پہنچ گیا تھا اور وہ بحیثیت پرنسز اسے آسانی سے ملک سے لے جا بھی سکتی تھی چنانچہ میں نے ایک اور کھیل کھیلا اور اسے پرنس کاچان کا سیکرٹری بن کر فون کر دیا کہ اصلی مجسمہ پرنس کاچان کے پاس ہے اور اگر پرنسز چاہے تو اسے فروخت بھی کیا جا سکتا ہے اور باقاعدہ پرنس کاچان اس بارے میں اسے رسید بھی دے سکتا ہے اور پرنسز اس جال میں پھنس گئی۔ اسے یہی معلوم تھا کہ پرنس کاچان کے پاس اصلی مجسمہ نہیں ہے نقلی ہے لیکن اس نے اپنی طرف سے گیم کھیلی کہ اگر پرنس کاچان کی رسید اسے مل جائے تو اس کے پاس مجسمے کی ملکیت کا قانونی

جواز بن جائے گا۔ چنانچہ وہ رضامند ہو گئی۔ ہوٹل پلازہ کے سپیشل ہال میں پرنس کاچان اور میں پہنچ گئے اور اسے پرنس کاچان کی طرف سے رسید دے دی گئی۔ اب پرنسز پوری طرح مطمئن ہو گئی ہے کیونکہ اسے پرنس کاچان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں وہ اسے واقعی پرنس کہہ رہی ہے"۔ عمران نے کھانا کھاتے ہوئے مزید تفصیل بتائی۔

"لیکن یہ پرنس کاچان ہے کون"...... فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سلیمان وہی تو کچن یا کاچان کا پرنس ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا تو یہ چکر ہے لیکن اس طرح تو تم دونوں پھنس جاؤ گے تم نے پرنسز سے فراڈ کر کے بھاری رقم وصول کر لی ہے اور اس جرم میں تمہیں اور تمہارے پرنس دونوں کو ہتھکڑیاں ڈالی جا سکتی ہیں"۔ فیاض نے چہکتے ہوئے کہا۔

"کس جرم میں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فراڈ کے جرم میں"...... فیاض نے جواب دیا۔

"لیکن ثابت کیسے کرو گے کہ سلیمان پرنس کاچان ہے"۔ عمران نے کہا تو فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"چلو چھوڑو تم بہرحال میرے دوست ہو اور وہ تمہارا باورچی ہے اس لئے اسے معاف کیا جا سکتا ہے"...... فیاض نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ واقعی تمہارے کارناموں میں ایک اور کارنامے کا اضافہ کر دوں لیکن تمہیں شاید موت راس نہیں آتی ٹھیک ہے تم کھانا کھا کر واپس جاؤ اور جا کر یہ کیس حل کرو"...... عمران نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

"پھر وہی بات ایک تو تم ذرا سی بات پر عورتوں کی طرح روٹھ جاتے ہو"...... فیاض نے کہا۔

"عورتیں بھی اس وقت روٹھتی ہیں جب ان کی فرمائش پوری نہیں ہوتی۔ تم تو بہرحال شادی شدہ ہو تمہیں تو اس کا تجربہ ہوگا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور بے اختیار ہنس دیا۔

"حیرت ہے کہ تمہاری شادی بھی نہیں ہوئی اور تمہیں عورتوں کے بارے میں ایسی باتوں کا علم ہے"...... فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لقمان حکیم نے حکمت احمقوں سے سیکھی تھی"...... عمران نے جواب دیا تو فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اگر میں احمق ہوں تو تمہارے ڈیڈی بھی اسی زمرے میں آتے ہیں"...... فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو تم جیسے سپرنٹنڈنٹ کو بھگت رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو تو اب تمہارا مطلب ہے کہ میں اس راشد۔ مارٹن۔ ڈک۔ ڈیوک اور پرنس سب کو گرفتار کر لوں اور اصلی

مجرم برآمد کر لوں اس طرح کیس ختم ہو جائے گا وری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں"...... فیاض نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اچانک اس کے ذہن میں یہ خیال آیا ہو۔

"یہ سب مکر جائیں گے اور ڈیڈی تمہیں گولی مار دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"کیسے مکر جائیں گے میں ان سے پہلے سب کچھ قبول کرا لوں گا پھر کارروائی ڈالوں گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ اس ہوٹل کے مالکان کے ڈیڈی سے قریبی تعلقات ہیں اس لئے جیسے ہی تم جنرل منیجر کو گرفتار کرو گے ڈیڈی تک بات پہنچ جائے گی اور پھر ڈیڈی ظاہر ہے اس کا بیان اپنے سامنے لکھوائیں گے اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فیاض اس طرح دوبارہ کرسی پر ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے اچانک توانائی نام کی چیز غائب ہو گئی ہو۔

"پھر۔ پھر کیا کرنا ہے چلو تم بتاؤ"...... فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ اس بڑے کیس کے بعد تم فرمائش پوری کرو گے تو بات آگے بڑھ سکتی ہے ورنہ میں نے بہرحال کھانا کھا لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی فرمائش"...... فیاض نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے نام سے ایک خیراتی ٹرسٹ بنانا چاہتا ہوں تاکہ اس

ٹرسٹ کے تحت غریبوں کی امداد کی جاسکے فیاض چیری ٹیبل ٹرسٹ لیکن ظاہر ہے ٹرسٹ کے لئے عطیات کی ضرورت تو پڑے گی اور عطیات لوگ اس وقت دیتے ہیں جب ٹرسٹ قائم کرنے والے کے عطیہ کی رسید انہیں دکھائی جاتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹرسٹ میں خود بنالوں گا تمہیں یہ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم اپنی بات کرو"...... فیاض نے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی پھر خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھنے لگا۔

"بیٹھو بیٹھو۔ چلو ٹھیک ہے عطیہ دے دوں گا بس اب تو خوش ہو"...... فیاض نے کہا۔

"مجھے تمہارے وعدے پر مکمل اعتماد ہے اس لئے وعدہ کر لو"۔ عمران نے کہا۔

"کہا تو ہے اور کیا وعدہ کر دوں دوں گا عطیہ"...... فیاض نے کہا۔

"اوکے تو سنو آج رات کو پرنس کاچان اور اس کا سیکرٹری ڈم ڈم پرنسز وانیتا کے ہاں بطور مہمان مدعو ہیں۔ تم اس وقت پرنسز کی رہائش گاہ پر ریڈ کر دینا جب پرنس کاچان وہاں موجود ہو اور پرنسز سے کہنا کہ تمہیں اطلاع ملی ہے کہ بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہونے والا اصلی مجسمہ پرنسز کے پاس ہے۔ ظاہر ہے پرنسز یا تو یہ کہے گی کہ یہ مجسمہ پرنس کاچان نے اس کے ہاتھ فروخت کیا ہے ساتھ ہی رسید

بھی دکھائے گی یا پھر وہ صاف انکار کر دے گی۔ دوسری صورت میں تم مجسمہ وہاں سے برآمد کر لینا۔ رسید کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہوگی کیونکہ پرنس کاچان نقلی ہوگا اور پرنسز کے خلاف ٹھوس ثبوت مل جائے گا اور اگر پرنسز وہ مجسمہ اور رسید خود ہی تمہیں دے دے تو تم پرنس کاچان کو ساتھ لے کر ڈیڈی کے پیش کر دینا۔ میں ساتھ ہوں گا باقی کام میں خود سنبھال لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا پرنسز کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارنے کے لئے مجھے تمہارے ڈیڈی سے اجازت لینی ہوگی۔ انہوں نے حکم دے رکھا ہے کہ جب تک ان سے نہ پوچھ لیا جائے پرنسز کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے"...... فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ ڈیوک کو گرفتار کر لو۔ راشد اور مارٹن کے صرف بیانات لکھ لینا۔ ڈیوک کو ڈیڈی کے سامنے پیش کر دینا پھر ڈیوک خود ہی ساری بات بتا دے گا۔ اس کے بعد ڈیڈی خود ہی پرنسز کی رہائش گاہ سے اصلی مجسمہ برآمد کر لیں گے اور ساری کارروائی مکمل ہو جائے گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن راشد اور مارٹن کو اگر چھوڑ دیا تو وہ پرنسز کو اطلاع کر دیں گے اور مجسمہ غائب کر دیا جائے گا"...... فیاض نے کہا۔

"اگر تم نے انہیں باقاعدہ گرفتار کیا تو ڈیڈی تک بات پہنچ جائے گی اور یہ لوگ اپنے بیانات سے مکر جائیں گے تم ان کی فکر مت کرو انہیں میرے آدمی غائب کر دیں گے اور اس طرح پرنسز کو علم نہ

ہوسکے گا اور چھاپہ کامیاب رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے جب تمہارے ڈیڈی کے سامنے ڈیوک کا بیان ہو جائے گا پھر تم ان دونوں کو میرے حوالے کر دینا پھر یہ مکر بھی گئے تو تمہارے ڈیڈی بہرحال اصل بات سمجھ جائیں گے"...... فیاض نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہے میں تو یہ ساری کارروائی تمہاری خاطر ہی کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تو چلو اٹھو ڈیوک اس راشد کے دفتر پہنچ چکا ہوگا۔ میں پہلے اسے گرفتار کرلوں باقی کارروائی ہوتی رہے گی"...... فیاض نے کہا۔

"یہ کارروائی تم نے اکیلے کرنی ہے میں ساتھ گیا تو ڈیڈی ساری بات سے مشکوک ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا تو فیاض نے اثبات میں سرہلادیا۔ فیاض نے ویٹر کو بلا کر بل ادا کیا۔

"خیال رکھنا وہ ٹرسٹ کو عطیے دینے کا وعدہ تم نے بہرحال پورا کرنا ہے ورنہ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ضرور وعدہ پورا ہوگا"...... فیاض نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلادیا اور پھر وہ دونوں ڈائننگ ہال سے نکل کر بڑے ہال کی طرف بڑھ گئے۔ فیاض تو اسی راہداری کی طرف بڑھ گیا جدھر جنرل مینیجر کا آفس تھا جب کہ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سر عبدالرحمن اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ سر عبدالرحمن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ٹھیک ہے کراؤ بات"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر کہا ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہیلو ایکسٹو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی لیکن لہجہ نرم تھا۔

"یس میں عبدالرحمن بول رہا ہوں فرمایئے کیسے فون کیا ہے"۔ سر عبدالرحمن نے اسی طرح نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر عبدالرحمن بڑے نواب صاحب والا کیس آپ کے پاس ہے

اس سلسلے میں چند ضروری اطلاعات مجھے موصول ہوئی تھیں وہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں"...... دوسری طرف سے باوقار لہجے میں کہا گیا۔

"جی فرمایئے"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

"بڑے نواب صاحب کے ساتھ ہونے والی اس واردات کے پیچھے پرنسز واستا کا ہاتھ ہے اور اس نے یہ ساری کارروائی نواب صاحب کے ذخیرے سے سملنگا کا مجسمہ اڑانے کے لئے کرائی ہے۔ ڈیوک اس کا خاص آدمی ہے اس نے لاجسٹر کلب کے پیشہ ور قاتلوں کی مدد سے یہ ساری کارروائی کی ہے"...... ایکسٹو نے کہا۔

"یہ سب باتیں تو مجھے معلوم ہیں کوئی نئی بات"...... سر عبدالرحمن نے خشک لہجے میں کہا۔

"نئی بات یہ ہے کہ اصلی مجسمہ پرنسز کے پاس پہنچ چکا ہے اور اس کا آدمی ڈیوک زندہ ہے اور میں نے اسے آپ کے سپرنٹنڈنٹ کے ہاتھوں گرفتار کرا دیا ہے"...... ایکسٹو نے کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

"ڈیوک زندہ ہے یہ کیسے ممکن ہے اس کی تو لاش ہمارے حوالے کی گئی تھی"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"وہ لاش ایک اور غیر ملکی کی تھی جسے ڈیوک سمجھ لیا گیا تھا۔ ڈیوک فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے واردات کے بعد اصلی مجسمہ ہوٹل فائیو سٹار کے جنرل مینجر راشد کے حوالے کر دیا اور خود نقلی

مجسمہ لے کر فرار ہو رہا تھا تاکہ اگر پکڑا بھی جائے تو اصلی مجسمہ برآمد نہ ہو سکے۔ جب اس لانچ پر ریڈ ہوا تو وہ بچ نکلا اور واپس وہ راشد کے پاس پہنچ گیا۔ راشد نے اسے لاجسٹر کلب کے موجودہ انچارج ڈک کے پاس پہنچا دیا لیکن ڈیوک نے اپنی جان چھڑانے کے لئے اصلی مجسمہ اس راشد کے آدمی مارٹن کے ذریعے پرنسز تک پہنچا دیا۔ پرنسز اس مجسمے کو فوری طور پر ملک سے نکال دیتی تو اس کے خلاف ثبوت ختم ہو جاتا اس لئے میرے حکم پر عمران نے پرنس کاچان کے سیکرٹری کے طور پر اس سے بات کی اور اصلی مجسمہ اسے فروخت کرنے کی آفر کی پرنسز کو چونکہ علم تھا کہ اصلی مجسمہ اس کے پاس ہے اور پرنس لامحالہ اسے نقلی مجسمہ فروخت کر رہا ہے لیکن جب عمران نے اسے بتایا کہ پرنس کاچان اسے باقاعدہ رسید دے گا تو وہ ڈیل کرنے پر تیار ہو گئی کیونکہ اسے یہ علم نہ ہے کہ پرنس کاچان کی کوئی قانونی یا سرکاری حیثیت نہیں ہے۔ چنانچہ یہ ڈیل ہوئی اور پرنس کاچان نے اسے رسید جاری کر دی اس طرح پرنسز مطمئن ہو گئی اور اس نے فوری طور پر مجسمے کو نکالنے کا ارادہ بدل دیا۔ چنانچہ میرے حکم پر عمران نے آپ کے سپرنٹنڈنٹ کو ساتھ لیا اور جنرل مینجر راشد سے ملا جہاں یہ بات سامنے آگئی کہ راشد کے باڈی گارڈ مارٹن نے یہ مجسمہ پرنسز تک پہنچایا تھا اور ڈیوک کو بھی اس نے لاجسٹر کلب میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ عمران کے کہنے پر سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ڈیوک کو گرفتار کر لیا ہے تاکہ اسے آپ کے سامنے پیش کر کے اس کا بیان کرا دے اس طرح آپ کو پرنسز پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ٹھوس ثبوت

بھی مل جائے گا اور آپ اس کی رہائش گاہ پر چھاپہ مار کر اصلی مجسمہ بھی برآمد کر سکیں گے اس طرح پرنسو گرفتار ہو سکے گی۔ میں نے آپ کو کال اس لئے کیا ہے تاکہ آپکو یہ بتایا جاسکے کہ عمران نے میرے حکم پر اپنے باورچی سلیمان کو بطور پرنس کاچان ظاہر کر کے یہ ساری کارروائی کی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اس بھیانک واردات کے پیچھے اصل شخصیت کو گرفتار کیا جاسکے جس کی گرفتاری کے لئے بظاہر کوئی ٹھوس وجہ موجود نہ تھی۔ آپ سیکرٹری خارجہ سر سلطان سے بات کر کے پرنسو کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ خدا حافظ"۔ ایکسٹو نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سر عبدالرحمن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے وہ چند لمحوں تک خاموش بیٹھے سوچتے رہے پھر انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بات کراؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج تو سر عبدالرحمن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"سر سلطان صاحب سے بات کیجئے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عبدالرحمن بول رہا ہوں سلطان۔ ابھی چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو کی کال آئی تھی۔ بڑے نواب صاحب اس کے خاندان اور ملازموں کی ہلاکت کے پیچھے پرنسز واسنا آف پالینڈ کا ہاتھ ہے۔ چیف ایکسٹو نے کہا ہے کہ میں آپ سے بات کر کے پرنسو کے خلاف کارروائی کر سکتا ہوں کیا ایسا کرنا ضروری ہے جب کہ پرنسو کسی سرکاری دورے پر تو یہاں نہیں آئی"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"چیف نے آپ کو کال کرنے سے پہلے مجھ سے اس معاملے پر بات کی تھی ان کا بھی یہی خیال تھا کہ چونکہ پرنسو سرکاری دورے پر پاکیشیا نہیں آئی اس لئے آپ اسے بغیر وزارت خارجہ کی رضامندی کے گرفتار کر سکتے ہیں لیکن میں نے انہیں بتایا کہ گو پرنسو سرکاری دورے پر نہیں آئی لیکن بہرحال اس کا تعلق پالینڈ کے شاہی خاندان سے ہے اور پالینڈ سے پاکیشیا کے انتہائی قریبی اور دوستانہ تعلقات بھی ہیں اور کئی ایسے سیکرٹ معاہدے بھی ہیں جن سے پاکیشیا مفاد اٹھا رہا ہے اس لئے پرنسو کی گرفتاری سے پاکیشیا اور پالینڈ کے درمیان تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں نے انہیں کہا کہ میں ذاتی طور پر پالینڈ کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر جیمسن جو کہ خود بھی شاہی خاندان سے متعلق ہیں اس معاملے پر بات کروں گا۔ ویسے بھی ان کے مجھ سے ذاتی تعلقات ہیں چنانچہ ان کے حکم پر میں نے

سر جیمسن سے فون پر بات کی ہے سر جیمسن نے کہا ہے کہ پرنسز کی گرفتاری کسی صورت بھی پاکیشیا میں نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس طرح پالینڈ کا شاہی خاندان بدنام ہو جائے گا اور آج کل پالینڈ میں شاہی خاندان کے خلاف تحریک چل رہی ہے اسے تقویت مل جائے گی البتہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر پرنسز کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت موجود ہے کہ وہ براہ راست کسی جرم میں ملوث ہے تو یہ ثبوت انہیں بھجوا دیئے جائیں وہ پرنسز کے خلاف خصوصی عدالت میں کیس پیش کر کے اسے مطلوبہ سزا دلا دیں گے اور سزا کے بعد اسے حکومت پاکیشیا کے حوالے کیا جا سکتا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازمین کی ہلاکت میں درپردہ تو پرنسز کا ہاتھ ہو سکتا ہے لیکن ظاہر ہے وہ براہ راست تو اس میں ملوث نہیں ہو سکتیں البتہ ان کا آدمی ڈیوک جو براہ راست ملوث ہے وہ بیان اگر دے دے گا کہ اس نے پرنسز کے حکم پر یہ قتل وغارت کرائی ہے تب تو پرنسز پر براہ راست جرم ثابت ہو جائے گا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"لیکن آپ اس صورت میں بھی پرنسز کو گرفتار نہیں کریں گے یہ میری درخواست ہے کیونکہ اس سے پاکیشیا کے مفادات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"سوری سر سلطان ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ ملزم کو صرف اس بات پر چھوڑ دیا جائے کہ اس کا تعلق شاہی خاندان سے ہے یہ اصول کے

خلاف ہے۔ اگر وہ ملزم ہوئی تو اسے لازماً گرفتار کیا جائے گا۔ یہ اور بات ہے کہ عدالت اس کی ضمانت لے لے"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور سوپر فیاض نے اندر داخل ہو کر سیلوٹ کیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض تیزی سے آگے بڑھا۔

"جناب میں نے بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازمین کے قتل میں ملوث اصل آدمی ڈیوک کو گرفتار کر لیا ہے ہمیں غلط بتایا گیا تھا کہ ڈیوک ہلاک ہو چکا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کا بیان آپ کی موجودگی میں ہو کیونکہ اس کیس کی اصل ملزمہ پرنسز واشا ہیں"...... سوپر فیاض نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں سے گرفتار کیا ہے اسے"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہوٹل فائیو سٹار کے جنرل مینجر راشد کے آفس سے جناب اسے راشد نے ہی چھپایا ہوا تھا اور جناب جو اصلی مجسمہ بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہوا تھا وہ اس ڈیوک نے جنرل مینجر راشد کے باڈی گارڈ کے ذریعے پرنسز کی رہائش گاہ پر پہنچا دیا ہے۔ وہ مجسمہ اس وقت پرنسز کی تحویل میں ہے"...... سوپر فیاض نے اپنی طرف سے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم پر اچانک پوری واردات کیسے منکشف ہو گئی ہے"...... سر

عبدالرحمن نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ کے حکم کی تعمیل میں بھاگ دوڑ کی ہے تب اس واردات کی کڑیاں ملی ہیں جناب"...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران نے اس کیس میں تمہاری کوئی مدد کی ہے"۔ سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"یس سر آپ نے حکم دیا تھا اس لئے میں نے عمران سے بات کی اور پھر عمران اور میں نے مل کر اس کیس پر کام کیا ہے"...... اس بار سوپر فیاض کا لہجہ دھیما تھا۔

"کہاں ہے ڈیوک"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"انکوائری روم میں جناب"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اور راشد اور مارٹن وہ کہاں ہیں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"انہیں ابھی گرفتار نہیں کیا گیا جناب کیونکہ جب تک ڈیوک کا بیان نہ ہو جائے جناب اس وقت تک ان کے خلاف بظاہر کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے وہ اس ساری واردات سے لاتعلقی بھی ظاہر کر سکتے ہیں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"گڈ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں واقعی عقل آ گئی ہے ٹھیک ہے جا کر ڈیوک کا بیان لکھو۔ میں بعد میں اس سے پوچھ گچھ کر لوں گا"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض نے سیلوٹ کیا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھی پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہز ہائی نس پالینڈ سے سیکرٹری وزارت خارجہ سر جیمسن آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے سیکرٹری فون کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سر جیمسن اوہ کراؤ بات"...... پرنسز نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"ہیلو میں سر جیمسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"یس انکل میں واشا بول رہی ہوں۔ خیریت آپ نے کیسے فون کیا اور یہاں کا فون نمبر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا"...... واشا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں کا فون نمبر تو سفیر صاحب سے مل گیا ہے لیکن تمہارے لئے انتہائی پریشان کن خبر ہے حکومت پاکیشیا کسی بھی لمحے تمہیں کسی نواب صاحب اور ان کے ملازمین کے قتل کے سلسلے میں گرفتار کر سکتی ہے۔ پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے مجھے فون کر کے اس معاملے میں میری رائے معلوم کی تھی۔ گو میں نے انہیں تمہاری گرفتاری سے منع کر دیا ہے لیکن ان سے ہونے والی بات چیت سے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے خلاف کام کر رہی ہے اور اس نے تمہارے خلاف ٹھوس ثبوت بھی حاصل کر لئے ہیں اور مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے اختیارات اور اصولوں کا بھی علم ہے اس لئے وہ لامحالہ تمہیں گرفتار کر لیں گے اور اگر انہوں نے تمہیں گرفتار کر لیا تو پھر ان کے لئے تمہیں قتل کے الزام میں سزا دینا مشکل نہ ہو گی اس لئے میں نے سفیر صاحب کو فون کر کے انہیں فوری طور پر تمہارے لئے ایک جیٹ طیارہ کافرستان کے لئے چارٹرڈ کرانے کا حکم دیا ہے تم اس وقت فوراً اس جیٹ طیارے کے ذریعے پاکیشیا سے نکل کر کافرستان پہنچ جاؤ بعد میں ہم سب کچھ سنبھال لیں گے لیکن تمہاری وہاں کسی بھی جرم میں گرفتاری پالینڈ اور اس کے شاہی خاندان کے لئے انتہائی بدنامی کا موجب بن جائے گی"۔ سر جیمسن نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ مگر انکل میں نے تو ایسا کوئی جرم نہیں کیا"...... پرنسز

نے کہا۔

"تم نے جرم کیا ہے یا نہیں ہے یہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال شاہی خاندان کی آبرو بچانے کا مسئلہ ہے"...... سر جیمسن نے کہا۔

"ٹھیک ہے انکل جیسے آپ کہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"سفیر صاحب سے بات کرو اور فوری طور پر پاکیشیا سے نکلنے کی کرو ایک لمحے کی دیر بھی نہ لگانا"...... سر جیمسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پرنسز نے جلدی سے کریڈل کو ٹیپ کرنا شروع کر دیا۔

"یس ہر ہائی نس"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پالینڈ سفارت خانے میں سفیر صاحب سے فوری بات کراؤ"۔ پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رابرٹ اندر داخل ہوا۔

"اوہ کیا ہوا تم پریشان نظر آ رہی ہو خیریت"...... رابرٹ نے چونک کر کہا تو پرنسز نے اسے سر جیمسن کی کال کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ اوہ سر جیمسن جیسے آدمی نے غلط بات نہیں کی ہو گی ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہئے"...... رابرٹ نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم جا کر وہ مجسمہ لے آؤ۔ جلد کر دا سے پیک کر کے لے آنا اور اس کے ساتھ ہی میرا ضروری سامان کار میں رکھواؤ جلدی کرو"...... پرنسز نے کہا تو رابرٹ سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہر ہائی نس سفیر صاحب سے بات کیجئے"...... سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو پرنسز سپیکنگ"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ہر ہائی نس حکم فرمایئے"...... سفیر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سر جیمسن نے آپ سے طیارہ چارٹرڈ کرانے کے بارے میں کہا ہوگا"...... پرنسز نے کہا۔

"یس ہر ہائی نس میں نے ان کے حکم پر فوری طور پر انتظامات کیے ہیں۔ طیارہ چارٹرڈ ہو چکا ہے۔ کاغذات بھی مکمل ہو چکے ہیں آپ ایئر پورٹ پہنچ جایئے میں بھی وہیں جا رہا ہوں"...... سفیر صاحب نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آ رہی ہوں"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب آپ نے پرنسز کے خلاف ثبوت فراہم کرنے میں تو بے حد محنت کی لیکن اب آپ نے اچانک اسے ڈھیل دے دی ہے اس کی کیا وجہ ہے"...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"سر سلطان سے بات کرنے سے پہلے میں واقعی پرنسز کو ڈیڈی کے ہاتھوں گرفتار کرانا چاہتا تھا لیکن سر سلطان نے جس طرح پاکیشیا کے مفادات کے خطرے کی بات کی ہے اس سے معاملات بدل گئے ہیں۔ ویسے بھی یہ سیکرٹ سروس کا کیس ہی نہیں ہے اور اصل ملزم ڈیوک بھی گرفتار ہو چکا ہے اور ابھی تمہارے سامنے ٹائیگر نے ٹرانسمیٹر پر کال کرتے ہوئے اطلاع دی ہے کہ انٹیلی جنس نے جنرل مینجر راشد اور اس کے باڈی گارڈ مارٹن کو بھی گرفتار کر لیا ہے"...... عمران نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پرنسز تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکی ہے وہ اصلی مجسمہ بھی ساتھ لے جا رہی ہے"...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی تو پرنس کاچان اور اس کے سیکرٹری نے پرنسز کے ہاں دعوت کھانی ہے یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ پرنس کاچان کو دعوت دی جائے اور پھر دعوت نہ کھلائی جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اب پرنس کاچان پالینڈ جا کر دعوت کھائے گا اور وہاں سے اصل مجسمہ واپس لے آئے گا"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر پرنس کاچان کے پاس پالینڈ جانے کا خرچہ ہوتا تو وہ یہاں دعوتیں کھاتا پھرتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ابھی جوزف نے کال کر کے یہی بتایا ہے کہ سر جیمسن کی کال کے بعد پرنسز نے پالینڈ کے سفیر کو کال کیا ہے اور سفیر صاحب طیارہ چارٹرڈ کرا چکے ہیں اور پرنسز اپنے ساتھی رابرٹ کے ساتھ ایئر پورٹ روانہ بھی ہو چکی ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کام تو ڈیڈی کا ہے کہ وہ پرنسز کو روکیں اور اس سے اصلی مجسمہ حاصل کریں۔ ہمارا کام تو دعوت کھانا ہے وہ ہم بہرحال کھا لیں

گے"...... عمران نے گول مول سا جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کے ذہن میں کوئی خاص منصوبہ موجود ہے اور آپ ابھی اس کو اوپن نہیں کرنا چاہتے"...... بلیک زیرو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"منصوبہ سازی تو ہر ذہن کا مستقل کام ہوتا ہے تمہارے ذہن میں بھی لاکھوں منصوبے بنتے رہتے ہوں گے اصل بات تو کسی منصوبہ کے روبہ عمل کرنے کے ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کی ہوئی تھی اور اس سے پہلے بھی ٹائیگر کی کال اسی فریکونسی پر آئی تھی اور عمران ٹرانسمیٹر کال سے سمجھ گیا تھا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہو گی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ٹائیگر کالنگ اوور"...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اوور"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس طیارہ کافرستان کے لئے چارٹرڈ کرایا گیا ہے۔ ایئر پورٹ پر پالینڈ کے سفیر بذات خود موجود ہیں اور پرنسز وانستا بھی پہنچنے والی ہیں۔ اب کیا حکم ہے اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جب طیارہ پرواز کر جائے تو مجھے اسی فریکونسی پر یہ فوری اطلاع دینا۔ طیارے کا نمبر اور دیگر تفصیلات کیا ہیں اوور"...... عمران نے

پوچھا تو ٹائیگر نے نمبر اور تفصیلات بتا دیں اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے ایک چارٹرڈ طیارہ کافرستان پہنچے گا اس کا نمبر اور تفصیلات نوٹ کر لو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کا بتایا ہوا نمبر اور تفصیلات دوہرا دیں۔

"یس سر"...... ناٹران نے کہا۔

"اس طیارے میں پالینڈ کے شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی پرنسز دانتا پاکیشیا سے کافرستان غیر سرکاری طور پر پہنچ رہی ہے تم نے اس کی مکمل نگرانی کرانی ہے کہ وہ کہاں ٹھہرتی ہے۔ اس کے پاس ایک پیکٹ ہے جس میں ایک قدیم مجسمہ ہے یہ مجسمہ تم نے اس طرح حاصل کرنا ہے کہ پرنسز کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ مجسمہ کون لے گیا ہے اور جیسے ہی وہ کافرستان پہنچے تم نے فوری اطلاع دینی ہے"۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ناٹران نے جواب دیا اور

عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے مجسمہ حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اسے یہاں پہنچانے کے بارے میں ہدایت نہیں دی کیا آپ خود وہاں جانا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے اب پرنس کاچان اتنا بھی غریب نہیں ہے کہ دعوت کھانے کافرستان بھی نہ جا سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن پرنسز کو گرفتار نہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جانتے بوجھتے قاتلہ کو چھوڑ دیا ہے"...... تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلی بات تو پاکیشیا کے مجموعی مفادات ہیں اصل قاتل ڈیوک گرفتار ہو چکا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر پرنسز کو گرفتار بھی کر لیا جائے تب بھی اسے کوئی عدالت سزا نہیں دے سکتی کیونکہ پرنسز کے خلاف اصل شہادت صرف ڈیوک کا بیان ہوگا اور ڈیوک یقیناً یا تو ہلاک کر دیا جائے گا یا عدالت میں جا کر اپنے بیان سے مکر جائے گا اس طرح گرفتاری سے فائدہ کوئی نہ ہوگا سوائے ملک کے مجموعی مفادات کو نقصان پہنچنے کے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ بات تو آپ کے ڈیڈی بھی کہہ سکتے ہیں پھر وہ اس کی گرفتاری کیوں چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ڈیڈی اصولوں کو دیکھتے ہیں اور کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔

انہوں نے بہرحال ڈیوک کے بیان پر اسے عدالت میں پیش کر دینا تھا اس لئے میں نے جان بوجھ کر پرنسز کو فرار ہونے کا موقع دیا ہے۔ باقی رہا مجسمہ تو وہ بہرحال پاکیشیا کی ملکیت ہے اس لئے وہ اس سے حاصل کرنا ضروری ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اگر مقصد مجسمہ حاصل کرنا تھا تو وہ یہاں بھی حاصل کیا جا سکتا تھا"... بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر یہ مجسمہ ڈیڈی کی تحویل میں پہنچ جاتا اور مال مسروقہ بن جاتا اور پرنسز یا اس کے آدمی خاموشی سے اسے دوبارہ چوری کر کے پالینڈ پہنچا دیتے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے آپ یہ مجسمہ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے اس مجسمے کا اچار ڈالنا ہے البتہ ہو سکتا ہے کہ پرنس کا جان اس مجسمے کے ذریعے خزانہ حاصل کرنے کا خواہشمند ہو لیکن اس کے لئے بھرنا تھا دیوی کا مجسمہ بھی ضروری ہے جو پرنسز کے پاس ہے وہ بھی پاکیشیا کی ہی ملکیت ہے اور پرنسز نے اسے غیر قانونی طور پر حاصل کر رکھا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ٹائیگر کالنگ اوور"۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اوور"..... عمران نے کہا۔

"باس طیارہ روانہ ہو چکا ہے۔ پرنسز کے ساتھ اس کا ایک ساتھی رابرٹ اور دو باڈی گارڈ طیارے میں سوار ہوئے ہیں۔ اوور"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سامان کی کیا پوزیشن تھی اوور"..... عمران نے پوچھا۔

"ایک پیکٹ رابرٹ نے اٹھایا ہوا تھا جب کہ باقی سامان بیگز کی صورت میں تھا جن کی تعداد آٹھ تھی اوور"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس پیکٹ کو ایئرپورٹ پر چیک کیا گیا ہوگا اوور"..... عمران نے کہا۔

"نو سر۔ طیارے پر جانے سے پہلے رابرٹ نے یہ پیکٹ سفیر صاحب کو دے دیا اور پھر سفیر صاحب اپنی کار میں اس پیکٹ سمیت رن وے پر طیارے کے قریب پہنچے اور وہاں یہ پیکٹ پرنسز کے حوالے کر دیا گیا۔ میں نے یہ سب کچھ ٹیلی سکوپ کی مدد سے خود چیک کیا ہے اوور"..... ٹائیگر نے کہا۔

"او کے اب تم واپس جا سکتے ہو اوور اینڈ آل"..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ناٹران بول رہا ہوں"..... ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"..... ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرنسز کا طیارہ پاکیشیا سے روانہ ہو چکا ہے۔ پرنسز کے ساتھ اس کا

ایک آدمی رابرٹ نامی ہے اور دو باڈی گارڈز ہیں۔ پرنسز کے اس آدمی کے پاس ایک پیکٹ ہے جس میں وہ مجسمہ ہے تم نے یہ پیکٹ حاصل کرنا ہے۔ چاہے ایئر پورٹ پر کرو راستے میں کرو یا وہاں سے کرو جہاں پرنسز ٹھہرے"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"جیسے ہی پیکٹ حاصل کرو تم نے فوری اطلاع دینی ہے لیکن خیال رکھنا پرنسز یا اس کے ساتھی ساتھی کو جسمانی طور پر کوئی نقصان نہ پہنچے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

سنٹرل انٹیلی جنس کی چار جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جس میں پرنسز واسنا کی رہائش گاہ تھی۔ سب سے آگے والی جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر سوپر فیاض مؤدبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر سر عبدالرحمن خود موجود تھے۔ جب کہ پیچھے آنے والی تینوں جیپوں میں انٹیلی جنس کے مسلح افراد تھے سر عبدالرحمن پرنسز واسنا کی گرفتاری کے لئے خود اس کی رہائش گاہ پر جا رہے تھے کیونکہ ڈیوک نے جو بیان دیا تھا اس سے پرنسز کی گرفتاری کی ٹھوس وجہ سامنے آگئی تھی اس کے ساتھ ساتھ اس کی رہائش گاہ سے وہ اصل مجسمہ بھی برآمد ہونا تھا جو بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہوا تھا۔ ڈیوک کے بیان اور اصل مجسمہ کی برآمدگی کے بعد سر عبدالرحمن کے خیال کے مطابق پرنسز واسنا کو عدالت لامحالہ سزا دے دیتی۔ گو سر سلطان نے انہیں اس گرفتاری

ایک آدمی رابرٹ نامی ہے اور دو باڈی گارڈز ہیں۔ پرنسز کے اس آدمی کے پاس ایک پیکٹ ہے جس میں وہ مجسمہ ہے تم نے یہ پیکٹ حاصل کرنا ہے۔ چاہے ایئرپورٹ پر کرو راستے میں کرو یا وہاں سے کرو جہاں پرنسز ٹھہرے"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"جیسے ہی پیکٹ حاصل کرو تم نے فوری اطلاع دینی ہے لیکن خیال رکھنا پرنسز یا اس کے ساتھی ساتھی کو جسمانی طور پر کوئی نقصان نہ پہنچے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

سنٹرل انٹیلی جنس کی چار جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جس میں پرنسز واسنا کی رہائش گاہ تھی۔ سب سے آگے والی جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر سوپر فیاض مؤدبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر سر عبدالرحمن خود موجود تھے۔ جب کہ پیچھے آنے والی تینوں جیپوں میں انٹیلی جنس کے مسلح افراد تھے سر عبدالرحمن پرنسز واسنا کی گرفتاری کے لئے خود اس کی رہائش گاہ پر جا رہے تھے کیونکہ ڈیوک نے جو بیان دیا تھا اس سے پرنسز کی گرفتاری کی ٹھوس وجہ سامنے آگئی تھی اس کے ساتھ ساتھ اس کی رہائش گاہ سے وہ اصل مجسمہ بھی برآمد ہونا تھا جو بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہوا تھا۔ ڈیوک کے بیان اور اصل مجسمہ کی برآمدگی کے بعد سر عبدالرحمن کے خیال کے مطابق پرنسز واسنا کو عدالت لامحالہ سزا دے دیتی۔ گو سر سلطان نے انہیں اس گرفتاری

سے روکنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے سر عبدالرحمن کے لئے وہ پرنسز نہیں صرف ایک مجرم تھی اور یہ بات تو وہ کسی صورت بھی برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کسی مجرم کو اس لئے گرفتار نہ کیا جائے کہ اس کا تعلق کسی بڑے یا اقتدار میں شریک گھرانے سے ہے ان کی ساری زندگی اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے گزری تھی اور انہوں نے کبھی اس بات کی پرواہ نہ کی تھی کہ مجرم کا تعلق کس گھرانے سے ہے یا نہیں۔ جیپیں مسلسل سفر کرتے ہوئے آخر کار اس کالونی میں داخل ہوئیں اور پھر ایک بہت بڑے اور انتہائی شاندار کوٹھی کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر ڈرائیور نے جیپ روک دی۔

"پوری کوٹھی کو گھیر لیا جائے"...... سر عبدالرحمن نے سوپر فیاض سے کہا تو سوپر فیاض سر ہلاتا ہوا جیپ سے نیچے اترا اور اس نے عقبی جیپوں میں سے اترنے والے مسلح افراد کو کوٹھی کو گھیر لینے کا حکم دے دیا۔ جیپوں سے اترنے والے مسلح افراد تیزی سے کوٹھی کے گرد پھیلتے چلے گئے جب کہ سر عبدالرحمن کے حکم پر فیاض نے آگے بڑھ کر ستون پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا لیکن اپنے سامنے یونیفارم میں موجود سوپر فیاض اور پیچھے کھڑی انٹیلی جنس کی مخصوص جیپوں کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

"پرنسز کو اطلاع دو کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ان سے

ملاقات کے لئے آئے ہیں"...... سوپر فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرنسز تو چلی گئی ہیں سر"...... نوجوان نے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو کہاں چلی گئی ہیں"...... سوپر فیاض نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ایئر پورٹ گئی ہیں۔ انہوں نے اچانک پروگرام بنایا اور پھر اپنے ساتھ رابرٹ اور دو باڈی گارڈز کے ساتھ سامان لے کر وہ چلی گئی ہیں"...... نوجوان نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے سپرنٹنڈنٹ فیاض"...... سر عبدالرحمن نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"سر یہ کہہ رہا ہے کہ پرنسز چلی گئی ہیں"...... سوپر فیاض نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں گئی ہیں"...... سر عبدالرحمن نے آگے بڑھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"سر وہ ایئر پورٹ گئی ہیں ہمیں تو یہی بتا کر گئی ہیں"...... نوجوان نے سر عبدالرحمن کی بارعب شخصیت سے متاثر ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کب گئی ہیں"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"جی تقریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"اور اگر وہ اندر موجود ہوئیں تو"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

"سر مجھے آپ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے جناب میں تو ایک چھوٹا سا ملازم ہوں یہاں کی ایک کمپنی نے ہمیں یہاں ملازمت کے لئے بھجوایا ہے۔ اندر دوسرے ملازم بھی ہیں آپ بے شک ان سے دریافت کر لیں چاہے پوری کوٹھی کی تلاشی لے لیں"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سر عبدالرحمن اس کے لہجے سے ہی سمجھ گئے کہ نوجوان درست کہہ رہا ہے۔

"کیا ان کا پروگرام ملک سے باہر جانے کا تھا یا وہ ایئرپورٹ پر کسی کو رسیو کرنے گئی ہیں"...... سر عبدالرحمن نے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں ہے جناب۔ بس اچانک کار تیار کی گئی ان کے ساتھی رابرٹ نے ملازمین سے سامان اندر رکھوایا پھر پرنسز رابرٹ اور ان کے باڈی گارڈ کار میں بیٹھے اور چلے گئے ہمیں یہی کہا گیا کہ پرنسز ایئرپورٹ جا رہی ہیں اور بس"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"سوپر فیاض کوٹھی کے گرد پھیلے ہوئے افراد کو بلاؤ جلدی کرو ہم نے فوری طور پر ایئرپورٹ پہنچنا ہے"...... سر عبدالرحمن نے تیز لہجے میں سوپر فیاض سے کہا تو سوپر فیاض نے اثبات میں سر ہلایا اور پیچھے کھڑی ہوئی جیپوں کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ سر عبدالرحمن جیپ پر سوار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد سوپر فیاض واپس آیا اور سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ڈرائیور ایئرپورٹ چلو لیکن تیز رفتاری سے"...... سوپر فیاض نے ڈرائیور سے کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور جیپ کو بیک کر کے اس نے موڑنا شروع کر دیا۔

"سر میں نے جیپوں کے ڈرائیوروں کو کہہ دیا وہ آدمیوں کو بلا کر ہمارے پیچھے ایئرپورٹ پہنچ جائیں گے"...... سوپر فیاض نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں سر عبدالرحمن سے کہا تو سر عبدالرحمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے ایئرپورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایئرپورٹ پہنچ کر ڈرائیور نے جیپ پارکنگ کی طرف لے جانے کی بجائے ایئرپورٹ کے مین گیٹ کے سامنے لے جا کر روکی چونکہ جیپ پر سنٹرل انٹیلی جنس کا نام لکھا ہوا تھا اور پلیٹ کے ساتھ سپیشل پلیٹ بھی موجود تھی اس لئے کسی نے جیپ کو ادھر جانے سے نہ روکا۔ جیسے ہی جیپ رکی سوپر فیاض اور سر عبدالرحمن دونوں نیچے اترے۔ سر عبدالرحمن تیز تیز قدم اٹھاتے ایئرپورٹ کی عمارت میں داخل ہو گئے سوپر فیاض ان کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایئرپورٹ مینجر کے کمرے میں موجود تھے۔ ایئرپورٹ مینجر نے اٹھ کر ان کا دروازے پر استقبال کیا۔

"سر آپ نے خود کیوں تکلیف کی فون پر حکم دے دیا ہوتا"...... ایئرپورٹ مینجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ سرکاری حیثیت کے علاوہ بھی سر عبدالرحمن سے ذاتی طور پر واقف تھے۔

"پرنسز واسا آف پالینڈ یہاں ایئرپورٹ آئی ہوئی ہیں معلوم کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں"...... سر عبدالرحمن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے

کہا۔

"پرنسس واسنا یس سر۔ لیکن ان کا طیارہ تو پرواز کر چکا ہے"...... منیجر نے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پرواز کر چکا ہے۔ کیا مطلب ۔ کس طیارے پر گئی ہیں اور کہاں"۔ سر عبدالرحمن نے چونک کر پوچھا۔

"پالینڈ کے سفارت خانے سے فوری طور پر ایک طیارہ چارٹرڈ کرائے جانے کا کہا گیا تھا اور بتایا گیا تھا کہ پرنسس واسنا اس چارٹرڈ طیارے سے کافرستان جانا چاہتی ہیں چنانچہ طیارہ چارٹرڈ کر دیا گیا پھر سفیر صاحب بذات خود تشریف لائے اس کے بعد پرنسس بھی اپنے باڈی گارڈز اور سیکرٹری کے ساتھ تشریف لے آئیں سفیر صاحب انہیں طیارے تک چھوڑنے گئے جب طیارہ پرواز کر گیا تو سفیر صاحب واپس چلے گئے ابھی دس منٹ ہوئے ہوں گے انہیں واپس گئے ہوئے"۔ ایئر پورٹ منیجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا ان کے کاغذات چیک کئے تھے آپ نے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر ان کے کاغذات درست تھے ویسے بھی پرنسس صاحبہ کے پاس سپیشل پاسپورٹ تھا"...... ایئر پورٹ منیجر نے جواب دیا۔

"ان کا طیارہ کس وقت پہنچے گا کافرستان"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"جناب یہاں سے کافرستان کا فاصلہ ہی کتنا ہے پھر وہ جیٹ طیارہ

ہے میرا تو خیال ہے کہ اب تک وہ کافرستان پہنچ بھی گیا ہو گا یا زیادہ سے زیادہ چند منٹ بعد پہنچ جائے گا"...... ایئر پورٹ منیجر نے جواب دیا۔

"او کے شکریہ"...... سر عبدالرحمن نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں ابھی تو میں نے آپ کی خدمت بھی نہیں کی"۔ ایئر پورٹ منیجر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں خدا حافظ"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور مڑ کر دفتر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب وہ سوپر فیاض کے ساتھ ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر پہنچے تو ان کی باقی جیپیں بھی وہاں پہنچ چکی تھیں۔

"واپس ہیڈ کوارٹر چلو"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور اپنی جیپ میں سوار ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد جیپ ایئر پورٹ سے نکل کر سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"سر پرنسس کو کافرستان سے بھی تو گرفتار کرایا جا سکتا ہے کافرستان کی انٹیلی جنس کے ذریعے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ہاں میں بات کروں گا لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ پرنسس اچانک کیوں چلی گئی ہے کیا اسے باقاعدہ بتایا گیا ہے کہ ہم اسے گرفتار کرنے آ رہے ہیں"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے سر آپ نے گرفتاری کا آرڈر اچانک دیا اور اچانک ہی تیاری ہوئی اور آپ ساتھ ہیں"...... سوپر فیاض نے جواب

دیاتو سر عبدالرحمن نے اثبات میں سرہلادیا۔ پھر جیسے ہی جیپ سنٹرل ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئی وہاں موجود افراد اٹین شن ہوگئے۔ سر عبدالرحمن کی جیپ ان کے آفس کے سامنے جا کر رکی اور سر عبدالرحمن اور فیاض نیچے اترے تو ایک انسپکٹر تیزی سے چلتا ہوا قریب آیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔ سر عبدالرحمن جو آفس جانے کے لئے قدم بڑھا چکے تھے انسپکٹر کو اس طرح آتے دیکھ کر رک گئے۔ سوپر فیاض بھی حیرت سے انسپکٹر کو دیکھ رہا تھا کیونکہ یہ پروٹوکول کے خلاف تھا ڈائریکٹر جنرل صاحب کو اس طرح آفس سے باہر روکا جائے۔ اگر کوئی بات تھی تو وہ آفس میں جا کر بھی ہو سکتی تھی۔

"کیا بات ہے۔ انسپکٹر عالم کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... سر عبدالرحمن نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"سر انتہائی خوفناک واردات ہوئی ہے یہاں"...... انسپکٹر عالم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن اور سوپر فیاض دونوں ہی بیک وقت چونک پڑے۔

"واردات کیسی واردات"...... عبدالرحمن نے حیران ہو کر کہا۔

"سر دو غیر ملکی رپورٹر یہاں آئے انہوں نے انسپکٹر ریاض سے ملنے کا کہا۔ انسپکٹر ریاض صاحب سے فون پر پوچھا گیا تو انہوں نے انہیں اندر بھیجنے کا کہا۔ چنانچہ انہیں کارڈ دے کر اندر انسپکٹر ریاض صاحب کے پاس پہنچا دیا گیا۔ انسپکٹر ریاض ان دونوں غیر ملکیوں کو لے کر قیدیوں

والے کمرے میں گیا۔ پھر دونوں غیر ملکی قیدیوں والے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھے گئے جب کہ انسپکٹر ریاض ان کے ساتھ نہ تھا اور وہ دونوں تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔ اس پر وہاں [illegible]ارڈ کو شک پڑا تو انہوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی جس پر ان دونوں نے گارڈ پر فائر کھول دیا۔ دو گارڈ ہلاک ہوگئے جب کہ جوابی فائرنگ میں وہ دونوں غیر ملکی بھی ہلاک ہوگئے۔ قیدیوں والے کمرے میں چیکنگ کی گئی تو انسپکٹر ریاض اور کمرے میں موجود چار قیدی بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ انہیں گولیاں ماری گئی تھیں۔ سائیلنسر لگا اسلحہ استعمال کیا گیا تھا کیونکہ ان دونوں غیر ملکیوں کی تلاشی سے سائیلنسر لگے مشین پسٹل بھی ملے ہیں"...... انسپکٹر عالم نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے ڈیوک، ہوٹل فائیو سٹار کا جنرل منیجر راشد اور اس کا باڈی گارڈ تینوں ہلاک ہو چکے ہیں وہی تھے قیدیوں والے کمرے میں"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ان کے ساتھ ایک قیدی بھی تھا منشیات کی سمگلنگ کے سلسلے میں ملوث تھا وہ بھی ہلاک ہو گیا ہے"...... انسپکٹر عالم نے جواب دیا۔

"سوپر فیاض جا کر چیک کرو یہ غیر ملکی کون ہیں ان کا تعلق کس ملک سے ہے اور باقی انتظامات بھی کرو"...... سر عبدالرحمن نے تیز لہجے میں سوپر فیاض سے کہا اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے وہ اپنے آفس میں

ٹل ہو گئے ان کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرے پر پتھریلی سنجیدگی نمایاں تھی۔ میز کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی انہوں نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بات کراؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے سخت لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ جناب سر سلطان سے بات کیجئے سر"۔ دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو میں عبدالرحمن بول رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے خشک لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں کیسے فون کیا خیریت"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی سر سلطان کہ آپ اس طرح کسی مجرم کو ملک سے فرار ہونے میں مدد دیں گے"...... سر عبدالرحمن نے پہلے سے بھی زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ کس مجرم کی بات کر رہے ہیں"۔ سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی لیکن اس بار ان کے لہجے سے

بھی بے تکلفی کا عنصر غائب ہو گیا تھا۔

"پرنس واناتا کی۔ میں اسے گرفتار کرنے جب اس کی رہائش گاہ پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ آدھا گھنٹہ پہلے ایئرپورٹ گئی ہے وہاں سے پتہ چلا کہ وہ ہنگامی طور پر ایک چارٹرڈ طیارے سے کافرستان چلی گئی ہے اور پالینڈ کے سفیر نے یہ سارا انتظام کیا ہے اور وہ خود ایئرپورٹ پر موجود تھے جب کہ اسے کسی صورت بھی اس بات کا علم نہ ہو سکتا تھا کہ اسے گرفتار کیا جا رہا ہے اس لئے اس کا اس طرح فرار ہو جانے کا مطلب ہے کہ آپ نے اسے یا اس ملک کے سفیر کو اطلاع دی ہے کیونکہ آپ نے مجھے اس کی گرفتاری سے روکنے کی کوشش کی تھی"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے انتہائی افسوس ہے سر عبدالرحمن کہ آپ نے اس طرح براہ راست مجھ پر ایسا بھیانک الزام لگایا ہے حالانکہ آپ مجھے ذاتی طور پر بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے کبھی ایسا گھٹیا کام نہیں کیا آپ کو میں نے وجوہات بتا کر روکنے کی کوشش ضرور کی تھی لیکن جب آپ نے میری بات تسلیم نہیں کی تو میں خاموش ہو گیا کیونکہ جس طرح میں پاکیشیا کا ملازم ہوں اس طرح آپ بھی ہیں۔ میرا فرض تھا کہ آپ کو اپنی بات بتا دیتا اس کے بعد آپ کیا کرتے ہیں کیا نہیں یہ آپ کی اپنی ذمہ داری تھی۔ اگر مجھے آپ کو روکنا ہوتا تو میں یہ بات صدر صاحب کے نوٹس میں لے آتا۔ ان سے آپ کو آرڈر کراتا یا سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرتا۔ مجھے اس کی کیا ضرورت تھی مجھے

صرف پاکیشیا کے مفادات سے دلچسپی ہوتی ہے کسی پرنسو وغیرہ سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"...... سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری سلطان ۔ رئیلی سوری ویری سوری ۔ دراصل پے در پے واقعات ایسے ہوئے ہیں کہ میرا دماغ گھوم گیا ہے وہ پرنسو اچانک ملک سے فرار ہو گیا ہے اس کے ساتھ ہی جہاں میرے ہیڈ کوارٹر میں پالینڈ کے ایجنٹوں نے داخل ہو کر ان مجرموں کو بھی ہلاک کر دیا ہے جن کے بیانات پر میں اسے گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ وہ دونوں غیر ملکی بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس طرح ایک لحاظ سے سارا کیس ہی ختم ہو گیا ہے اب جبکہ وہ بیانات دینے والے ہی زندہ نہیں ہیں تو اب ان کے بیانات کو عدالت میں ثابت ہی نہیں کیا جا سکتا اس لئے اب تو بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازمین والا کیس داخل دفتر کرنا پڑے گا۔ آئی ایم سوری"...... سر عبدالرحمن نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہی عظمت ہے عبدالرحمن کہ غلطی کا احساس ہوتے ہی تم برملا اور فوراً اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ ویسے مجھے بھی یہ ساری باتیں سن کر حیرت ہو رہی ہے تم نے یہ کیسے کہہ دیا کہ وہ پالینڈ کے ایجنٹ تھے کیا اس کا کوئی ثبوت مل گیا ہے"۔ سر سلطان نے بھی ایک بار پھر بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تو انکوائری ہونی ہے البتہ میرا اندازہ ہے"...... سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کارروائی پالینڈ کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر جیمسن کے حکم پر ہوئی ہے کیونکہ پرنسو کے بارے میں یا تمہیں معلوم تھا یا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو اور سر جیمسن کو۔ اب ظاہر ہے میں اور ایکسٹو تو پرنسو کو نہ فرار کرا سکتے ہیں اور نہ اس طرح ثبوت ختم کرنے کے لئے کارروائی کر سکتے ہیں یہ یقیناً سر جیمسن کی کارروائی ہے انہیں احساس ہو گیا ہو گا کہ پاکیشیا میں پرنسو کی گرفتاری یقینی ہے اس لئے انہوں نے اپنے سفیر سے کہہ کر فرار کرایا ہو گا"۔ سر سلطان نے کہا تو سر عبدالرحمن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تمہاری بات درست ہے اب بات واضح ہو گئی ہے بہرحال انکوائری ہو گی اور اگر سر جیمسن نے واقعی یہ کام کیا ہے تو اسے بھی بھگتنا ہو گا۔ خدا حافظ"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے ایک طویل سانس لیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں موجود ایک فائل نکالی اور اسے میز پر رکھ کر اسے کھولا اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گئے اب ان کا چہرہ نارمل ہو چکا تھا۔

پرنسو واستا رابرٹ اور اپنے باڈی گارڈز کے ساتھ کافرستان کے سب سے بڑے ہوٹل رائل ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں بیٹھی کھانا کھانے میں مصروف تھی اس کے ساتھ رابرٹ تھا جب کہ دونوں باڈی گارڈ اس کی کرسی کے پیچھے خاموش کھڑے ہوئے تھے اسی لمحے ویٹر ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس اٹھائے تیزی سے میز کے قریب آیا۔

"ہرہائی نس آپ کی کال ہے پالینڈ سے"...... ویٹر نے قریب آکر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا"...... پرنسو نے چونک کر کہا اور پھر ویٹر کے ہاتھ سے فون پیس لے لیا ویٹر نے مودبانہ انداز میں سر جھکایا اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔ پرنسو نے فون پیس کا بٹن آن کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"یس پرنسو واستا سپیکنگ"...... پرنسو نے کہا۔

"سر جیمسن بات کرنا چاہتے ہیں میں ان کا پی اے بول رہا ہوں

ہز ہائی نس"...... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... پرنسو نے کہا۔

"ہیلو جیمسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر جیمسن کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"یس انکل میں واستا بول رہی ہوں"...... پرنسو نے کہا۔

"تم گرفتاری سے بال بال بچی ہو پرنسو واستا۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل اپنے عملے کے ساتھ تمہاری رہائش گاہ پر تمہیں گرفتار کرنے گیا پھر وہ تمہارے پیچھے ایئرپورٹ بھی گیا لیکن تم اس وقت تک کافرستان پہنچ چکی تھیں بہرحال اب تم ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکی ہو کیونکہ میں نے فوری اور ہنگامی اقدامات کرتے ہوئے سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ان تمام گواہوں کا بھی خاتمہ کرا دیا ہے جن کے بیانات کی وجہ سے تمہیں گرفتار کیا جا رہا تھا میں نے یہی بات تمہیں بتانے کے لئے کال کی ہے"...... سر جیمسن نے کہا۔

"گواہوں کو کن گواہوں کی بات کر رہے ہیں آپ"...... پرنسو واستا نے کہا۔

"تمہارا کوئی خاص آدمی تھا ڈیوک اس کے ساتھ تھا ہوٹل فائیو سٹار کا جنرل مینجر راشد اور اس کا باڈی گارڈ مارلن یہ لوگ وہاں موجود تھے اور ان کے بیانات کی وجہ سے تمہیں گرفتار کیا جا رہا تھا"...... سر جیمسن نے کہا۔

"اوہ تو ڈیوک ہلاک ہو چکا ہے"...... پرنسو نے چونک کر کہا۔

"ہاں اس کی ہلاکت تو انتہائی ضروری تھی ورنہ تو تم کسی طرح بھی اتنے افراد کے قتل کے الزام سے نہ بچ سکتی تھیں"۔ سر جیمسن نے کہا۔

"لیکن انکل میں نے تو ان لوگوں کو ہلاک نہیں کیا۔ پھر ان کی ہلاکت کا الزام مجھ پر کیسے آسکتا ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"پاکیشیا کے قانون کے مطابق ہلاک کرنے کی سازش کرنے والا یا ہلاکت کا حکم دینے والا سب ہی ایک جیسے ملزم ہوتے ہیں"۔ سر جیمسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو واقعی وہ مجھے گرفتار کر لیتے۔ بہرحال میں آپ کی مشکور ہوں انکل کہ آپ نے بروقت تمام کارروائیاں کی ہیں"...... پرنسز وانتا نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم نے یہ ساری کارروائی نوادرات کے سلسلے میں ہی کی ہوگی"...... سر جیمسن نے کہا۔

"یس انکل اس بڑے نواب صاحب کے پاس ایک ایسا مجسمہ تھا جو میں ہر صورت میں حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے کسی صورت بھی فروخت نہ کر رہا تھا"...... پرنسز نے جواب دیا۔

"پھر وہ مجسمہ اب تمہیں مل چکا ہے یا نہیں"...... سر جیمسن نے چونک کر پوچھا۔

"یس انکل وہ میرے پاس ہے"...... پرنسز نے جواب دیا۔

"او کے پھر تمہارا مشن مکمل ہوگیا۔ گڈ لک اینڈ گڈ بائی"۔ سر جیمسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا پھر پرنسز نے فون

آف کر کے ایک طرف میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا ہے پرنسز"...... سامنے بیٹھے ہوئے رابرٹ نے کہا تو پرنسز ہنس پڑی۔

"انکل سر جیمسن واقعی انتہائی ہوشیار اور جہاندیدہ آدمی ہیں ان کا فون تھا۔ ہماری کوٹھی سے روانگی کے بعد سنٹرل انٹیلی جنس وہاں مجھے گرفتار کرنے پہنچی تھی لیکن انکل سر جیمسن کی وجہ سے ہم وہاں سے پہلے ہی نکل چکے تھے پھر وہ ایئرپورٹ پہنچے لیکن انہیں مایوس واپس جانا پڑا"...... پرنسز نے کہا۔

"لیکن وہ آپ کو کس بنیاد پر گرفتار کرتے"...... رابرٹ نے کہا۔

"انہوں نے ڈیوک کو گرفتار کر لیا تھا اور اس مارٹن کو بھی جو مجسمہ لے کر آیا تھا یہ مارٹن ہوٹل فائیو سٹار کے جنرل مینجر راشد کا باڈی گارڈ تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈیوک نے جس آدمی کا ذکر کیا تھا وہ یہی جنرل مینجر تھا ان سب کے بیانات کے مطابق مجھ پر الزام آتا تھا لیکن ہم انکل سر جیمسن کی وجہ سے وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے لیکن انکل سر جیمسن نے صرف اتنا ہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے وہ جڑ ہی کاٹ دی جس سے مجھ پر الزام آتا تھا ان کے آدمیوں نے سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر کے ڈیوک، جنرل مینجر اور مارٹن تینوں کو ہلاک کر دیا اس طرح سارا معاملہ مکمل طور پر واش آؤٹ ہو گیا اور اب میں آزاد ہوں اور اصلی مجسمہ بھی میرے پاس ہے اس کے ساتھ پرنس

کاپیان کی رسید بھی ہے جو ظاہر ہے قانونی ہے اس طرح اب میں اس مجسمے کی قانونی مالک ہوں"...... پرنسو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن۔ واقعی سر جیسن انتہائی تیز اور جہاندیدہ آدمی ہیں"۔ رابرٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پرنسو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ اب اس خوشی میں شراب اپنے کمرے میں پیتے ہیں"...... پرنسو نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر ڈائننگ ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے ساتویں منزل پر اپنے کمرے میں پہنچ گئے۔

"تم شراب کا آرڈر دو میں اب اس مجسمے کو پیکٹ سے نکال لوں اب اسے پیکٹ میں بند کر کے چھپا کر رکھنے کی ضرورت نہیں رہی"۔ پرنسو نے رابرٹ سے کہا اور کمرے میں موجود سیف کی طرف بڑھ گئی جو ہوٹل انتظامیہ کی طرف سے دیوار میں نصب کیا گیا تھا تاکہ مسافر اپنی انتہائی قیمتی چیزیں اس میں رکھ سکیں۔ پرنسو نے مجسمے کا پیکٹ اسی سیف میں ہی رکھا ہوا تھا۔ یہ سیف نمبروں والا تھا اور اس سیف کا نمبر کمرہ نمبر کو ڈبل کرتے ہوئے اس میں سیون کا نمبر شامل کرنے سے بنتا تھا۔ پرنسو نے نمبر ملانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اسے محسوس ہوا تھا کہ سیف کھلا ہوا ہے اس نے جلدی سے ہینڈل کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو سیف کھل گیا اور اس کے ساتھ ہی پرنسو کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"کیا ہوا"...... رابرٹ نے جو روم سروس کو شراب کا آرڈر دے کر رسیور رکھ رہا تھا چونک کر پوچھا۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا۔ وہ مجسمے والا پیکٹ غائب ہے سیف کھلا ہوا ہے"...... پرنسو نے وحشت زدہ لہجے میں کہا تو رابرٹ تیزی سے سیف کے قریب پہنچا۔

"اوہ واقعی سیف تو خالی ہے یہ کیسے ہوا کس نے سیف کھولا ہے کمرے کی چابی تو ہمارے پاس تھی اور یہاں رائل ہوٹل میں تو ماسٹر کی بھی نہیں ہوتی کہ یہ سمجھا جائے کہ کسی نے ماسٹر کی کی مدد سے کمرہ کھول لیا ہوگا"...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ کس نے کیا ہوگا۔ کون چوری کر سکتا ہے۔ یہ کیا ہوا"...... پرنسو نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا تو رابرٹ تیزی سے مڑا اور اس نے جا کر فون اٹھایا اور تیزی سے روم سروس کے نمبر دوبارہ پریس کر دیئے۔

"روم سروس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مینیجر کا کیا نمبر ہے"...... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ ایکس چینج آپریٹر سے کہہ دیں جناب وہ آپ کی مطلوبہ آدمی سے بات کرا دے گا۔ ایکس چینج آپریٹر کے لئے فون سیٹ کے نیچے بٹن موجود ہے جناب اسے پریس کر دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رابرٹ نے کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود ایک بٹن

پریس کر دیا۔

"یس ہوٹل ایکس چینج آپریٹر جناب"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"منیجر سے بات کراؤ۔ میں روم نمبر ایک سو ایک سیوتھ سٹوری سے بول رہا ہوں"...... رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔ اس دوران پرنسو واپس آکر کرسی پر بیٹھ چکی تھیں اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور فراخ پیشانی پر شکنیں ابھر آئی تھی۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو منیجر جیکب بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پرنسو وانستا آف ہالینڈ کا سیکرٹری بول رہا ہوں پرنسو کے کمرے سے۔ آپ فوراً یہاں آئیں۔ ہم ڈائننگ ہال میں گئے ہوئے تھے کہ ہماری عدم موجودگی میں کمرے کا سیف کھول کر پرنسو کا انتہائی قیمتی اور نایاب مجسمہ چوری کر لیا گیا ہے جلدی آئیں"...... رابرٹ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا سر میں ابھی آرہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے وحشت بھرے لہجے میں کہا گیا اور رابرٹ نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا یہاں تو ہمیں آئے ہوئے ابھی دو گھنٹے بھی نہیں گزرے پھر یہ سب کیسے ہو گیا"...... رابرٹ نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ تو سارا کیا کرایا ہی ختم ہو گیا رابرٹ"...... پرنسو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... رابرٹ نے اونچی مگر درشت آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

"میرا نام جیکب ہے جناب اور میں منیجر ہوں۔ یہ مادھو رام ایپی ہوٹل کے چیف سیکورٹی آفیسر"...... آگے والے نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھو سیف کھلا ہوا ہے اور اس میں موجود پیکٹ غائب ہے جس میں انتہائی قیمتی نادر و نایاب مجسمہ تھا"...... رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ جب ڈائننگ ہال میں تشریف لے گئے تھے تو کمرہ تو آپ نے بند کیا ہوگا"...... سیکورٹی آفیسر نے کہا۔

"ہاں ہم نے بند کیا تھا اور سیف بھی بند کیا تھا واپس آنے پر دروازہ تو ویسے ہی لاکڈ تھا لیکن سیف کھلا ہوا تھا"...... رابرٹ نے جواب دیا۔ پرنسو خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"لیکن جناب جب کمرہ بند تھا تو پھر یہ سیف تو خصوصی ساخت کا ہے اس لئے سوائے مخصوص نمبروں کے نہ کھولا جا سکتا ہے نہ توڑا جا سکتا ہے"...... منیجر نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے تمہارے سامنے ہے بس ہمیں وہ پیکٹ چاہئے ہر

قیمت پر اور ہر صورت میں وہ اس قدر قیمتی ہے کہ تمہارا پورا ہوٹل بھی فروخت کر دیا جائے تب بھی اس کی قیمت پوری نہیں ہو سکتی"۔ رابرٹ نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر پرنسز کی ملکیت میں کوئی عام چیز تو ہو ہی نہیں سکتی لیکن یہ اب پولیس کیس ہے۔ جناب ہم پولیس کو اطلاع دے دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پولیس مجرموں کو گرفتار کر کے ان سے مجسمہ برآمد کر لے گی۔ ویسے جناب وہ انشورڈ تو ہو گا ہم اس کی انشورنس کی رقم ادا کر دیں گے"...... مینجر نے کہا۔

"نہیں وہ انشورڈ نہیں تھا اور قیمت ہمیں نہیں چاہئے۔ اور نہ تم یا تمہارے مالکان بھر سکتے ہیں ہمیں وہ مجسمہ چاہئے"...... اس بار پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہرہائی نس آپ بے فکر رہیں یہاں کی پولیس بہت ہوشیار ہے وہ یقیناً مجسمہ برآمد کر لے گی"...... مینجر نے کہا اور فون کی طرف بڑھ گیا۔

پرنسز نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے ظاہر ہے وہ اس کے علاوہ اب اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ ویسے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے اس کے جسم سے روح نکال لی ہو اور اب وہ مردہ ہو چکی ہو۔ اسے اپنے ذہن میں بھی خلا سا محسوس ہو رہا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا وہ اس وقت دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو کچن میں چائے بنانے گیا ہوا تھا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سلطان بولا نہیں کرتے حکم صادر فرمایا کرتے ہیں جناب"۔ عمران نے اس بار اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ حکم کرنے والے سلطان تو اپنے مقبروں میں سو رہے ہیں۔ آج کل کے سلطان اگر بول بھی لیں تو غنیمت ہے ویسے تمہارے ڈیڈی کے ساتھ بہت برا ہوا ہے"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"برا ہوا ہے ڈیڈی کے ساتھ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر

حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ویسے اس کی حیرت مصنوعی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمن پرنسز کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن پرنسز پہلے ہی ملک چھوڑ چکی تھی۔

"تمہارے ڈیڈی پرنسز کو گرفتار کرنے اس کی کوٹھی پر پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ پرنسز ایئر پورٹ گئی ہے جب وہ ایئر پورٹ پہنچے تو پرنسز چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان روانہ ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ایک اور واردات بھی ہو گئی جب وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچے تو پتہ چلا کہ وہاں دو غیر ملکیوں نے ان تمام قیدیوں کو ہلاک کر دیا ہے جن کی بیانات کی وجہ سے وہ پرنسز کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ ہیڈ کوارٹر گارڈ نے ان دونوں غیر ملکیوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ ویسے تمہارے ڈیڈی کا خیال ہے کہ یہ دونوں غیر ملکی جو بظاہر اخباری رپورٹر تھے لازماً پالینڈ کے ایجنٹ ہوں گے تمہارے ڈیڈی کو اس پر جب غصہ آیا تو انہوں نے مجھے فون کر کے مجھ پر براہ راست الزام لگا دیا کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے"...... سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ پر الزام کیسے لگا دیا ڈیڈی نے آپ کا اس سارے سلسلے سے کیا تعلق"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ڈیڈی کا خیال تھا کہ چونکہ میں نے انہیں پرنسز کی گرفتاری سے روکنے کی کوشش کی تھی اس لئے میں نے پرنسز کو فرار کرایا ہے۔ بہرحال جب میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے کھلے دل سے معذرت کر لی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ کام سر جیمسن کا ہے۔ میں نے

سر جیمسن سے اس بارے میں بات کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ اگر پرنسز کو گرفتار کیا گیا تو پالینڈ اور پاکیشیا کے تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی اس لئے میں نے تمہارے ڈیڈی کو اس کی گرفتاری سے منع کیا تھا لیکن جب انہوں نے جواب دیا کہ اگر پرنسز کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت انہیں مل گیا تو وہ لازماً اسے گرفتار کریں گے تو میں خاموش ہو گیا ظاہر ہے میں انہیں کیا کہتا"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ نے یہی بات کر کے تو مجھے پیچھے ہٹا دیا ورنہ تو پرنسز کسی صورت بھی پاکیشیا سے باہر نہ جا سکتی۔ میں نے سوچا کہ انفرادی جرم کی نسبت پاکیشیا کے مجموعی مفادات کو سامنے رکھنا زیادہ بہتر ہے ویسے آپ کا اندازہ درست ہے سر جیمسن نے یہ کام کیا ہے۔ میرے پاس سر جیمسن اور پرنسز کے درمیان ہونے والی فون پر گفتگو کا ٹیپ موجود ہے۔ میرے آدمی پرنسز کی باقاعدہ نگرانی کر رہے تھے اور ڈیڈی کا یہ اندازہ درست ہے کہ وہ دونوں غیر ملکی یقیناً پالینڈ کے ایجنٹ ہوں گے جو یہاں پاکیشیا میں کام کرتے ہوں گے اس طرح سر جیمسن نے سارا کیس ہی ختم کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں لیکن عمران بیٹے سر جیمسن نے یہ غلط کام کیا ہے۔ مجھے اس پر ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا ہے سر جیمسن کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اس طرح سنٹرل انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر پر اپنے ایجنٹوں سے ریڈ کراتا"...... سر سلطان نے کہا۔

"تو آپ کیا چاہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا چاہنا ہے میں تو ذاتی افسوس کی بات کر رہا ہوں"۔ سر سلطان نے کہا۔

"اگر آپ حکم دیں تو سر جیمسن کو پالینڈ سے اغوا کرا کر ڈیڈی کے حوالے کر دیا جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں ایسا نہیں کرنا اس طرح تو پالینڈ اور پاکیشیا کے تعلقات بہت بگڑ جائیں گے"...... سر سلطان نے جلدی سے کہا۔

"پھر پرنسز کو کافرستان سے واپس لایا جائے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے خلاف اب کیا ثبوت ہوگا۔ تمہارے ڈیڈی کے پاس جو ثبوت تھا وہ بھی ختم ہو گیا"...... سر سلطان نے کہا۔

"ثبوت کی آپ فکر نہ کریں پرنسز خود اپنے منہ سے اقرار کرے گی"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب کیا تم اس پر تشدد کرو گے"...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"مجھے تشدد کی کیا ضرورت ہے اسے ایک گھنٹے کے لئے مقامی پولیس کے کسی سپاہی کے حوالے کر دیا جائے گا۔ ایک گھنٹے بعد پرنسز پاکیشیا میں اب تک ہونے والے تمام قتل تسلیم کر لے گی"۔ عمران نے جواب دیا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں یہ تو ہے۔ بہرحال میں نے تمہیں کال اس لئے کیا ہے کہ کہیں تم اپنے ڈیڈی کا طرہ بلند کرنے کے لئے سر جیمسن یا پرنسز کے

خلاف کوئی ایکشن لینے پر تیار نہ ہو جاؤ"...... سر سلطان نے کہا۔

"وہ اپنے ساتھ بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہونے والا ایک نادر و نایاب مجسمہ لے گئی ہے وہ مجسمہ تو بہرحال پاکیشیا کی ملکیت ہے وہ تو اس سے واپس لینا ہی پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں اس کی واپسی کوئی جرم نہیں ہے"...... سر سلطان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے چلو اتنی اجازت تو مل گئی۔ ویسے اس پرنسز نے یہ سارا ہولناک کھیل اسی مجسمے کے حصول کے لئے کھیلا ہے۔ جب مجسمہ اس سے واپس لے لیا گیا تو اس کی بھی وہی حالت ہو گی جو ڈیڈی کی ہوئی ہو گی جب انہیں پرنسز کے فرار ہو جانے اور اس کے آدمیوں کی ہلاکت کی خبر ملی ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تو وہ لامحالہ اسے واپس حاصل کرنے کے لئے دوبارہ کوشش کرے گی"...... سر سلطان نے کہا۔

"اگر اس نے دوبارہ کوشش کی تو پھر اسے سر جیمسن بھی یہاں سے نہ نکال سکیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ بہرحال پاکیشیا کے مفادات کا ہر صورت میں خیال رکھنا باقی تمہاری مرضی جو جی چاہے کرتے رہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ اگر ڈیڈی سے اجازت لے دیں تو پرنسز پاکیشیا میں بہو بن کر بھی آ سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ اوہ تو یہ بات ہے لیکن اب تو تمہارے ڈیڈی کسی صورت نہ مانیں گے کہ پرنسز کو اپنی بہو بنالیں پہلے کہتے تو شاید بات بن جاتی"...... سر سلطان نے کہا۔

"میں نے اپنی بات نہیں کی جناب میرے لئے تو اگر ڈیڈی اجازت دے بھی دیں تو اماں بی نے میرے کھوپڑی جوتیاں مار مار کر توڑ دینی ہے۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ وہ پاکیشیا میں بہو بن کر آ سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے اپنے لئے بات نہیں کی تو پھر تمہارے ڈیڈی سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے پرنس آف کاچان کے لئے کہا تھا کیونکہ ڈیڈی ہی پرنس آف کاچان کے سرپرست بھی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف کاچان وہ کون ہے"...... سر سلطان کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"آغا سلیمان پاشا کے علاوہ کون یاکاچان کا پرنس اور کون ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔ بہت اچھا لقب ہے پرنس آف کاچان بہت خوب۔ ٹھیک ہے میں بات کرتا ہوں تمہارے ڈیڈی سے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ارے ارے ابھی نہیں ابھی وہ غصے میں ہوں گے ایسا نہ ہو کہ بچارہ پرنس آف کاچان پرنس آف قبرستان بن جائے۔ جب ان کا غصہ اتر جائے گا پھر دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے جب تم کہو گے میں بات کر لوں گا خدا حافظ"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بھی خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"وہ پیکٹ جس میں مجسمہ موجود تھا پرنسز کے کمرے سے حاصل کر لیا گیا ہے جناب وہ اس وقت میرے پاس موجود ہے"...... ناٹران نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ کس طرح مجسمہ حاصل کیا گیا اور کب"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پرنسز رائل ہوٹل کے کمرہ نمبر ایک سو ایک ساتویں منزل پر ٹھہری تھی۔ اس نے مجسمے والا پیکٹ کمرے میں موجود سیف میں رکھ دیا

تھا۔ میرے آدمیوں نے ساتھ والا کمرہ حاصل کر لیا تھا۔ پرنسز کے باڈی گارڈز کو نچلی منزل پر علیحدہ ٹھہرایا گیا تھا البتہ پرنسز کے سیکرٹری رابرٹ کے لئے پرنسز کے کمرے سے ملحقہ دوسرا کمرہ بک تھا پھر پرنسز اپنے سیکرٹری کے ساتھ ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے گئی تو میرے آدمیوں کو موقع مل گیا۔ سپیشل کی کے ذریعے کمرہ کھولا گیا۔ سیف کا نمبر انہیں ہوٹل کے ایک آدمی سے معلوم ہو گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے سیف کھولا اور ڈبہ وہاں سے نکال لیا کمرہ دوبارہ بند کر دیا گیا اور ڈبے کو ایک اور بیگ میں چھپا کر انہوں نے ہوٹل سے باہر نکالا اور وہ ڈبہ مجھ تک پہنچ گیا"۔ تائران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پرنسز کا اس پر کیا رد عمل ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"رد عمل کیا ہونا ہے جناب زیادہ سے زیادہ پولیس کو اطلاع دیں گی لیکن پولیس کسی صورت بھی اسے ٹریس نہیں کر سکے گی۔ میرے آدمی میک اپ میں تھے اور فرضی کاغذات کی بنا پر انہوں نے کمرہ حاصل کیا تھا اور اس کے بعد انہوں نے کمرہ چھوڑ دیا"...... تائران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہ مجسمہ اپنے پاس رکھو عمران اب اس کیس کو مزید ڈیل کرے گا وہ تم سے خود ہی بات کرے گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس دوران بلیک زیرو چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ کر دوسری پیالی لیے اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ چکا تھا۔

"پرنسز کی حالت تو واقعی دیکھنے والی ہو گی اس کا تو سب کیا کرایا

ختم ہو گیا"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور پھر سامنے رکھی ہوئی پیالی اٹھا کر اس نے منہ سے لگالی۔ ایک گھونٹ لے کر اس نے پیالی رکھی اور پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ کافرستانی تھا۔

"رائل ہوٹل کی ایکس چینج کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر ٹون آجانے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رائل ہوٹل"...... ایک آواز سنائی دی۔

"روم نمبر ایک سو ایک سیوتھ سٹوری پرنسز وانتا سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے پرنس آف کاچان کا سیکرٹری ڈم ڈم بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا۔

"پرنسز سے بات کیجئے جناب"...... آپریٹر نے کہا۔

"ہیلو۔ ہز ہائی نس کی خدمت میں پرنس آف کاچان کا سیکرٹری ڈم

ڈم آداب عرض کرتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں
کہا۔
"پرنسز بول رہی ہوں کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے
انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔
"آپ نے پرنس آف کاچان کو کھانے کی دعوت دی تھی لیکن
دعوت سے پہلے ہی آپ پاکیشیا سے کافرستان پہنچ گئیں اب پرنس تو
کاچان پریشان ہیں کہ وہ دعوت کیسے کھائیں گے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں رائل ہوٹل میں ہیں"۔ پرنسز
نے سخت لہجے میں کہا۔
"پرنسز واستا آپ کوئی عام خاتون تو نہیں ہے۔ رائل ہوٹل کا تو
ہے کہ پرنسز نے اپنی رہائش کے لئے ان کے ہوٹل کا انتخاب
ہے"...... عمران نے کہا۔
"تم ہماری طرف سے پرنس آف کاچان سے معذرت کر
بہرحال ہم جلد ہی پاکیشیا دوبارہ آئیں گی پھر ان کی دعوت بھی ہو جا
گی"...... پرنسز نے سرد لہجے میں جواب دیا۔
"اگر آپ سملکا کے مجسمے کی تلاش میں پاکیشیا آنا چاہتی ہیں تو
کے لئے آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سملکا کا
تو ویسے ہی آپ پرنس سے خرید چکی ہیں البتہ آپ نے ادائیگی تو کر
تھی لیکن مجسمہ وصول نہیں کیا تھا۔ اگر آپ چاہیں تو پرنس کاچان

ئل ہوٹل تشریف لا کر اسے آپ کے حوالے کر سکتے ہیں"۔ عمران
نے کہا۔
"کیا۔ کیا مطلب کیا مجسمہ پرنس کے پاس ہے"...... پرنسز نے تقریباً
ہوئے لہجے میں کہا۔
"ظاہر ہے پرنس کے پاس مجسمہ تھا تبھی تو اس نے آپ کو فروخت
یا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔
"لیکن پرنس نے تو کہا تھا کہ ان کے پاس اصلی نہیں ہے نقلی ہے
"...... پرنسز نے کہا۔
"اس وقت تو واقعی نقلی ہی تھا لیکن اگر آپ حکم دیں تو اصلی بھی
پرنس ش کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ یہاں رائل ہوٹل میں میرے کمرے سے
تو لی مجسمہ پرنس کاچان کے آدمیوں نے چوری کیا ہے"...... پرنسز نے
ت پڑنے والے لہجے میں کہا۔
"ہر ہائی نس آپ تو جانتی ہیں کہ پرنس اور پرنسز ایسے الزامات سے
تر ہوتے ہیں جس طرح آپ پر مجسمہ حاصل کرنے کے لئے بڑے
لب صاحب اور ان کے ملازمین کے قتل کا الزام ثابت نہیں ہو سکا
س طرح پرنس کاچان پر بھی آپ کا یہ الزام ثابت نہ ہو سکے گا۔ البتہ
س الزام کے بعد آپ اصلی مجسمہ حاصل کرنے سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ
ھو بیٹھیں گی۔ ویسے بھی پرنس نے یہ کام نہیں کرایا انہوں نے تو
رف حکم دیا تھا کہ اصلی مجسمہ پرنسز تک پہنچنا چاہئے۔ چنانچہ ان کے حکم

کی تفصیل تو بہرحال ہونی ضروری تھی چنانچہ ہو گئی"...... عمران نے
جواب دیا۔

"اوہ اوہ تم نے بے شک جتنی رقم پہلے لی تھی اتنی ہی دوبارہ وصول
کر لو لیکن اصلی مجسمہ مجھے دے دو"...... پرنسز نے اس بار منت بھرے
لہجے میں کہا۔

"پرنس آف کاچان ایک چیز کو دو بار کیسے فروخت کر سکتے ہیں اس
لئے بغیر کسی ادائیگی کے اصلی مجسمہ آپ کو مل سکتا ہے بشرطیکہ آپ
پرنس کی دعوت والی شرط پوری کر دیں کیونکہ یہ پرنس کی انا کا سوال
ہے کہ انہیں دعوت دی جائے اور وہ دعوت نہ کھا سکیں"۔ عمران نے
کہا۔

"مجھے منظور ہے۔ میری طرف سے پرنس کی دعوت برقرار ہے لیکن
اب پرنس کو یہاں کافرستان آنا ہوگا"...... پرنسز نے جلدی سے کہا۔

"کاچان اور کافرستان کے تعلقات دوستانہ نہیں ہیں پرنسز اس لئے
پرنس کاچان کافرستان نہیں آسکتے۔ آپ یہاں پاکیشیا تشریف لے آئیں
اور دعوت کھلا کر اصلی مجسمہ وصول کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم واقعی سچ کہہ رہے ہو اصلی مجسمہ پرنس کے پاس ہے"۔ پرنسز
نے کہا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے ہرہائی نس"...... عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"او کے ٹھیک ہے میں آج رات کو ہی واپس پاکیشیا پہنچ رہی

ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"بے حد شکریہ آپ قطعی بے فکر رہیں آپ کو اصلی مجسمہ ہی ملے گا۔
گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ آپ نے کیا چکر چلایا ہے عمران صاحب اس سے کیا فائدہ
ہوگا"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ابھی دانہ ڈالا تو ہے اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ کوئی پھول نکلے
یا خار دار جھاڑی۔ بہرحال تم ناٹران کو کہہ دو کہ وہ مجسمہ سپیشل
کوریئر کے ذریعے رانا ہاؤس بھجوا دے"...... عمران نے جواب دیا اور
چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگالی۔

ورکس اینڈ ... جلد ساز ... کالونی

نئے ماڈل کی سفید کیڈلک جس پر مملکت کاچان کا مخصوص فلیگ لہرا رہا تھا تیزی سے اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی جس میں پرنسز کی رہائش تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران سیکرٹری ذم ذم کے مخصوص لباس میں بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹ پر سلیمان پرنس کے لباس میں اکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا ان کی کار کے عقب میں لینڈ کروزر جیپ پر جوزف اور جوانا بطور باڈی گارڈ موجود تھے۔

"یہ جمہ آپ اس پرنسز کو کیوں واپس کر رہے ہیں"...... سلیمان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری عزت رکھ رہا ہوں پرنس ورنہ تم تو منہ دکھائی میں اسے ظاہر ہے زیادہ سے زیادہ پریشر ککر دے دیتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا سلیمان بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب یہ منہ دکھائی درمیان میں کہاں سے آگئی کس کی منہ دکھائی"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"منہ دکھائی دلہن کی ہی ہوتی ہے دولہا بیچارے کا منہ تو ویسے ہی مستقبل کے خوف سے بگڑا ہوا ہوتا ہے اس کا منہ کس نے دیکھنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"دلہن۔ تو آپ پرنسز سے شادی کر رہے ہیں۔ تو کیا بڑی بیگم صاحبہ نے اجازت دے دی ہے"...... سلیمان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آیا ہو۔

"مجھ جیسا مفلس اور قلاش آدمی بھلا اس قدر قیمتی نادر اور نایاب جمہ۔ کیسے اپنی دلہن کو منہ دکھائی میں دے سکتا ہے۔ یہ کام تو ظاہر ہے کوئی پرنس ہی کر سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ کار واپس لے چلیں۔ یہ تو آپ میرے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ بڑی بیگم صاحبہ اور بڑے صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچ گئی تو وہ مجھے زندہ زمین میں دفن کرا دیں گے"...... سلیمان نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم پرنس ہو اور پرنس کی شادی پرنسز سے ہی ہوتی ہے اس میں ڈیڈی یا اماں بی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ویسے بھی ڈیڈی سے اجازت لے لی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اجازت لے لی گئی ہے کیسے۔ نہیں وہ کسی طرح بھی اجازت نہیں دے سکتے۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔ میں نے آپ کو اپنی

ساری تنخواہیں اور سارے الاؤنسز معاف کیے"...... سلیمان کی حالت واقعی دگرگوں ہو رہی تھی۔

"تحریر دینی ہو گی زبانی بات نہیں چلے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"م۔ میں لکھ کر دینے کے لئے تیار ہوں۔ایک بار نہیں ہزار بار لکھوا لیں لیکن مجھے خدا کے لئے زندہ رہنے دیں میں ابھی مرنا نہیں چاہتا"...... سلیمان نے روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو فی الحال وعدہ کرو کہ آئندہ سابقہ تنخواہیں اور الاؤنسز وغیرہ کی ڈیمانڈ نہیں کرو گے"...... عمران نے کہا تو سلیمان نے فوراً ہی وعدہ کر لیا۔

"او کے اب تم یہ مجسمہ منہ دکھائی میں نہ دینا ویسے ہی تحفے میں دے دینا۔ چلو اب تو خوش ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔اس کا انداز بالکل ایسے تھا جیسے اس پر کوئی قیامت ٹوٹنے والی تھی جس سے وہ بال بال بچ گیا ہو۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ورنہ بڑے صاحب واقعی مجھے گولی مار دیتے"...... سلیمان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر اماں بی کو تم منانے کا وعدہ کرو تو تمہارے بڑے صاحب کی طرف سے منہ دکھائی میں یہ مجسمہ پیش کر دوں"...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اوہ کیا زمانہ آگیا ہے کہ بیٹا باپ کی طرف سے منہ دکھائی پیش کرنا چاہتا ہے واقعی قیامت نزدیک آگئی ہے ٹھیک ہے آپ کر دیں میں بڑی بیگم صاحبہ کو کہہ دوں گا"...... سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کہو گے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ آپ نے ایک مجسمہ پرنسز وانا کو بڑے صاحب کی طرف سے منہ دکھائی میں پیش کیا ہے اب ظاہر ہے میں بڑی بیگم صاحبہ کے سامنے جھوٹ تو نہیں بول سکتا"...... سلیمان نے مزے لیتے ہوئے کہا۔وہ پہلے خوفزدہ تھا تو اب واقعی لطف لے رہا تھا۔

"لیکن میں نے تو منانے کی بات کی تھی"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"منانے کی بات تو تب ہو جب وہ روٹھ جائیں۔بڑی بیگم صاحبہ کو تو روٹھنا آتا ہی نہیں۔وہ تو روٹھنے کی بجائے حساب موقع پر ہی برابر کر دیتی ہیں"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار موڑی اور ایک بڑی کوٹھی کے پھاٹک پر موڑ کر روک دی۔دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

"ہز ہائی نس پرنس آف کا[illegible]ان تشریف لائے ہیں۔ہز ہائی نس پرنسز کو اطلاع دو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ یس سر میں پھاٹک کھولتا ہوں سر آپ اندر تشریف لے

"آئیں پرنسز تو کافی دیر سے انتظار کر رہی ہیں"...... ملازم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران اور سلیمان ایک بڑے وسیع اور انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجائے گئے ڈرائنگ ہال میں موجود تھے اس ہال میں ایک بڑی سی ڈائننگ ٹیبل علیحدہ موجود تھی جب کہ ایک طرف انتہائی قیمتی صوفے رکھے ہوئے تھے اور عمران اور سلیمان انہی صوفوں پر جا کر بیٹھ گئے جب کہ جوزف اور جوانا ان کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور پرنسز وانتا اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے اس کا سیکرٹری رابرٹ تھا۔ پرنسز کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور سلیمان پرنسز کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"میں پرنس کاچان کو اپنی رہائش گاہ پر خوش آمدید کہتی ہوں"۔ پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں پرنس کاچان کا سیکرٹری ڈم ڈم پرنس کاچان کی طرف سے ہز ہائی نس کا شکریہ ادا کرتا ہوں"...... عمران نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں"...... پرنسز نے کہا اور پھر وہ رابرٹ کے ساتھ سامنے موجود صوفوں پر بیٹھ گئی جب کہ عمران سلیمان کے ساتھ واپس انہی صوفوں پر بیٹھ گیا۔

"کیا آپ وہ مجسمہ لے آئے ہیں"...... پرنسز نے انتہائی بے چین لہجے

میں کہا۔

"جی ہاں ہز ہائی نس۔ پرنس آف کاچان اپنا وعدہ ہمیشہ پورا کرتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے وہ مجسمہ مجھے دکھاؤ پلیز"...... پرنسز نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جوزف"...... عمران نے مڑ کر اپنے عقب میں موجود جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس"...... جوزف نے جواب دیا۔

"پرنس کی کار میں مجسمے کا پیکٹ موجود ہے وہ لے آؤ"...... عمران نے کہا۔

"یس"...... جوزف نے کہا اور تیزی سے سائیڈ پر ہو کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پرنسز اور اس کا ساتھی رابرٹ کی نظریں جیسے مسرت سے چمک سی گئیں۔ تھوڑی دیر بعد جوزف دوبارہ اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ موجود تھا جو اس نے عمران کے ہاتھ میں دیا اور واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ لیجئے پرنسز"...... عمران نے اٹھ کر پیکٹ پرنسز کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو پرنسز نے جیسے پیکٹ عمران کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور پھر اس نے خود ہی انتہائی بے صبری سے اسے کھولنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے۔ پیکٹ کھلتے ہی جب اصلی مجسمہ پیکٹ سے باہر آیا تو پرنسز کے چہرے پر بے اختیار مسرت کا

آبشار بہنے لگا۔

"اوہ اوہ یہ تو واقعی اصلی ہے۔اوہ بہت شکریہ بہت شکریہ"۔ پرنسز نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر مجسمہ اس نے رابرٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"اسے سیف میں رکھ آؤ اور خیال سے سیف بند کرنا"...... پرنسز نے رابرٹ سے کہا۔

"یس پرنسز"...... رابرٹ نے کہا اور مجسمہ لے کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ مجسمہ آپ کو کہاں سے ملا ہے یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... پرنسز نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرنسز کو اس مجسمے کی اصلیت کا تو علم ہو گا"...... عمران کے بولنے سے پہلے اس بار سلیمان بول پڑا۔

"ہاں یہ سملتا کا مجسمہ ہے"...... پرنسز نے جواب دیا۔

"اور پرنسز کو یہ بھی علم ہو گا کہ یہ وہی سملتا کا مجسمہ ہے جو عورتوں سے نفرت کرتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ یہ عورتوں کی تحویل میں رہنا پسند نہیں کرتا اور مردوں کے پاس خودبخود پہنچ جاتا ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا تو پرنسز بے اختیار ہنس پڑی۔

"بہت خوب آپ تو بہت دلچسپ باتیں کرتے ہیں لیکن یہ صدیوں تک بھرناتھاویوی کے مجسمے کے ساتھ زمین میں دفن رہا ہے"...... پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب بھی اگر آپ اسے بھرناتھاویوی کے مجسمے کے ساتھ دفن کر دیں تو شاید یہ مجبور ہو جائے لیکن اگر آپ نے اسے اپنے پاس رکھا تو یہ پھر کسی مرد کی تحویل میں چلا جائے گا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"اب یہ کہیں نہیں جا سکتا پرنس۔اب میں اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کروں گی"...... پرنسز نے جواب دیا۔

"کیا آپ کے پاس بھرناتھاویوی کا مجسمہ موجود ہے"...... عمران نے کہا تو پرنسز چونک پڑی۔

"ہاں مگر آپ نے کیوں پوچھا ہے"...... پرنسز نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ وہ بہرحال عورت کا مجسمہ ہے اگر مرد کا مجسمہ آپ کی تحویل میں آگیا ہے تو بھرناتھاویوی کا مجسمہ پرنس آف کاجان کی تحویل میں ہونا چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرنسز ایک بار پھر ہنس پڑی چونکہ اصلی مجسمہ ملنے کی وجہ سے اس کا موڈ بے حد خوشگوار ہو گیا تھا اس لئے وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔اسی لمحے رابرٹ اندر داخل ہوا۔

"میں نے اسے سیف میں رکھ دیا ہے"...... رابرٹ نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب آپ دعوت کھالیں میں صرف مجسمہ لینے اور آپ کو دعوت کھلانے کے لئے خصوصی طور پر کافرستان سے آئی ہوں میرا چارٹرڈ طیارہ ایئرپورٹ پر موجود ہے اور میں نے فوری طور پر واپس جانا ہے"۔ پرنسز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں پرنسز۔ دعوت کا کیا ہے کھا لیں گے۔ ویسے کیا آپ نے سر جیسن سے یہاں آنے کی اجازت لے لی تھی"...... عمران نے کہا تو پرنسز کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کیسے سر جیسن کو جانتے ہیں"...... پرنسز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ سر جیسن کے کہنے پر پاکیشیا سے کافرستان گئی تھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو پوچھ رہی ہوں کہ آپ کو کیسے علم ہوا اور آپ کیسے سر جیسن کو جانتے ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"سر جیسن کو کون نہیں جانتا۔ ان کا تعلق پالینڈ کے شاہی خاندان سے بھی ہے اور وہ پالینڈ کے سیکرٹری وزارت خارجہ بھی ہیں اور آپ انہیں انکل بھی کہتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اوہ آپ تو واقعی بہت کچھ جانتے ہیں۔ بہرحال اب مجھے سر جیسن سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی"...... پرنسز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی بات ہوتی۔ اچانک دروازہ کھلا اور سر عبدالرحمن اور ان کے پیچھے سوپر فیاض کمرے میں داخل ہوئے تو عمران اور سلیمان دونوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ سلیمان کے چہرے پر سر عبدالرحمن کو دیکھ کر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ آپ اور یہاں۔ بغیر اطلاع کے کیا مطلب۔ کیا"...... پرنسز نے سر عبدالرحمن اور سوپر فیاض کو اس طرح اچانک کمرے میں آتا دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی رابرٹ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت تھی چونکہ سر عبدالرحمن اور سوپر فیاض دونوں پرنسز سے پہلے ہوٹل میں ہونے والے قتل کے سلسلے میں مل چکے تھے اس لئے وہ انہیں اچھی طرح پہچانتی تھی۔

"مجھے اپنا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے پرنسز اور تمہیں بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازمین کے قتل کے جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہے اب تم جو کچھ بھی کہو گی وہ تمہارے خلاف عدالت میں استعمال کیا جا سکتا ہے"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گرفتار کیوں۔ میرے خلاف آپ کے پاس کیا ثبوت ہے"۔ پرنسز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض اس آدمی کو گرفتار کر لو اور جا کر مجسمہ برآمد کراؤ"...... سر عبدالرحمن نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا تو رابرٹ نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال لیا۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو گولی مار دوں گا"...... رابرٹ نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور اڑتا ہوا دور جا گرا۔ یہ گولی جوزف کی طرف سے

چلائی گئی تھی جو عمران اور سلیمان کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

"اب اگر کوئی حرکت کی تو گولی دل میں بھی گھس سکتی ہے"۔ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال دو"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو سوپر فیاض ارنا بھینسے کی طرح رابرٹ پر جھپٹ پڑا اور چند لمحوں بعد رابرٹ کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے ان میں کلپ ہتھکڑی ڈالی جا چکی تھی۔

"یہ۔یہ کیا ہو رہا ہے میں سفیر سے بات کرتی ہوں"...... پرنسز نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ ایک طرف پڑے ہوئے فون کی طرف جھپٹی۔

"تمہاری کوٹھی کے فون کاٹے جا چکے ہیں"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں کہا تو پرنسز نے بے اختیار رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید برہمی کے تاثرات ابھر آئے تھے جب کہ اس دوران سوپر فیاض رابرٹ کو دھکیلتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا تھا۔

"مم۔مم میں مجسمے کی قانونی مالک ہوں میرے پاس اس کی باقاعدہ رسید ہے میں نے اسے پرنس آف کاچان سے خرید کیا ہے۔ پرنس آف کاچان موجود ہیں آپ بے شک ان سے پوچھ لیں"...... پرنسز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ مجسمہ بڑے نواب صاحب کی ملکیت ہے۔ پرنس کاچان کی ملکیت نہیں ہے اس لئے اس کی دی ہوئی رسید کی کوئی قانونی حیثیت

نہیں ہے"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا لیکن اس نے رسید دی ہے اس لئے یہ بھی مجرم ہے"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرنسز کی گرفتاری سے پالینڈ کا شاہی خاندان بدنام ہو جائے گا آپ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں سر عبدالرحمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شٹ اپ یہ مجرم ہے میرے پاس اس کے خلاف ٹھوس ثبوت موجود ہیں سر جیمسن نے اس سے فون پر کافرستان میں جو باتیں کی ہیں ان کی ٹیپ میرے پاس موجود ہے اصلی مجسمہ بھی اسی کی تحویل سے برآمد ہو رہا ہے اب تو میں انٹرپول کے ذریعے سر جیمسن کو بھی گرفتار کرا کر یہاں لے آؤں گا اس نے بھی ایک مجرم کو غیر قانونی طور پر فرار ہونے میں مدد دی ہے"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو پرنسز کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ صورت حال اس کے خلاف ہو گئی ہے۔ اسی لمحے سوپر فیاض رابرٹ سمیت واپس آیا تو اس کے پاس سملکا کا مجسمہ موجود تھا۔

"یہ مجسمہ سیف میں موجود تھا جناب اور یہی مجسمہ چوری ہوا ہے"۔ سوپر فیاض نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور مجسمہ سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا۔

"سر آپ یہ مجسمہ رکھ لیں اور پرنسز کو معاف کر دیں۔ یہ مجسمہ تو بہر حال پاکیشیا کی ملکیت ہے لیکن پرنسز کو لازماً قتل میں اعانت کی سزا

ے گی اور اسے پھانسی کے پھندے سے کوئی نہ بچا سکے گا اور پالینڈ
کا شاہی خاندان تباہ ہو جائے گا"...... عمران نے انتہائی منت بھرے
لہجے میں کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے یہ واقعی ٹھیک کہہ رہا ہے آپ جتنی
دولت کہیں میں دینے کے لئے تیار ہوں"...... پرنسز نے پہلی بار منت
بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک صورت میں معافی ہو سکتی ہے پرنسز کہ اس کے ساتھ
بھرناتھا دیوی کا مجسمہ تم ہمارے حوالے کر دو کیونکہ وہ مجسمہ بھی
پاکیشیا کی ملکیت ہے اور تم نے جبراً ایک پاکیشیائی سے اسے ہتھیا لیا
تھا وہی پاکیشیائی جسے تمہارے اس رابرٹ نے ہوٹل پلازہ میں گولی
مار کر ہلاک کر دیا تھا"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ تو یہاں نہیں ہے وہ تو پالینڈ میں ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"دیکھو پرنسز مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے میں صرف اس لئے
تمہیں گرفتار نہ کرنے پر رضامند ہوا ہوں کہ تم پاکیشیا کا مال واپس کر
دو مجھے معلوم ہے کہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ پاکیشیا میں قدیم تحریر کے
ماہر سر احمد ثالث کے پاس موجود ہے تم نے انہیں اسے پڑھنے کے لئے
دیا ہوا ہے اور تم نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ سملٹا کا مجسمہ بھی انہیں
پہنچا دیا جائے گا۔ سر احمد ثالث انتہائی اصول پسند آدمی ہیں اس لئے وہ
تمہاری اجازت کے بغیر وہ مجسمہ ہمارے حوالے نہیں کر سکتے اور نہ ہم
اسے اس طرح لینا چاہتے ہیں۔ تم سر احمد ثالث کو فون کرو اور ان سے

کہو کہ وہ مجسمہ ہمارے آدمی کو دے دیں جیسے ہی وہ مجسمہ یہاں پہنچے گا ہم
دونوں مجھے لے کر واپس چلے جائیں گے اس کے بعد تم آزاد ہو ورنہ
دوسری صورت میں ہم تمہیں قتل کے الزام میں گرفتار کر لیں گے اور
اس کے بعد کیا ہو گا تم بہتر جانتی ہو۔ پاکیشیا کا قانون کبھی شاہی
خاندان سے رعایت نہیں کیا کرتا"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے
میں کہا۔

"اس بات کا تو میرے اور سر احمد ثالث کے علاوہ اور کسی کو بھی
علم نہیں ہے حتیٰ کہ رابرٹ کو بھی علم نہیں ہے آپ کو کیسے علم
ہو گیا"...... پرنسز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں انٹیلی جنس کا ڈائریکٹر جنرل ہوں۔ بس اتنا کہنا ہی کافی ہے۔
بولو آخری بات کرو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے گرفتاری چاہتی
ہو یا بھرناتھا دیوی کا مجسمہ دیتی ہو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آپ وہ مجسمہ بھی لے لیں لیکن مجھے اور میرے ساتھی
کو گرفتار نہ کریں"...... پرنسز نے اقرار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ لو کارڈلیس فون پیس اور سر احمد ثالث کو فون کر کے کہہ دو کہ
سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ان کے پاس پہنچ رہا ہے بھرناتھا
دیوی کا مجسمہ اسے دے دیا جائے"...... سر عبدالرحمن نے جیب سے
چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا کارڈلیس فون پیس نکال کر دیتے ہوئے کہا
پرنسز نے فون پیس لیا اور اسے آن کر کے اس نے تیزی سے نمبر ڈائل

کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو سر احمد ثالث میں پرنسز داستا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی پرنسز نے کہا چونکہ کارڈ لیس فون پیس میں لاؤڈر کا بٹن آن تھا اس لئے دوسری طرف سے آواز کمرے میں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"یس ہرہائی نس آپ نے فرمایا تھا کہ سملنگا کا مجسمہ آپ جلد ہی بھجیں گی لیکن ابھی تک وہ میرے پاس نہیں پہنچا"...... دوسری طرف سے سر احمد ثالث کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"وہ مجسمہ حکومت کی تحویل میں چلا گیا ہے اب اس کا واپس ملنا ناممکن ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ بھی انہیں دے دوں تاکہ حکومت خود اپنے طور پر ان کی تحریر آپ سے پڑھوا لے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض آپ کے پاس پہنچ رہا ہے آپ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ اس کے حوالے کر دیں"...... پرنسز نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی بہرحال آپ کا مال ہے آپ بھیج دیں انہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو پرنسز نے شکریہ ادا کر کے فون کا بٹن آف کر کے فون پیس سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا۔

"سوپر فیاض جا کر مجسمہ لے آؤ جلدی آنا"...... سر عبدالرحمن نے سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"تشریف رکھیں"...... اس بار پرنسز نے کہا تو سر عبدالرحمن سمیت سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ یہ دونوں مجسمے اپنی تحویل میں رکھیں گے"...... پرنسز نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"نہیں اگر آپ کو گرفتار نہ کیا گیا تو پھر یہ مال مسروقہ نہیں ہیں پھر انہیں قومی عجائب گھر میں رکھوا دیا جائے گا"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو پرنسز کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"میرے ملازمین وہ۔ وہ کہاں ہیں"...... پرنسز نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہ موجود ہیں لیکن ظاہر ہے انٹیلی جنس بیورو کے کام میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتے"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد سوپر فیاض واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔

"یہ مجسمہ دیا ہے سر احمد ثالث صاحب نے"...... سوپر فیاض نے پیکٹ سر عبدالرحمن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اسے دیکھو کیا یہ اصلی ہے"...... سر عبدالرحمن نے عمران کی طرف پیکٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس نے پیکٹ سر عبدالرحمن کے ہاتھ سے لیا اور پھر پیکٹ کھول کر اس کے اندر موجود مجسمہ باہر نکالا اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یس سر یہ اصلی ہے"...... عمران نے کہا اور مجسمہ واپس پیکٹ میں بند کر کے اس نے یہ پیکٹ سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا۔

"اوکے پرنسز اب آپ تحریر لکھیں کہ آپ نے بھرناتھا دیوی کا مجسمہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے حکومت پاکیشیا کو تحفے میں دیا ہے تاکہ اسے قومی عجائب گھر میں رکھا جا سکے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں لکھ دیتی ہوں۔ جب مجسمہ ہی آپ کو دے دیا ہے تو اب رسید لکھنے میں کیا حرج ہے"...... پرنسز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھنے لگی۔

"آپ تشریف رکھیں آپ بتائیں کہ آپ کا خصوصی پیڈ کہاں ہے میرا آدمی لے آئے گا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"وہ رابرٹ کو معلوم ہے رابرٹ کہاں ہے"...... پرنسز نے چونک کر کہا۔

"وہ باہر ہمارے آدمیوں کی تحویل میں ہے"...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے یہاں لے آؤ اور پھر پرنسز کے سامنے اسے رہا کر دو"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ رابرٹ بھی تھا جس کے ہاتھ مجرموں کی طرح پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

"سنو رابرٹ تم نے مجھ پر ریوالور نکال کر ناقابل معافی جرم کیا ہے

لیکن چونکہ پرنسز سے ہماری بات ہو چکی ہے اس لئے تمہیں رہا کیا جا رہا ہے ورنہ تمہاری باقی ساری عمر جیل کی کوٹھری میں گزر جاتی۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض اسے رہا کر دو"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... سوپر فیاض نے کہا اور مڑ کر وہ رابرٹ کے عقب میں گیا چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی رابرٹ کے دونوں بازو آزاد ہو گئے۔

"رابرٹ میری ڈائریکٹر جنرل صاحب سے بات ہو گئی ہے اب یہ ہمیں گرفتار نہیں کریں گے اور نہ ہی ہمارے خلاف کوئی مقدمہ بنائیں گے۔ میں نے سملنگا اور بھرناتھا دیوی کا مجسمہ انہیں دے دیا ہے۔ تم میرے سامان سے جا کر میرا خصوصی پیڈ لے آؤ تاکہ میں ڈائریکٹر جنرل صاحب کو بھرناتھا دیوی کے مجسمے کی رسید دے دوں"...... پرنسز نے کہا۔

"یس پرنسز"...... رابرٹ نے خشک لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"تم اس کے ساتھ جاؤ"...... سر عبدالرحمن نے سوپر فیاض سے کہا اور سوپر فیاض سر ہلاتا ہوا مڑا اور رابرٹ کے پیچھے کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی واپس آئے۔ رابرٹ کے ہاتھ میں ایک پیڈ موجود تھا جو اس نے پرنسز کی طرف بڑھا دیا۔ پرنسز نے اس کے ہاتھ سے پیڈ لے کر رابرٹ سے ہی قلم لیا اور پھر کاغذ پر رسید لکھ کر اس نے

نیچے دستخط کیے اور کاغذ پیڈ سے علیحدہ کر کے اس نے سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا۔ سر عبدالرحمن نے ایک نظر کاغذ کو دیکھا اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"او کے شکریہ پرنسز اب آپ آزاد ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض دونوں پیکٹ اٹھاؤ اور چلو"...... سر عبدالرحمن نے پہلے پرنسز سے کہا اور پھر سوپر فیاض کو حکم دیا تو سوپر فیاض نے میز پر رکھے ہوئے دونوں پیکٹ اٹھائے اور سر عبدالرحمن کے پیچھے چلتا ہوا دروازے سے باہر چلا گیا۔

"آپ نے بہت عقلمندی سے کام لیا ہے پرنسز اپنی جانیں بچالی ہیں ورنہ سر عبدالرحمن بڑے سخت آدمی ہیں۔ بہرحال اب تک میرے پیٹ میں دوڑنے والے چوہے سینکڑوں کلو میٹر کی ریس مکمل کر چکے ہیں اس لئے اب آپ ہمیں کھانا کھلائیں"...... عمران نے کہا۔

"سوری میرا موڈ ٹھیک نہیں ہے آپ جا سکتے ہیں"...... پرنسز نے یکلخت کرسی سے اٹھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"چلیئے پرنس آف کاچان۔ اب تو اپنے کاچان میں ہی کھانا ملے گا یہاں سے تو صاف جواب مل گیا ہے"...... عمران نے پرنس کاچان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کاچان میں تو آج کل موسم سرما اپنے پورے عروج پر ہے جو لے ٹھنڈے پڑے ہوں گے"...... سلیمان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"موسم بدلتے دیر نہیں لگتی پرنس"...... عمران نے کہا تو سلیمان سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار واپس رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ان کے پیچھے جوزف اور جوانا کی جیپ تھی۔

"اگر آپ نے مجھے پہلے نہ بتایا ہوا ہوتا کہ بڑے صاحب کے روپ میں خاور صاحب اور سوپر فیاض کے روپ میں نعمانی صاحب ہیں تو میرا واقعی اس وقت ہارٹ فیل ہو جاتا جب بڑے صاحب اچانک کمرے میں داخل ہوئے تھے"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میری کھوپڑی ایسی صورت حال میں صحیح سلامت رہ جاتی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے آپ کو کیسے پتہ چل گیا تھا کہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ سر احمد ثالث کے پاس ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"میں نے سر احمد ثالث کو فون کیا تھا میں ان سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا واقعی ان مجسموں پر موجود تحریر پڑھی بھی جا سکتی ہے یا نہیں کیونکہ سر احمد ثالث اس وقت قدیم تحریروں پر اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں انہوں نے مجھے خود بتایا کہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ ان کے پاس ہے۔ پرنسز وانا آف پالینڈ نے یہ مجسمہ انہیں دیا تھا اور ساتھ ہی کہا تھا کہ وہ جلد ہی سملکا کا مجسمہ بھی بھجوائیں گی لیکن پھر ابھی تک نہ ہی

انہوں نے رابطہ کیا ہے اور نہ مجسمہ بھجوایا ہے۔اس طرح مجھے پتہ چل گیا ورنہ اس سے پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ پالینڈ میں ہوگا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ ان مجسموں کا کیا کریں گے کیا واقعی انہیں قومی عجائب گھر میں رکھوادیں گے"...... سلیمان نے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں سر احمد ثالث سے انہیں پڑھوا کر وہ خزانہ حاصل کرنے کی کوشش کروں اس میں آپ کا بھی فائدہ ہو جائے گا"...... سلیمان نے کہا۔

"میرا کیا فائدہ ہوگا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب مجھے خزانہ مل جائے گا تو میں آپ کو اپنی تنخواہیں اور الاؤنسز وغیرہ فی سبیل اللہ معاف کر دوں گا"...... سلیمان نے کہا۔

"وہ تو تم پہلے ہی معاف کر چکے ہو"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو منہ دکھائی کے سلسلے میں وعدہ کیا تھا میں نے اب ظاہر ہے جب منہ دکھائی ہی نہیں دی تو وعدہ بھی ختم"...... سلیمان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ڈیڈی سے ابھی بات کرتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ پرنس آف کاچان نے پرنسز سے غیر قانونی طور پر مجسمہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو اور سوپر فیاض کو استعمال کیا ہے۔ڈیڈی ظاہر ہے پرنسز سے معلوم کریں گے اور جب وہ تصدیق کر دے گی تو پھر نہ

تم رہو گے اور نہ تمہارا حساب کتاب"...... عمران نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"بڑے صاحب کو معلوم ہے کہ پرنس کاچان بے چارہ ایسے بندوبست کر ہی نہیں سکتا۔یہ سارا کھیل اس کے سیکرٹری ڈم ڈم کے ہی ہو سکتے ہیں اور پھر ڈم ڈم صرف نام ہی نہ رہ جائے گا [illegible] ڈم ڈم ہو جائے گا"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے میری تجویز کے متعلق"...... سلیمان نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کون سی تجویز"...... عمران نے کہا۔

"وہی خزانہ حاصل کرنے والی"...... سلیمان نے کہا۔

"یہ دونوں مجسمے چونکہ پاکیشیا کی ملکیت ہیں اس لئے اگر ان کی وجہ سے کوئی خزانہ ملا بھی سہی تو وہ بھی پاکیشیا کی ہی ملکیت قرار دیا جائے گا۔ تمہارے ہاتھ کیا آئے گا اس لئے اپنے ہانڈی چولہے تک ہی رہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سلیمان نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے اسے عمران کی بات سن کر بڑا صدمہ پہنچا ہو۔

"آپ نے نہ صرف دونوں مجسمے ان کے حوالے کر دیئے بلکہ رسید بھی لکھ کر دے دی"...... رابرٹ نے پرنسز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور کیا کرتی ۔ تمہیں وہ گرفتار کر چکے تھے اور مجھے بھی گرفتار کرنے آ گئے تھے۔ پرنس کاچان کی رسید واقعی ہمارے کسی کام نہ آتی اور پھر اصلی مجسمہ میری تحویل سے بھی دور ہو جاتا تھا اس کے علاوہ انکل سر جیمسن سے ہونے والی گفتگو کا ٹیپ بھی ان کے پاس تھا۔ نتیجہ یہ کہ میں واقع پھنس جاتی اور پالینڈ کا شاہی خاندان بھی اس دنیا میں رسوا ہو جاتا۔ مجسموں کا کیا ہے یہ زیادہ سے زیادہ انہیں عجائب گھر میں ہی رکھیں گے وہاں سے بھی تو بعد میں اڑائے جا سکتے ہیں"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو پرنسز یہ سب کچھ انتہائی پراسرار سا لگ رہا ہے۔ کافرستان سے پراسرار طور پر مجسمے کا چوری ہو جانا پھر پرنس کاچان کے پاس پہنچ جانا۔ پرنس کاچان کا ہمیں مجسمہ لا کر دینا اس کے بعد انٹیلی جنس کے

ڈائریکٹر جنرل کا اس طرح اچانک آنا اور پھر آپ کو گرفتار کرنے کی بجائے آپ سے مجسمے لے جانا پھر اس بات کا بھی علم ہونا کہ آپ نے برناتھا دیوی کا مجسمہ کسی سر ائمد ٹائیگ کو دیا ہوا ہے یہ سب کچھ انتہائی پراسرار ہے [illegible] یہ ساری صورت حال [illegible] جاسوسی سی ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا ہی ہے میں تو خود حیران ہوں کہ انہیں کیسے یہ [illegible] ہے۔ بہرحال یہ مشرق ہے اور مشرق کو ہمیشہ پراسرار ہی کہا جاتا ہے"...... پرنسز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرنس آف کاچان کے سیکرٹری ڈم ڈم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ہز ہائی نس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو پرنسز بے اختیار چونک پڑی

"اب کیا کہنا چاہتا ہے وہ یہ بھی بھوت کی طرح میرے پیچھے لگ گئے ہیں کراؤ بات"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ہز ہائی نس سیکرٹری ڈم ڈم سلام عرض کرتا ہے"...... چند لمحوں بعد سیکرٹری ڈم ڈم کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے"...... پرنسز نے انتہائی تلخ لہجے

میں کہا۔

"میں آپ کو یہ بتانا چاہتا تھا کہ آپ نے چونکہ پرنس کاچان اور مجھے کھانے کی دعوت دے کر اور گھر بلا کر بغیر کھانا کھلائے واپس بھجوا دیا ہے اسلئے اس توہین کے جواب میں پرنس آف کاچان نے سملنگا اور بھرناتھا دیوی دونوں مجسمے اپنی تحویل میں لے لئے ہیں اور اب یہ پاکیشیا کے عجائب گھر میں نہیں بلکہ ملک کاچان کے عجائب گھر کی زینت بنیں گے ان تک آپ کی اپروچ صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ آپ پرنس کاچان سے شادی کر لیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ مجسمے اب پرنس کاچان کی تحویل میں کیسے جا سکتے ہیں وہ تو سرکاری تحویل میں چلے گئے ہیں"...... پرنسس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ سر عبدالرحمن اور ان کا سپرنٹنڈنٹ دونوں پرنس کاچان کے درباری تھے پرنسس۔ اصل سر عبدالرحمن اگر واقعی وہاں پہنچ جاتے تو آپ اس وقت جیل میں ہوتیں وہ اسطرح کے سودے نہیں کیا کرتے۔ یہ تو پرنس کاچان نے آپ سے بھرناتھا دیوی کا مجسمہ لینا تھا اور سملنگا کا مجسمہ واپس حاصل کرنا تھا اسلئے پرنس کاچان نے کھیل کھیلا اور اس وقت دونوں مجسمے پرنس کاچان کی تحویل میں ہیں بہرحال دعوت نہ کھلانے کا اتنا جرمانہ تو آپ کو بھگتنا ہی پڑے گا کہ اب آپ ہمیشہ کے لئے پرسام خزانے سے محروم ہو چکی ہیں خدا حافظ"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوہ اوہ یہ کیا ہو گیا یہ کس طرح ہو گیا۔ وہ وہ پرنس کاچان وہ"...... پرنسس نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کو پہلے کہا تھا پرنسز کہ مجھے سب کچھ مصنوعی لگ رہا تھا یہ سارا کھیل پرنس کاچان نے کھیلا اور ہم بے وقوف بن گئے"۔ رابرٹ نے کہا۔

"میں اس پرنس کاچان کی بوٹیاں اڑا دوں گی میں ابھی بات کرتی ہوں سفیر صاحب سے"...... پرنسز نے غصیلے لہجے میں جلدی سے کریڈل کو پریس کرنا شروع کر دیا۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سفیر صاحب سے بات کراؤ میری ابھی اور اسی وقت"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

"یہ سب سراسر دھوکا اور فراڈ ہے میں نے تو انہیں سرکاری آدمی سمجھ کر ڈیل کیا وہ تو..."...... پرنسز نے غصیلے لہجے میں کہا اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سفیر صاحب سے بات کیجئے ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو ہرہائی نس میں سفیر موکارس بول رہا ہوں"...... دوسرے لمحے سفیر صاحب کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مسز موکارس یہ پرنس کاچان کون ہے اور یہاں پاکیشیا میں اسکی کیا حیثیت ہے اور یہ کہاں رہتا ہے"۔ پرنسز نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پرنس کاچان۔ ہرہائی نس کاچان تو کوئی ملک یا ریاست نہیں ہے۔اس کا پرنس کیا مطلب میں سمجھا نہیں ہوں ہرہائی نس"...... سفیر صاحب کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ کاچان کوئی ریاست نہیں ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے بڑے نواب صاحب کے پاس بھی پرنس کاچان اور اس کا سیکرٹری پہنچا ہوا تھا ان کی حویلی کے باہر موجود کار پر میں نے باقاعدہ فلیگ دیکھا پھر پرنس میری رہائش گاہ پر بھی آئے آپ کہہ رہے ہیں کاچان کوئی ریاست نہیں ہے یہ آپ کیسے سفیر ہیں کہ آپ کو کسی بات کا علم ہی نہیں ہے"...... پرنسز نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری ہرہائی نس میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار آپ سے سنا ہے۔ بہرحال میں سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بات کرتا ہوں اگر یہ واقعی کوئی ملک یا ریاست ہے تو وہ اس کے بارے میں بہرحال جانتے ہوں گے"...... سفیر صاحب نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"میں خود ان سے بات کرتی ہوں کیا نمبر ہے ان کا"۔ پرنسز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو سفیر نے دوسری طرف سے انکے آفس اور رہائش گاہ دونوں کا نمبر بتا دیا تو پرنسز نے کریڈل دبایا اور پھر چند لمحے

پر ہاتھ رکھنے کے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا اور پھر کریڈل کو پریس کر دیا۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یہ دو نمبر نوٹ کرو یہ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کے آفس رہائش گاہ کے نمبر ہیں۔ سر سلطان جہاں بھی ہوں میری ان سے بات کراؤ"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا اور نمبر بتا کر اس نے سیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"عجیب ملک ہے یہاں ہر شخص فراڈ ہے ہر بات ڈرامہ ہے"۔ پرنسز بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بات کریں ہرہائی نس وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود ہیں"...... دوسری طرف سے سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو میں پرنسز واسنا آف پالینڈ بول رہی ہوں"...... پرنسز واسنا نے لہجے میں کہا۔

"یس ہرہائی نس میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ فرمایئے کیسے کال کی ہے آپ نے"...... دوسری طرف سے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"مجھے پرنس کاچان کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں میں نے ہالینڈ کے سفیر صاحب سے بات کی ہے تو ان کا کہنا ہے کہ وہ اس سے لاعلم ہیں۔ انہوں نے آپ کا ریفرنس دیا ہے کہ آپ اس بارے میں جانتے ہوں گے آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ملک کاچان کہاں ہے اور اس کا پرنس یہاں پاکیشیا میں کس حیثیت سے موجود ہے اور کہاں رہتا ہے"...... پرنسز نے اس بار نرم لہجے میں کہا شاید وہ سر سلطان کے باوقار لہجے سے مرعوب سی ہو گئی تھی۔

"کاچان نام کا نہ ہی اس دنیا میں کوئی ملک ہے اور نہ کوئی ریاست اس لئے اس کے پرنس ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سفیر صاحب نے آپ کو درست بتایا ہے پرنسز"...... سر سلطان نے جواب دیا تو پرنسز کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ کیسے ممکن ہے۔ بڑے نواب صاحب کے پاس پرنس کاچان لپنے سیکرٹری ڈم ڈم اور دو قوی ہیکل سیاہ فام باڈی گارڈز باقاعدہ مدعو تھے پھر وہ یہاں میری رہائش گاہ پر بھی آئے۔ وہ مجھ سے دو انتہائی قیمتی اور نایاب مجسمے لے گئے ہیں۔ یہاں میری رہائش گاہ پر سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن لپنے سپرنٹنڈنٹ کے ساتھ آئے تھے۔ ابھی ابھی پرنس کاچان کے سیکرٹری ڈم ڈم کا فون آیا تھا اس نے کہا ہے کہ سر عبدالرحمن اور ان کے سپرنٹنڈنٹ نقلی تھے۔ یہ تو انتہائی ظلم ہے یہ تو فراڈ ہے۔ کیا اس ملک میں کوئی قانون نہیں ہے"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں نہ صرف قانون موجود ہے بلکہ اس پر انتہائی سختی سے عمل بھی کیا جاتا ہے۔ پرنسز اگر آپ کو دھوکہ دیا گیا ہے یا آپ سے فراڈ کیا گیا ہے تو آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن سے بات کر لیں۔ وہ باقاعدہ کیس درج کریں گے اور ملزموں کو تلاش کر کے انہیں گرفتار کریں گے"۔ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا کیا نمبر ہے"...... پرنسز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ رہائش گاہ پر ہوں گے"..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کا نمبر بھی بتا دیا۔

"تھینک یو"...... پرنسز نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے کریڈل پریس کرنا شروع کر دیا۔

"پرنسز ایک منٹ"...... یکلخت رابرٹ نے کہا تو پرنسز نے چونک کر رسیور رکھا اور ساتھ بیٹھے ہوئے رابرٹ کی طرف مڑ گئی۔

"کیا بات۔ ہے کیا کہنا چاہتے ہو"...... پرنسز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنسز اصل میں سر عبدالرحمن نے پہلے بھی ہمیں گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی اور اب بھی آپ انہیں کال کر کے جب بتائیں گی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ان آدمیوں کے خلاف تو بعد میں کام کریں پہلے ہمیں گرفتار کر لیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"لیکن کس الزام میں اب تو ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں"...... پرنسز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ترقی یافتہ ملک نہیں ہے پرنسز پس ماندہ ملک ہے ایسے ملک
میں ہر قسم کا کام ہو جاتا ہے آپ نے دیکھا کہ کاچان کوئی ملک نہیں
ہے لیکن اس کا پرنس، سیکرٹری اور باڈی گارڈز سمیت یہاں دندنا
پھرتا ہے۔ اگر یہاں قانون کی عملداری ہوتی تو ایسا ممکن تھا
آپ نے انہیں بتانا ہے کہ پرنس کاچان آپ سے سملکا کا مجسمہ لے گیا
ہے اور یہ مجسمہ بہرحال یہاں ایک المناک واردات میں ملوث ہے اس کی
آپ سے برآمدگی آپ کے خلاف ثبوت بن سکتی ہے"۔ رابرٹ نے کہا۔

"چلو سملکا کو چھوڑ دو دوسرا مجسمہ تو میری قانونی ملکیت ہے اور انہوں
نے فراڈ سے اسے مجھ سے حاصل کیا ہے"...... پرنسز نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ صرف دوسرے مجسمے کا ذکر کریں
سر احمد ثالث بھی گواہی دے سکتا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض وہ مجسمہ
وہاں سے لے آیا تھا"...... رابرٹ نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا
اور رسیور اٹھا کر اس نے کریڈل کو پریس کیا۔

"یس ہر ہائی نس"...... سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ایک نمبر نوٹ کر دیہ نمبر سر عبدالرحمن ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس
بیورو کی رہائش گاہ کا ہے۔ ان سے میری بات کراؤ"...... پرنسز نے
اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد
گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر عبدالرحمن صاحب سے بات کیجئے ہر ہائی نس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو میں پرنسز واستا آف پالینڈ بول رہی ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"میں عبدالرحمن بول رہا ہوں کیا آپ کافرستان سے کال کر رہی
ہیں"۔ دوسری طرف سے باوقار لیکن حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"نہیں میں پاکیشیا واپس آ گئی ہوں مجھے یہاں آنے کی دعوت پرنس
کاچان نے دی تھی"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرنس کاچان نے دعوت دی تھی کیا مطلب یہ پرنس کاچان کا آپ
سے کیا تعلق ہے"...... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ پرنس کاچان کو جانتے ہیں"...... پرنسز نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں اچھی طرح جانتا ہوں وہ میرے بیٹے علی عمران کا باورچی
سلیمان ہے اور مذاقاً پرنس بن جاتا ہے لیکن اس کا آپ سے کیا
تعلق"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"آپ کے بیٹے علی عمران کا باورچی پرنس کاچان یہ آپ کیا کہہ رہے
ہیں"...... پرنسز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں میرا بیٹا علی عمران ایسی احمقانہ حرکتیں کرتا رہتا ہے یہی
وجہ ہے کہ میں نے اسے اپنے سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ وہ ایک فلیٹ
میں علیحدہ رہتا ہے سلیمان اس کا باورچی ہے مجھے بھی اس بارے میں
پہلے نواب صاحب مرحوم سے پتہ چلا تھا وہ سلیمان کو پرنس کاچان بنا
کر اور خود اس کا سیکرٹری ڈم ڈم بن کر وہاں گیا تھا"...... سر عبدالرحمن
نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے اسی لئے اس نے آپ کے نام سے میرے ساتھ فراڈ کیا ہے اور وہ مجھ سے فراڈ اور دھوکے سے میرا انتہائی قیمتی مجسمہ لے گئے ہیں اور ظاہر ہے چونکہ وہ آپ کا بیٹا اور اسکا باورچی ہے اس لئے آپ اسکے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے"۔۔۔ پرنسز نے کہا۔

"پرنسز آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ از خود نتائج نکال لیں اگر عمران یا اس کے باورچی نے واقعی کوئی غیر قانونی کارروائی کی ہے کوئی دھوکہ یا فراڈ کیا ہے تو انہیں اس کی سزا بہرحال بھگتنا ہوگی میں نے قانون اور اصولوں کے مقابل کسی رشتے کی کبھی کوئی پرواہ نہیں کی۔ آپ کی گرفتاری بھی میں اسی لئے کرنا چاہتا تھا لیکن پالینڈ کے سیکرٹری وزارت خارجہ نے آپ کو یہاں سے کافرستان فرار کرایا اس کے علاوہ ان گواہوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا جن کے بیانات پر آپ کی گرفتاری ہونی تھی لیکن ان کی ہلاکت کی تحقیقات ہو رہی ہے اگر ان کی ہلاکت میں آپ کا یا سر جیسن کا ہاتھ ثابت ہوا تو بہرحال ان کے خلاف بھی قانونی کارروائی کی جائے گی۔ آپ اپنی بات کریں کیا ہوا ہے تاکہ اگر واقعی آپ کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے تو میں عمران اور سلیمان دونوں کے خلاف قانونی کارروائی کا حکم دے دوں لیکن جو کچھ آپ کہیں گی اس کا بہرحال ثبوت آپ کو دینا ہوگا"۔۔۔۔ سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو پرنسز نے جواب میں پرنس کاچان اور اس کے سیکرٹری کی رہائش گاہ پر آنے اس کے بعد سر عبدالرحمن اور اس کے سپرنٹنڈنٹ کی آمد اور بھرتا تھا دیوی کا مجسمہ اور اس کی رسید لے جانے

تک کی ساری تفصیل بتادی۔

"اس کے بعد اس سیکرٹری ڈم ڈم کا ابھی فون آیا اس نے بتایا کہ سر عبدالرحمن اور سپرنٹنڈنٹ فیاض فرضی تھے اور پرنس کاچان کے آدمی تھے۔ ان کا مقصد مجھ سے توہین کا انتقام لینا تھا جس پر میں نے پالینڈ کے سفیر صاحب سے پرنس کاچان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کی پھر میں نے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے بات کی تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا اور آپ کا نمبر دے دیا۔ آپ بے شک سر احمد ثالث سے معلوم کر لیں ان سے مجسمہ میرے فون کرنے کے بعد سپرنٹنڈنٹ فیاض لے کر آیا تھا"۔۔۔۔ پرنسز نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں انکوائری کراتا ہوں اگر آپ کی بات درست ثابت ہوئی تو نہ صرف آپ کا ملکیتی مجسمہ آپ کو واپس ملے گا بلکہ یہ دونوں اور ان کے ساتھی بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے"۔۔ سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

"مجھے کیسے اس بارے میں معلوم ہوگا"۔۔۔۔ پرنسز نے کہا۔

"میں خود آپ سے رابطہ کروں گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پرنسز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے یقین ہی نہیں آرہا کہ اس قدر باوقار اور بااصول آدمی اس احمق ڈم ڈم کا والد بھی ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ پرنسز نے کہا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سر عبدالرحمن کے چہرے پر بے پناہ غصہ تھا اور وہ کسی بپھرے ہوئے شیر کی طرح اپنی کوٹھی کے پورچ کے ساتھ برآمدے میں مسلسل ٹہل رہے تھے۔ انہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض کا انتظار تھا جسے انہوں نے مع سپاہیوں کے فوری طور پر طلب کیا تھا تاکہ عمران اور سلیمان کو گرفتار کیا جاسکے۔

"کیا بات ہے یہ آپ یہاں کیوں ٹہل رہے ہیں مجھے ملازم نے بتایا ہے کہ آپ غصے میں ہیں۔ کیا ہوا ہے"...... عمران کی اماں بی نے برآمدے میں آکر حیرت بھرے لہجے میں سر عبدالرحمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے تم پر بھی غصہ آرہا ہے اور تمہارے اس لاڈلے عمران پر بھی تمہارے لاڈ پیار نے اسے آج اس نوبت تک پہنچا دیا ہے کہ وہ بہروپ بن کر لوگوں سے فراڈ کرتا پھر رہا ہے۔ مجھے فیاض کا انتظار ہے تاکہ میں

اس کے فلیٹ پر جا کر اسے گرفتار کرا کر جیل بھجوا دوں"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی جلال بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران فراڈ کرے۔ اس کی رگوں میں آپ کا خون دوڑ رہا ہے وہ شریف ماں باپ کا بیٹا ہے وہ کیسے فراڈ کر سکتا ہے آپ کو کسی نے غلط بتایا ہوگا"...... اماں بی نے کہا۔

"تم پھر اس کی حمایت کر رہی ہو۔ کیا میں احمق ہوں نادان ہوں کہ کوئی مجھے بہکائے گا اور میں بہک جاؤں گا۔ میں نے پوری انکوائری کی ہے اور وہ ملزم ثابت ہوتا ہے وہ بھی اور اس کا باورچی سلیمان بھی"...... سر عبدالرحمن نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا انہیں واقعی بے پناہ غصہ آیا ہوا تھا ورنہ وہ عام طور پر اپنی بیگم کے سامنے اس طرح کا ردعمل ظاہر نہ کیا کرتے تھے۔

"آخر ہوا کیا ہے کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے"...... عمران کی اماں بی نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ ویسے تو اپنے غصے کا اظہار کرتی رہتی تھیں لیکن جب سر عبدالرحمن کو اس انداز میں غصہ آتا تھا تو ان پر وہ اپنے غصے کا اظہار نہ کرتی تھیں۔

"یہ سرکاری معاملات ہیں۔ تم اندر جاؤ بس"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"میں عمران اور سلیمان کو یہاں بلا لیتی ہوں آپ میرے سامنے ان سے بات کریں اور اگر وہ واقعی ملزم ہیں تو آپ انہیں بالکل گرفتار کر

لیں بلکہ انہیں گولی ماردیں لیکن میں بھی معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آخر عمران کا خون کیوں سفید ہو گیا ہے"...... عمران کی اماں بی نے کہا اور تیزی سے واپس کوٹھی کی اندرونی طرف کو مڑ گئیں۔

"وہ فرار ہو جائے گا مت کرواسے فون"...... سر عبدالرحمن نے کہا لیکن عمران کی اماں بی نے سنی ان سنی کر دی۔ اسی لمحے فیاض کی جیپ کوٹھی میں داخل ہوئی اس کے پیچھے مسلح سپاہیوں کی جیپ تھی۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے باقاعدہ یونیفارم پہن رکھی تھی۔ جیپ روک کر سپرنٹنڈنٹ فیاض تیزی سے نیچے اترا اور اس نے آگے بڑھ کر سر عبدالرحمن کو سیلوٹ کیا۔

"اتنی دیر کیوں لگا دی"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر جیپ راستے میں خراب ہو گئی تھی"...... فیاض نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیپ خراب ہو گئی تھی کیوں"...... سر عبدالرحمن نے چونک کر پوچھا۔

"سر اس کے پٹرول پائپ میں ہوا کا بیل آگیا تھا۔ ہو جاتا ہے کبھی کبھی سر"...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جا کر اندر بیگم صاحبہ سے معلوم کرو کہ انہوں نے عمران کو بلانے کے لئے فون کیا ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں پہنچیں اور وہ یہاں آجائے"...... سر عبدالرحمن نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ فیاض

کوئی ردعمل ظاہر کرتا۔ ایک ملازم اندر سے باہر آگیا۔

"بڑی بیگم صاحبہ کہہ رہی ہیں جناب کہ عمران اور سلیمان یہاں آرہے ہیں انہوں نے انہیں فون کر کے بلوایا ہے"...... ملازم نے سر عبدالرحمن کے سامنے رک کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے فیاض اور سپاہیوں کو ڈرائنگ روم میں پہنچاؤ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں جب یہ دونوں آجائیں تو مجھے اطلاع کر دینا"...... سر عبدالرحمن نے ملازم سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے اندرونی طرف کو بڑھ گئے۔ اپنے دفتر میں پہنچ کر انہوں نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب"...... ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"عبدالرحمن بول رہا ہوں سر سلطان سے بات کراؤ"...... سر عبدالرحمن نے باوقار سے لہجے میں کہا۔ انہوں نے سر سلطان کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا۔

"جی صاحب ہولڈ کریں صاحب"..... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"سلطان میں عبدالرحمن بول رہا ہوں۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں نے ایک انتہائی ضروری مسئلے پر سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے بات کرنی ہے تم ان کا نمبر مجھے بتا دو"۔ سر

عبدالرحمن نے کہا۔

"سوری عبدالرحمن یہ ملکی راز ہے اس لئے نہیں بتایا جاسکتا۔ البتہ میں چیف کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں وہ تم سے بات کر لیتے ہیں۔ تم کوٹھی سے ہی بول رہے ہو ناں"...... سر سلطان نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے انہیں کہہ دو کہ مجھ سے فوری بات کریں"۔ سر عبدالرحمن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا ہے کچھ مجھے بھی تو بتاؤ"...... سر سلطان نے کہا تو سر عبدالرحمن نے پرنسز واسنا کے فون آنے اور عمران اور سلیمان کے وہاں سے مجسمہ لے آنے اور وہاں نقلی سر عبدالرحمن اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو لے جانے کے بارے میں ساری بات بتا دی۔

"پھر تم نے یقیناً انکوائری تو کی ہوگی"...... سر سلطان نے کہا۔

"ہاں میں نے سر احمد ثالث سے بات کی ہے انہوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ان سے سپرنٹنڈنٹ فیاض نام کا آدمی مجسمہ لے گیا ہے اور یہ ثبوت کافی ہے۔ میں چیف ایکسٹو سے اس لئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے نوٹس میں پہلے یہ بات لے آؤں کہ میں ان دونوں کو گرفتار کر رہا ہوں کیونکہ وہ اس عمران کی حمایت کرتے ہیں اور انہوں نے اس احمق کو اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر اسے بگاڑ رکھا ہے لیکن اس بار میں ان کی بھی کوئی بات نہیں سنوں گا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اور اگر یہ ساری کارروائی عمران نے چیف ایکسٹو کے حکم پر کی ہو تو پھر کیا ہوگا"...... سر سلطان نے کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑا۔

"چیف کو کیا ضرورت ہے اس طرح فراڈ کرانے کی اور دھوکے سے پرنسز سے مجسمہ حاصل کرنے کی۔ یہ سب اس عمران کی حرکت ہے اور اسے حرکت کی سزا بہرحال بھگتنا ہی پڑے گی"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران سے تم نے بات کی ہے"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے اس سے بات کرنے کی جب وہ گرفتار ہو جائے گا پھر اس کا بیان ضابطے کے مطابق لکھا جائے گا قانون قانون ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"پہلے اس سے بات کر لو ایسا نہ ہو کہ تمہیں اپنے ماتحتوں کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑے وہ غلط کام کرنے والا شخص نہیں ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"یہی باتیں کر کر کے تو اسے بگاڑا گیا ہے اور اب وہ اس حد تک بگڑ چکا ہے کہ اس نوبت تک پہنچ گیا ہے میں اس سے کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں تو سپرنٹنڈنٹ فیاض اور سپاہیوں کو لے کر اس کے فلیٹ اس کی اور سلیمان کی گرفتاری کے لئے جا رہا تھا کہ تمہاری بھابھی نے اسے فون کر کے یہاں بلوا لیا ہے اسے بھی تمہاری طرح یقین نہیں آرہا کہ اس کا بیٹا ملزم ہو سکتا ہے۔ ماؤں کے بے جا لاڈ

پیار سے بھی اولاد بگڑ جاتی ہے اور بعد میں مائیں بیٹھ کر سر پکڑ پکڑ کر روتی ہیں"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"میں خود تمہاری کوٹھی پر آرہا ہوں میرے آنے تک تم نے کوئی کارروائی نہیں کرنی۔ اگر ضرورت پڑی تو میں وہیں سے تمہاری بات چیف ایکسٹو سے کرا دوں گا پہلے میں اس عمران کی بات تو سن لوں کہ وہ کیا کہتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بھی آجاؤ لیکن یہ بات تم بھی سن لو کہ اگر وہ ملزم ہوا تو میں تمہاری سفارش بھی نہیں مانوں گا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"میں غلط کام کی سفارش کرنے کا قائل ہی نہیں ہوں چاہے وہ کوئی بھی ہو میں آرہا ہوں"...... سر سلطان نے کہا تو سر عبدالرحمن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو کیا ضرورت تھی پرنسز کو یہ بتانے کی کہ سر عبدالرحمن اور سوپر فیاض فرضی تھے"...... سلیمان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت فلیٹ کے سٹنگ روم میں موجود تھے۔

"کیوں نہ بتاتا اسے بھی تو معلوم ہو کہ اس نے پرنس کاچان کی توہین کر کے کیا نتیجہ بھگتا ہے اب بیٹھی سر پکڑ کر رو رہی ہو گی"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر یہ بات بڑے صاحب تک پہنچ گئی تو پھر۔ ظاہر ہے اب پرنسز خاموش تو نہیں رہے گی"...... سلیمان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پہنچ جائے پرنس کاچان یا اس کا سیکرٹری کسی سے ڈرتا ہے ہونہہ وہ کیا کر لیں گے پرنس کاچان کا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تو شاید کچھ نہ کر سکیں لیکن مجھے بہرحال وہ قبر میں اتار دیں گے۔ آپ کو بڑی بیگم صاحبہ بھی بچا سکتی ہیں لیکن میری حفاظت کون کرے گا"...... سلیمان نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا اللہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے"...... عمران نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"آپ برائے مہربانی یہ مجسمہ اس پرنسز کو واپس کر دیں یا مجھے دیں میں اسے واپس کرا آتا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔ ظاہر ہے اسے معلوم تھا کہ جب بڑے صاحب کو معلوم ہوا کہ ان کے نام پر فراڈ ہوا ہے تو وہ نجانے کیا کچھ نہ کر دیں۔

"وہ مجسمہ تو دانش منزل پہنچ گیا ہے اور اب وہاں سے نہیں نکل سکتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ طاہر صاحب کو کہہ دیں کہ وہ بڑے صاحب کو فون کر کے کہہ دیں کہ یہ ساری کارروائی ایکسٹو کے حکم پر کی گئی ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"وہ جھوٹ بولنے پر کیسے رضامند ہوگا۔ نہیں جناب آغا سلیمان پاشا۔ ایسا نہیں ہوگا جو کچھ ہم نے کیا ہے اسے ہمیں ہی بھگتنا ہوگا۔ ویسے تم فکر مت کرو کچھ نہیں ہوگا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سلیمان ہونٹ بھینچے واپس مڑا اور سٹنگ روم سے نکل گیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے عمران مسکرا

دیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان کیوں پریشان ہو رہا ہے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں میرے فون کرنے اور پرنسز کو سر عبدالرحمن اور سوپر فیاض کی اصلیت بتانے کے بعد کیا کارروائی ہوئی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پرنسز نے پہلے اپنے ملک کے سفیر کو کال کیا ہے اس سے پرنس کاچان کے بارے میں پوچھا اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو پرنسز اس پر بے حد ناراض ہوئی۔ سفیر صاحب نے سر سلطان کا ریفرنس دے دیا۔ پرنسز نے پھر سر سلطان سے فون پر بات کی انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا اور آپ کے ڈیڈی بڑے صاحب کا نمبر دے دیا کہ اگر اس سے کوئی دھوکہ ہوا ہے تو وہ بڑے صاحب سے شکایت کرے اس کی قانونی طور پر پوری پوری مدد کی جائے گی۔ پھر پرنسز نے بڑے صاحب سے بات کی۔ اگر آپ چاہیں تو اس کا ٹیپ سنوا دوں لمبی بات ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں سنواؤ"...... عمران نے کہا تو چند لمحوں بعد رسیور سے پرنسز کی آواز سنائی دی پھر عمران کے ڈیڈی کی آواز اور اس کے بعد ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی جب گفتگو ختم ہو گئی تو خاموشی چھا گئی۔

"آپ نے سن لی ٹیپ باس"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں جوانا کیا کر رہا ہے اس کے ذمے بھی کام لگایا تھا وہ ہو گیا ہے

یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ تو کل سے گیا ہوا ہے جہاں آپ نے اسے بھیجا تھا ابھی تک تو اس کی واپسی نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی کال آئی ہے ایک منٹ شاید جوانا آگیا ہے۔ آپ ہولڈ کریں میں پھاٹک کھول کر اسے لے آتا ہوں"...... جوزف نے کہا اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو ماسٹر میں جوانا بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس دونوں مجسمے پرنسز کے سیف میں پہنچ چکے ہیں ٹائیگر ابھی آپ کو تفصیلی رپورٹ دے گا"...... جوانا نے کہا۔

"تم اپنی بات کرو رشید احمد سے مل گئے تھے وقت پر مجسمے"۔ عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"اور اصلی مجسمے کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی میں ساتھ لے آیا ہوں میری کار میں موجود ہیں"...... جوانا نے جواب دیا۔

"یہ چیک کر لیا ہے تم نے کہیں اصلی تو پیک کر کے پرنسز تک نہیں پہنچا دیئے تم نے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں باس رشید احمد سے میں نے اصلی اور نقلی ٹائیگر کے سامنے ہی علیحدہ کرا لیئے تھے"...... جوانا نے جواب دیا۔

"او کے ٹھیک ہے۔ جوزف سے بات کراؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا۔

"ہیلو باس میں جوزف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف اب تم پرنسز کا فون ٹیپ کرنا بند کر دو اب اس کی ضرورت نہیں رہی"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا اسے معلوم تھا کہ یہ ٹائیگر کی کال ہو گی کیونکہ جوانا نے اسے بتا دیا تھا کہ ٹائیگر اسے رپورٹ دے گا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اس قدر ڈگریاں لینے کے باوجود ابھی تک اس قابل ہے کہ بول رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"باس میں ٹائیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو روکا ہوا ہے۔

"یس کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"کام آپ کے حکم کے مطابق ہو گیا ہے باس۔ دونوں مجسمے اس

سیف میں پہنچا دیئے گئے ہیں جس کی تفصیل آپ نے بتائی تھی"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کوئی پرابلم"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نو باس جوانا میرے ساتھ تھا۔ میرے ساتھ ایسے کاموں کا انتہائی ماہر آدمی تھا میں اور وہ گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوئے اور پھر اس کمرے میں پہنچ گئے۔ اس آدمی نے بڑی آسانی سے وہ سیف کھول لیا اور پھر مجھے رکھ کر اس نے سیف کو دوبارہ بند بھی کر دیا اس کے بعد ہم اسی گٹر کے راستے واپس آگئے اور کسی کو کانوں کان اس کا علم تک نہ ہو سکا"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران تمہارے ڈیڈی کہہ رہے ہیں کہ تم نے اور سلیمان نے مل کر کسی پرنس سے دھوکہ کیا ہے وہ تمہیں گرفتار کرنے فلیٹ پر آرہے تھے۔ کیا کیا ہے تم نے کیا واقعی تم نے ایسا کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی اماں بی کی پرجلال آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اماں بی اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کی آپ جیسی نیک ماں اور ڈیڈی جیسا شریف باپ ہو۔ وہ کوئی غلط کام کرے۔ ڈیڈی کو غلط فہمی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو اس وقت غصے سے بھرے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس ثبوت ہیں اور تم جانتے ہو کہ جب انہیں اس طرح غصہ آجائے تو پھر وہ میری بھی ایک نہیں سنتے میں نے انہیں کہا ہے کہ میں تمہیں کوٹھی بلوا لیتی ہوں تاکہ جو بات ہو میرے سامنے ہو۔ تم سلیمان کے ساتھ آجاؤ اور اپنے ڈیڈی کو تسلی کرا دو اور اگر تم نے واقعی کوئی غلط کام کیا ہے تو پھر بہانے بنانے کی ضرورت نہیں ہے اپنی غلطی کی معافی مانگ لینا اور اگر کوئی جرم کیا ہے تو پھر تمہیں اس کی سزا بہرحال بھگتنا پڑے گی"۔۔۔۔۔۔ اماں بی کو آہستہ آہستہ غصہ آرہا تھا۔

"ارے نہیں اماں بی نہ ہی میں نے کوئی غلطی کی ہے اور نہ کوئی جرم آپ مطمئن رہیں میں سلیمان کے ساتھ آرہا ہوں۔ ڈیڈی کی غلط فہمی دور کر دوں گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے آجاؤ جلد اور فوراً"۔۔۔۔۔۔ اماں بی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان جناب آغا سلیمان پاشا صاحب پرنس آف کاچان۔ چلیئے جناب کنگ صاحب کے دربار میں پیشی پڑ گئی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ کس کے دربار میں"۔۔۔۔۔۔ سلیمان نے فوراً ہی کمرے میں آتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی۔ کنگ بلکہ شہنشاہ صاحب اور یہ بھی سن لو کہ ڈیڈی نے

اس بات کا ثبوت بھی حاصل کر لیا ہے کہ تم نے پرنس کاچان کے روپ میں پرنسز داننا کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ کیا ہے وہ تو یہاں فلیٹ پر تمہیں گرفتار کرنے آرہے تھے لیکن اماں بی نے انہیں روک لیا ہے اور اب تمہیں وہاں جانا ہوگا ابھی اماں بی کا فون آیا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیوں میں تو آپ کا ملازم ہوں آپ کو گرفتار کرنے آرہے ہوں گے"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پرنس کاچان تم بنے تھے یا میں تھا۔ مجھے تو تم نے بنا دیا بیچارہ سیکرٹری اور پھر ڈم ڈم جیسا نام رکھ کر میری بے عزتی کر دی لیکن ظاہر ہے پرنس کے سامنے بیچارے سیکرٹری کی کیا مجال۔ اب بھگتو۔ اس وقت تو بڑے چوڑے ہو رہے تھے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بڑے صاحب احمق نہیں ہیں وہ بہرحال آپ کے ڈیڈی ہیں۔ آپ چاہے کچھ بھی کہیں انہیں معلوم ہے کہ آپ کی مرضی کے بغیر ایسا نہیں ہو سکتا اور میں تو جا کر صاف صاف بتا دوں گا"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا اسے دراصل خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں سر عبدالرحمن یا اماں بی کا فون نہ ہو۔ اس لئے

اس نے سیدھے سبھاؤ صرف اپنا نام بتایا تھا۔

"سلطان بول رہا ہوں یہ تم نے کیا چکر چلا دیا ہے پرنسز کے ساتھ تمہارے ڈیڈی تو غصے سے پاگل ہو رہے ہیں۔ وہ ایکسٹو سے بات کرنا چاہتے تھے تاکہ انہیں کہہ دیں کہ وہ تمہاری سفارش نہ کرے"...... سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"ارے کمال ہے اب عمران اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہے کہ سفارشیں کرواتا پھرے۔ ڈیڈی اگر ڈیڈی ہیں تو میں بھی تو انہی کا بیٹا ہوں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سب ہوا کیا ہے مجھے تو بتاؤ ویسے وہ تو کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس ثبوت ہے اور اس پرنسز نے بھی مجھے فون کیا تھا"...... سر سلطان نے کہا۔

"وہ شاید اصلی پرنسز ہے اس لئے اس کا خیال ہے کہ اسے کچھ نہیں کہا جا سکتا وہ جسے چاہے جو کہہ دے لیکن اسے یہ نہیں معلوم کہ پرنس کاچان بھی اصلی ہے"...... عمران نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس کاچان اصلی ہے وہ کس طرح"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دنیا کے ہر ملک کی چھوٹی بڑی رہائش گاہوں اور ہوٹلوں بلکہ اب تو آفسز میں بھی ملک کاچان کے سنٹرز قائم ہو چکے ہیں اور آغا سلیمان پاشا چونکہ آل ورلڈ باورچی ایسوسی ایشن کا صدر ہے اس لئے وہ تمام

کاچانڑ کا اصلی اور سچا پرنس ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"بہت خوب بڑا دلچسپ ملک قائم کر دیا ہے تم نے اور سلیمان واقعی پرنس کاچان ہے لیکن اب تمہارے ڈیڈی کو کون سمجھائے گا"...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"انہیں معلوم ہے کہ پرنس کاچان کون ہے اور اس کا سیکرٹری ڈم ڈم کون ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال میں نے سر عبدالرحمن سے وعدہ لے لیا ہے کہ جب تک میں نہ آؤں وہ تمہیں گرفتار نہیں کریں گے۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ باپ کے حکم پر بیٹے کو کیسے گرفتار کیا جاتا ہے اور بیٹا بھی وہ جو چیف آف سیکرٹ سروس کا نمائندہ خصوصی ہے"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سلیمان جناب آغا سلیمان پاشا صاحب آپ تیار ہو گئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں گاؤں جا رہا ہوں جناب میں باز آیا ایسی نوکری سے"۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہیں سے گاؤں چلے جانا بلکہ ڈیڈی تمہارے جنازے کو کاندھا دے کر خود گاؤں پہنچا دیں گے آخر تمہارا آبائی قبرستان تو گاؤں میں ہی ہو گا۔ بہرحال جلدی تیار ہو جاؤ ورنہ ڈیڈی کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ یہاں

پہنچ جائیں اور پھر ہمسائے تمہارا تماشہ دیکھیں گے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس نے لٹھے کی کڑک دار کلف لگی ہوئی شلوار۔ اس پر سفید قمیض اور نیلے رنگ کی شیروانی پہنی ہوئی تھی۔ سر پر قراقلی ٹوپی تھی اور پیروں میں پمپ شوز۔ اسی لمحے سلیمان کمرے سے داخل ہوا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے شلوار قمیض پر کوٹ پہن رکھا تھا۔

"آپ تو دولہا بن کر جا رہے ہیں مقتل میں"...... سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ لباس اماں بی کا پسندیدہ لباس ہے اور اماں بی ہی وہاں ہماری آخری پناہ گاہ ثابت ہو سکتی ہیں آؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یا اللہ تو دلوں کا حال جانتا ہے تو ہی ظالم کے ظلم سے بچانے والا ہے"...... سلیمان نے اونچی آواز میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے سر عبدالرحمن کی کوٹھی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جب کہ سلیمان سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"تم نے ڈیڈی کے سامنے صاف مکر جانا ہے کہ وہاں کوئی سر عبدالرحمن یا سوپر فیاض آیا تھا کبھی"...... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بول سکتا جناب چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے

"اس لئے جو کچھ ہے وہ سچ سچ بتا دوں گا آگے جو میری قسمت ہوگا وہی ہو کر رہے گا"...... سلیمان نے منہ بنا کر صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر بھگتو"...... عمران نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار کوٹھی میں داخل ہوئی تو عمران نے سر سلطان کی ذاتی کار بھی پورچ میں کھڑی ہوئی دیکھی تو وہ بے اختیار مسکرا دیا اس نے کار روکی اور نیچے اتر آیا۔ سلیمان بھی کار سے نیچے اترا۔ اسی لمحے ایک ملازم دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔

"چھوٹے صاحب بڑی بیگم صاحبہ کا حکم ہے کہ پہلے آپ ان سے مل لیں انہوں نے مجھے یہاں اسی لئے کھڑا کیا تھا۔ آیئے میرے ساتھ"۔ ملازم نے بڑے پراسرار لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"دیکھا پرنس بننے کا نتیجہ اب اپنے گھر میں بھی ہمیں چوروں کی طرح چھپ کر جانا پڑ رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے سلیمان سے کہا۔

"یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے کیا ضرورت تھی اس پرنسز کو سب کچھ فون پر بتانے کی"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچے تو وہاں اماں بی موجود تھیں وہ عمران اور سلیمان کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اماں بی"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ یہ تم دونوں نے کیا چکر چلا دیا ہے مجھے بتاؤ کہ تمہارے ڈیڈی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے یا نہیں کیا کیا ہے تم نے"...... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اماں بی ڈیڈی تو خواہ مخواہ دوسروں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کا بیٹا کوئی غلط حرکت کرے۔ یہ پرنسز خود جھوٹی ہے اس کا جھوٹ پکڑنے کے لئے ہم نے بس ایک معمولی سا ڈرامہ کیا تھا اور بس"...... عمران نے انتہائی معصوم سے لہجے میں کہا۔

"لیکن تمہارے ڈیڈی کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس ثبوت موجود ہے"...... اماں بی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جب ڈیڈی پر ساری صورت حال واضح ہو جائے گی پھر انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا بیٹا کوئی غلط حرکت کر ہی نہیں سکتا"...... عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ چلو"...... اماں بی نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سر عبدالرحمن کے خصوصی کمرے میں ایک قطار کی صورت میں داخل ہو رہے تھے۔ سب سے آگے عمران کی اماں بی تھیں ان کے پیچھے عمران بڑی معصوم صورت بنائے ہوئے تھا جب کہ سب سے آخر میں سلیمان تھا جس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ کمرے میں سر عبدالرحمن کے ساتھ سر سلطان بھی موجود تھے۔

"بھائی السلام علیکم"...... عمران کی اماں بی کے اندر داخل ہوتے

ہی سر سلطان اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔
"وعلیکم السلام بھائی صاحب آپ کب آئے ہیں آپ کے آنے کی تو اطلاع ہی نہیں ملی ویسے بھی اب آپ بہت کم آتے ہیں۔ بھابھی کو بھی نہیں لے آتے"...... اماں بی نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو سر سلطان بھی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔
جب کہ عمران اور سلیمان اسی طرح خاموش اور مؤدب کھڑے ہوئے تھے۔ سر عبدالرحمن کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں اور ان کے چہرے پر بے پناہ سختی تھی۔
"بھابھی بس کیا کریں وقت ہی نہیں ملتا بہرحال وعدہ رہا کہ جلد ہی میں آپ کی بھابھی کو بھی لے آؤں گا اور خود بھی آؤں گا"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"تم یہاں کیوں آئی ہو یہ سرکاری معاملات ہیں تم اپنے کمرے میں جاؤ"...... سر عبدالرحمن نے عمران کی اماں بی سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یہ کوٹھی ہے تمہارا دفتر نہیں ہے اور عمران سے میں نے پوچھ لیا ہے اس نے بتایا ہے کہ وہ موئی کافر پرنسز جھوٹ بول رہی ہے دیکھو اپنے بیٹے کی طرف دیکھو کہ تمہیں نظر نہیں آرہا کہ اتنا معصوم لڑکا بھی دھوکہ کر سکتا ہے ایک تو تمہیں اپنے بیٹے پر اعتبار نہیں آتا دوسروں پر چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں ان کی بات پر فوراً اعتبار آجاتا ہے کیوں بھائی صاحب آپ بتائیں میرا عمران بھلا کسی کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ اس کا لباس دیکھیں اس کی معصوم اور پاک صورت دیکھیں دھوکہ

دینے والے ایسے ہوتے ہیں"...... اماں بی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا تو سر سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔
"میں نے اس کے دھوکے اور فراڈ کی تصدیق کر لی ہے۔ سر احمد ثالث سے مجسمہ جو آدمی لے آیا تھا اس نے وہاں اپنا نام سپرنٹنڈنٹ فیاض بتایا تھا اور میں نے سر احمد ثالث سے اس کا حلیہ معلوم کر لیا ہے وہ حلیہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا ہی بتایا گیا ہے اب بتاؤ وہ پرنسز غلط کہہ رہی ہے یا یہ صاحبزادے جو اس وقت معصوم شکل بنائے کھڑے ہیں"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"ڈیڈی آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ پرنسز بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازمین کے انتہائی سفاکانہ قتل عام کی ملزمہ ہے لیکن چونکہ اب آپ کے پاس اس کے خلاف ثبوت نہیں رہے اس لئے آپ اسے گرفتار نہیں کر رہے لیکن چیف آف سیکرٹ سروس اسے اس طرح آسانی سے واپس نہ جانے دینا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے کہا کہ میں کسی طرح اس پرنسز کو واپس پاکیشیا بلاؤں اور پھر یہ چیک کروں کہ کیا اس کے پاس بھرناتھا دیوی کا مجسمہ ہے یا نہیں کیونکہ جو مجسمہ بڑے نواب صاحب کے ذخیرے سے چوری ہوا تھا اسے سملنگا کا مجسمہ کہا جاتا ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ برما کے قدیم بادشاہوں نے ایک بڑا خزانہ زمین میں چھپا رکھا ہے اور اس خزانے کا راز دو مجسموں پر کسی قدیم تحریر میں اشارتاً لکھ دیا ہے۔ ان دونوں مجسموں کے نام بھرناتھا دیوی کا مجسمہ اور سملنگا کا مجسمہ ہے۔ یہ دونوں مجسمے کافی عرصہ پہلے برما

سے برآمد ہوئے تھے۔ انہیں برآمد کرنے والے پاکیشیائی ماہرین تھے لیکن پھر یہ دونوں چوری ہوگئے۔ سملکا کا مجسمہ بڑے نواب صاحب کے پاس تھا جو انہوں نے کسی سے خریدا تھا اس لئے چیف آف سیکرٹ سروس یہ جاننا چاہتے تھے کہ اگر پرنسز کے پاس بھرناتھا دیوی کا مجسمہ ہے تو پھر لامحالہ اس قتل وغارت کے پیچھے پرنسز کا ہی ہاتھ ہے اور اگر اس کے پاس بھرناتھا دیوی کا مجسمہ نہیں ہے تو پھر یقیناً وہ اس قدر قتل وغارت صرف سملکا کے مجسمے کے حصول کے لئے نہ کر سکتی تھی۔ اب اس بات کو چیک کرنے کی دو ہی صورتیں تھیں ایک تو یہ کہ پرنسز کو پکڑ کر اس پر تشدد کیا جاتا اور اس سے حالات معلوم کیے جاتے لیکن ظاہر ہے نہ ہی چیف اس غیر قانونی بات کی اجازت دیتا اور نہ میرا ضمیر یہ بات گوارا کرتا کہ کسی عورت پر تشدد کیا جائے اس لئے اب یہی ایک صورت رہ گئی تھی کہ میں سلیمان کو پرنس کاچان بنا کر اور خود اس کا سیکرٹری بن کر اس سے ملوں اور پھر اسے گرفتاری کی دھمکی دے کر اس سے اصل بات معلوم کی جائے چنانچہ چیف نے میرے کہنے پر کافرستان میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے پرنسز کے کمرے سے سملکا کا مجسمہ حاصل کیا اور یہ مجسمہ مجھ تک پہنچا دیا گیا۔ پرنسز کو اس دوران سر جیمسن نے یہ بتا دیا تھا کہ اس کے آدمی ڈیوک اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو جن کے بیانات پر اس کی گرفتاری ہو سکتی تھی ختم کرا دیا گیا ہے اس لئے اب اسے کوئی گرفتار نہیں کر سکتا۔ سر جیمسن اور پرنسز کے درمیان ہونے والی یہ گفتگو بھی چیف کے

کافرستان میں موجود ایجنٹوں نے ٹیپ کر لی تھی اور یہ ٹیپ بھی میرے پاس موجود تھی۔ میں نے بطور سیکرٹری پرنس کاچان پرنسز کو کافرستان فون کیا وہ اس وقت سملکا کے مجسمے کے پراسرار طور پر غائب ہو جانے پر بے حد پریشان تھی میں نے جب اسے بتایا کہ مجسمہ پرنس کاچان کے پاس پہنچ چکا ہے اور پرنس کاچان یہ مجسمہ تحفے کے طور پر پرنسز کو دینا چاہتا ہے بشرطیکہ وہ پاکیشیا آکر اسے اپنی کوٹھی میں دعوت دے۔ پرنسز فوراً تیار ہو گئی اور پھر وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئی۔ میں نے چیف سے بات کی اور انہیں سارا سیٹ اپ بتایا تو انہوں نے میری تجویز کی منظوری دے دی کیونکہ اس طرح کوئی غیر قانونی کام کیے بغیر اصل بات معلوم کی جا سکتی تھی چنانچہ سیکرٹ سروس کے دو ممبران کو چیف نے آپ کا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا میک اپ کر کے میرے پاس بھجوا دیا۔ چونکہ آپ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض دونوں ہوٹل پلازہ میں قتل کیس کے سلسلے میں اس سے ملاقات کر چکے تھے اس لئے وہ آپ کو بھی اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی پہچانتی تھی اور اسے سر جیمسن نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپ اسے گرفتار کرنے کوٹھی پر گئے تھے اور ایئر پورٹ پر بھی۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ آپ کے وہاں پہنچنے پر وہ لامحالہ ڈر جائے گی اور سچ بات اگل دے گی۔ چنانچہ میں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو ساری صورت حال سمجھا دی اس کے بعد میں اور سلیمان پرنس کاچان اور اس کے سیکرٹری کے روپ میں سملکا کا مجسمہ لے کر اس کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ پرنس کاچان نے اسے سملکا کا مجسمہ دیا جو اس نے

چیک کیا کہ اصلی ہے تو وہ بے حد خوش ہوئی اور اس نے یہ مجسمہ اپنے ساتھی کو بھیج کر سیف میں رکھوا دیا۔ اس دوران آپ کے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے روپ میں سیکرٹ سروس کے ممبران وہاں پہنچ گئے اور پرنسز کو بتایا کہ اسے گرفتار کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت اس کے سیف میں سملنگا کا اصلی مجسمہ موجود ہے اور وہ ٹیپ بھی موجود ہے جس میں سر جیمسن نے اسے ڈیوک اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی ہلاکت کے بارے میں بتایا ہے اور یہ ٹھوس ثبوت ہیں تو پرنسز توقع کے مطابق خوفزدہ ہو گئی تب آپ کے روپ میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبر نے اسے کہا کہ اسے ایک صورت میں گرفتار نہیں کیا جا سکتا اگر وہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ اور سملنگا کا مجسمہ دے دے کیونکہ یہ دونوں مجسمے پاکیشیا کی ملکیت ہیں۔ تب اس نے بتایا کہ بھرناتھا دیوی کا مجسمہ اس کے پاس ہے اور اس نے یہاں پاکیشیا میں قدیم نوادر کے ماہر سر احمد ثالث کو دیا ہوا ہے چنانچہ پرنسز سے سر احمد ثالث کو فون کرایا گیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے میک اپ میں سیکرٹ سروس کے ممبر کو سر احمد ثالث کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہ مجسمہ لے آئے چنانچہ وہ مجسمہ سر احمد ثالث سے لے آیا میں نے اس مجسمے کو اچھی طرح چیک کیا وہ واقعی اصلی تھا اس طرح یہ بات ثابت ہو گئی کہ سملنگا کے مجسمے کے حصول کے لئے تاکہ برما کا وہ خزانہ حاصل کیا جا سکے پرنسز نے بڑے نواب صاحب ان کے خاندان اور ان کے ملازمین کو ہلاک کرایا ہے۔ بہرحال وہ دونوں مجسمے اس سے حاصل کر لئے گئے اور وہ دونوں مجسمے چیف کے

س بجھوا دیئے گئے تاکہ چیف بھی انہیں چیک کرا لے۔ چیف نے
ہیں چیک کرایا اور ان کی بھی تسلی ہو گئی کہ یہ واقعی اصلی ہیں تو
ہوں نے دونوں مجسمے میرے پاس بجھوا دیئے کہ انہیں واپس پرنسز
ک کسی طرح پہنچا دیا جائے تاکہ اسے گرفتار کرنے کی صورت پیدا ہو
کے۔ میں نے پرنسز کو فون کیا اور اسے بتایا کہ اس سے مجسمہ لے جانے
لے سر عبدالرحمن اور سپرنٹنڈنٹ فیاض دونوں پرنس کاچان کے
دی تھے اور اب اگر وہ مجسمہ واپس لینا چاہتی ہے تو اسے پرنس کاچان
ور اس کے سیکرٹری کو دعوت کھلانی پڑے گی کیونکہ اس روز جب
یکرٹ سروس کے ممبران آپ کے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے روپ
ں دونوں مجسمے لے گئے تو پرنسز نے غصے میں آ کر ہمیں دعوت کھلانے
ے انکار کر دیا اور ہم دونوں کی توہین کرتے ہوئے ہمیں فوراً چلے
انے کا کہہ دیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ دونوں مجسمے دوبارہ حاصل کرنے
کے لئے ہماری منتیں کرے گی لیکن اس نے ہالینڈ کے سفیر کو فون کر
یا پھر اس نے سر سلطان کو فون کیا اور پھر آپ کو فون کیا۔ اس کا
قصد تھا کہ اس طرح فرضی آدمی ظاہر ہونے پر آپ مجھے اور سلیمان کو
رفتار کر لیں گے اور اسے دونوں مجسمے واپس مل جائیں گے۔ بس یہ
ہے اصل بات۔ اب آپ کی مرضی آپ جو چاہیں کریں"...... عمران
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اب وہ دونوں مجسمے تمہارے پاس ہیں"...... سر عبدالرحمن نے
نٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جب اماں بی نے فون کر کے مجھے بتایا کہ آپ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو میں نے دونوں مجسمے چیف کو بجھوا دیئے اور انہیں ساری بات بتا دی تو چیف نے کہا کہ وہ تو آپ کے لئے یہ سب کچھ کر رہے تھے تاکہ آپ پرنسز کو گرفتار کر سکیں کیونکہ کیس آپ کے محکمے کے پاس ہے اگر آپ ایسا نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے اور انہوں نے کہا کہ وہ دونوں مجسمے اپنے آدمیوں کے ذریعے واپس پرنسز کے سیف تک پہنچا دیں گے اور انہوں نے پہنچا دیئے ہوں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ ٹیپ کہاں ہے جس میں پرنسز نے سر جیمسن سے گفتگو کی تھی"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"وہ چیف کے پاس ہے"...... عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب پرنسز کو کیسے گرفتار کیا جا سکتا ہے اب تو تمام ثبوت ختم ہو گئے۔ اب صرف ان دونوں مجسموں کی بنیاد پر تو اسے گرفتار نہیں کیا جا سکتا"...... سر عبدالرحمن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ سلطنا کا مجسمہ تو اس ساری واردات کی اصل بنیاد ہے اور وہ اس پرنسز کے پاس ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"لیکن پہلے تو تم مجھے اس کی گرفتاری سے روک رہے تھے کہ اس طرح پاکیشیا کا نقصان ہوتا ہے اب خود کہہ رہے ہو کہ اسے گرفتار کر لیں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اب سر جیمسن نے جس طرح انٹیلی جنس بیورو میں قتل و غارت کرائی ہے اب پاکیشیا کا وقار داؤ پر لگ چکا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"اب تمہاری تسلی ہوئی ہے یا ابھی بھی تم میرے بیٹے کو گرفتار کرو گے جس نے پتہ نہیں تمہاری خاطر کیا کیا کیا ہے میری سمجھ میں تو اس کی کوئی بات نہیں آئی بہرحال اتنا مجھے معلوم ہے کہ میرا بیٹا غلط کام نہیں کر سکتا"...... اماں بی نے کہا۔

"ٹھیک ہے اس نے وضاحت کر دی ہے اور یہ بے گناہ ہے اور ویسے بھی میرا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا روپ اس نے نہیں دھارا یہ سیکرٹ سروس کا کام ہے اور یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ ان کے کاموں میں مداخلت کروں"...... سر عبدالرحمن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس صرف یہی اختیار ہے کہ تم اپنے بیٹے کو گرفتار کر لو اور کیا ہے تمہارے اختیار میں۔ چلو عمران"...... اماں بی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ابھی ڈیڈی کو مزید حالات بتانے ہیں اماں بی آپ چلیں میں واپسی میں آپ سے مل کر جاؤں گا اور سلیمان تم بھی جاؤ"۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے سر عبدالرحمن اور سر سلطان کو سلام کیا اور عمران کی اماں بی کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ڈیڈی کیا میں بیٹھ سکتا ہوں میری تو ٹانگیں کھڑے کھڑے تھک

گئی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اب معاملات صاف ہو گئے ہیں اس لئے مجھے اجازت"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی عمران اور سر عبدالرحمن بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو کھانا کھا کر جانا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"نہیں پھر کبھی سہی دفتر کا بہت ضروری کام پڑا ہوا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"آؤ میں تمہیں پورچ تک چھوڑ آؤں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ارے نہیں تم عمران سے باتیں کرو میں چلا جاؤں گا۔ ابھی میں نے بھابھی کو بھی سلام کرنا ہے اور ہاں ایک بات اور۔ میں نے پہلے بھی تمہیں کئی بار کہا ہے کہ عمران کی صلاحیتوں سے تم واقف نہیں ہو جب کہ اس کا چیف اس کی صلاحیتوں سے واقف ہے۔ وہ اس کی اتنی تعریفیں کرتا ہے کہ مجھے بعض اوقات رشک آتا ہے کہ کاش عمران میرا حقیقی بیٹا ہوتا"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اسی نے تو اسے سر پر چڑھا رکھا ہے۔ اس میں اگر صلاحیتیں ہوتیں تو یہ اس طرح سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتا پھرتا کسی اعلیٰ عہدے پر نہ فائز ہوتا۔ آؤ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں آؤ اور عمران تم ابھی بیٹھو میں آ رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان عمران کی طرف دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑے۔ اب وہ سر

عبدالرحمن کو کیا بتاتے کہ عمران کس عہدے پر فائز ہے جب کہ عمران سر جھکائے بڑی معصوم صورت بنائے بیٹھا ہوا تھا۔ سر عبدالرحمن سر سلطان کے ساتھ کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور سر پر رکھی ہوئی ٹوپی اتار کر اس نے میز پر رکھی اور اطمینان سے پیر پھیلا کر بیٹھ گیا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو میں عمران بول رہا ہوں ڈیڈی کی کوٹھی سے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی جلدی اب تک ہونے والی ساری باتیں بھی اسے بتا دیں۔

"لیکن عمران صاحب اگر آپ نے دونوں مجسمے اسے اس طرح واپس بھجوانے تھے تو پھر اس سے حاصل ہی کیوں کئے تھے"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ اصلی مجسمے نہیں ہیں ان کی ایسی نقل ہے کہ پرنسز بھی اسے نہ پہچان سکے گی۔ اصلی مجسمے تو میرے پاس ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو اس کا مقصد حل ہو جائے گا وہ ان نقلی مجسموں سے وہ خزانہ تو بہرحال حاصل کر لے گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس نقلی میں بھی تو کاریگری کی گئی ہے کہ وہ تحریر جو اصلی مجسموں

پر ہے وہ بھی نقلوں میں بدل دی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے اب میں سمجھا کہ آپ نے اس انداز میں اس سے دونوں اصلی مجھ سے کیوں حاصل کیے تھے لیکن عمران صاحب پرنسز نے بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازمین کا جو قتل عام کرایا ہے۔ کیا اسے اس کی کوئی سزا نہ ملے گی۔ کیا وہ صرف اس لئے بچ جائے گی کہ وہ پرنسز ہے اگر یہ کام کسی عام عورت کا ہوتا تو کیا آپ اسے بھی چھوڑ دیتے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے پرنسز کو واپس پاکیشیا بلوانا اور اس کے ساتھ یہ سارا ڈرامہ کرنا کیا مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا۔ جب تک سر جیمسن اس معاملے میں براہ راست ملوث نہ ہوا تھا جب تک میرے ذہن کے مطابق پاکیشیا کے مجموعی مفاد کو دیکھنا ضروری تھا لیکن جس انداز میں سر جیمسن نے پاکیشیا میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے انٹیلی جنس بیورو میں قتل وغارت کرا کر پرنسز کے خلاف ثبوت ختم کرنے کی کارروائی کی ہے یہ پاکیشیا کے وقار اور اس کی آزادی پر حملہ ہے۔ کیا پاکیشیا پالینڈ کا ماتحت یا باج گزار ملک ہے کہ پالینڈ میں بیٹھا ہوا ایک سیکرٹری وزارت خارجہ جب چاہے پاکیشیا میں قتل وغارت کرا دے۔ نہیں بلیک زیرو اب جب کہ معاملہ پاکیشیا کے وقار اور آزادی کا سامنا آ گیا تو اب پاکیشیا پیچھے نہیں ہٹ سکتا اب پرنسز اور سر جیمسن دونوں کو اس قتل وغارت کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا۔ سر سلطان نے بھی یہاں یہی بات کی ہے کہ جب تک سر جیمسن اس معاملے میں براہ

راست ملوث نہ ہوئے تھے جب تک معاملہ دوسرا تھا لیکن اب یہ معاملہ دوسرا ہے اب انہوں نے بھی واضح الفاظ میں پرنسز کی گرفتاری کے بارے میں ڈیڈی سے بات کر لی ہے اور ہاں سنو میں نے ڈیڈی کو بتایا ہے کہ سر جیمسن اور پرنسز کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو کا ٹیپ میں نے چیف کو بھیج دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ڈیڈی پرنسز کو گرفتار کرنے کے لئے اس ٹیپ کو منگوائیں گے اس لئے وہ مجھ سے تمہیں فون کروائیں گے تم خیال رکھنا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھتا ہوں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سر عبدالرحمن اندر داخل ہوئے تو عمران احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔

"تم نے اگر ایکسٹو کا کوئی کام کرنا ہی تھا تو کیا تم سیدھی طرح کام نہیں کر سکتے تھے۔ یہ پرنس کاچان اور اس کے احمق سیکرٹری کا ڈرامہ کھیلنا ضروری تھا"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اصل بات تو ڈیڈی وہی تھی جو میں نے آپ کو پہلے بتائی تھی۔ سلیمان اپنے رشتہ دار کی بے عزتی پر سخت رنجیدہ تھا جب اس نے آپ کو شکایت کی تھی تو آپ اگر بڑے نواب صاحب کو فون کر کے شکایت کر دیتے تو سلیمان کو تسلی ہو جاتی لیکن آپ نے بھی اسے ٹال دیا۔ میں

نے اس کی تسلی کے لئے اسے پرنس کاچان بنایا اور خود اس کا سیکرٹری بن کر بڑے نواب صاحب کے ہاں پہنچا تاکہ سلیمان کی عزت نفس بحال ہو سکے اس کے بعد کے واقعات تو بس پیش ہی آتے چلے گئے اور اب چونکہ پرنسز انتہائی معزز اور انا پرست خاتون ہے اس لئے مجبوراً پرنس کاچان کا رول دوبارہ سامنے لانا پڑا کیونکہ اس سے کم پر تو وہ بات کرنے پر ہی رضا مند نہ ہوتی تھی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنسز کو میں پہلے بھی گرفتار کرنا چاہتا تھا لیکن جب ثبوت ختم ہو گئے یا کرا دیئے گئے تو میں خاموش ہو گیا لیکن اب جبکہ تم نے بتایا ہے کہ سر جیمسن نے دانستہ اسے فرار کرایا اور میرے ہیڈ کوارٹر میں قتل وغارت کرائی ہے تو اب میں پرنسز کو واقعی گرفتار کرانا چاہتا ہوں لیکن صرف مجسمے کی برآمدگی اس کا ٹھوس ثبوت نہیں بن سکتی ہمیں عدالتوں میں انتہائی ٹھوس ثبوت دینے پڑتے ہیں ورنہ ملزم بری ہو جاتے ہیں اور ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اب اگر پرنسز کو گرفتار کر لیا جائے تو ظاہر ہے کہ نہ صرف پالینڈ بلکہ پوری دنیا کی نظریں اس مقدمہ پر لگ جائیں گی۔ اس پوزیشن میں اگر ہمارے پاس ٹھوس ثبوت نہ ہوئے تو ہم پوری دنیا میں مذاق بن کر رہ جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس کے لئے کوئی بڑی قیمت بھی ادا کرنی پڑ جائے"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ ٹیپ ٹھوس ثبوت بن جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"گو وہ بھی ٹھوس ثبوت نہیں ہے لیکن بہرحال اس سے بات تو سامنے آ جائے گی کہ سر جیمسن نے وہ ثبوت ضائع کرنے کی کوشش کی ہے جس سے پرنسز کو گرفتار کیا جا سکتا تھا اور یہ بات پریس میں آنے کے بعد پالینڈ کی پوزیشن دفاعی ہو جائے گی"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"اور اگر پرنسز خود اس بات کا اعتراف کر لے کہ اس کے کہنے پر بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازمین ہلاک ہوئے ہیں تو کیا آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا پرنسز بھی تمہاری طرح احمق ہے کہ اپنے گلے میں خود پھانسی کا پھندا ڈال لے گی"...... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا کہ تم اس کے ساتھ پھر کوئی ڈرامہ کرو"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈرامہ یہی کچھ ہو گا کہ پرنس کاچان ایک بار پھر اپنے سیکرٹری سمیت اس سے ملے گا اور پھر وہ اپنی آزادانہ رضا مندی سے اس بات کا اعتراف کرے گی کہ واقعی اس نے ڈیوک کو کہا تھا کہ بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازمین کو ہلاک کر کے مجسمہ حاصل کر لیا جائے آپ اگر چاہیں تو بے شک خود وہاں موجود رہیں اور چاہیں تو پالینڈ کے سفیر کو بھی ساتھ بٹھا لیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا وہ احمق ہے جو اس طرح سب کے سامنے اعتراف کرے گی"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ سب کے سامنے اعتراف کرے گی اور وہ احمق بھی نہیں ہے۔ انتہائی سفاک اور شاطر عورت ہے اور کرے گی بھی اپنی آزادانہ رضا مندی سے۔ اس پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں کیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ میں خود ہی اس معاملے سے نمٹ لوں گا۔ تم سے تو بات کرنا ہی وقت ضائع کرنا ہے"...... سر عبدالرحمن نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے میں اسے آپ کے آفس میں لے آؤں گا اور وہیں آکر وہ سب کچھ خود تسلیم کرے گی خدا حافظ"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی ٹوپی اٹھائی اسے سر پر رکھا اور سر عبدالرحمن کو سلام کر کے وہ واپس مڑا۔

"سنو کوئی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور رابرٹ تیزی سے اندر داخل ہوا تو کمرے میں موجود پرنسز کے چہرے پر یکلخت بل سے پڑ گئے۔

"یہ کیا انداز ہے آنے کا"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنسز دونوں بجے سیف میں موجود ہیں دونوں بجے"...... رابرٹ نے پرنسز کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو پرنسز بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے وہ دونوں بجے تو جعلی سر عبدالرحمن لے گیا تھا وہ یہاں کیسے آگئے"...... پرنسز نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"آیئے آپ خود دیکھ لیجئے میں نے سیف میں موجود اپنا سامان نکالنے کے لئے سیف کھولا تو دونوں پیکٹ موجود تھے میں انہیں دیکھ کر حیرت سے بت بن گیا۔ پھر میں واپس بھاگا اسی لئے تو میں اس انداز میں اندر

داخل ہوا ہوں"...... رابرٹ نے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں یہ کیسے ممکن ہے"...... پرنسز نے کہا اور تیزی سے چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے جہاں دیوار میں سیف موجود تھا۔ سیف کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے اور پھر پرنسز جیسے ہی سیف کے قریب پہنچی وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ واقعی دونوں مجسموں کے پیکٹ سیف میں موجود تھے۔ چند لمحوں بعد پرنسز ان پر جھپٹ پڑی اس نے ایک ڈبہ اٹھایا اور اسے کھولا اس ڈبے کے اندر سملنگا کا مجسمہ تھا۔ پرنسز نے اسے اچھی طرح الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"یہ تو اصلی ہے بالکل اصلی"...... پرنسز نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے خود اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"دوسرا دیکھو"...... رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سملنگا کا مجسمہ رابرٹ کی طرف بڑھا دیا اور دوسرا پیکٹ اٹھایا اسے کھولا تو اس کے اندر بھرناتھا دیوی کا مجسمہ موجود تھا۔ پرنسز نے بھرناتھا دیوی کے مجسمے کو بھی خوب الٹ پلٹ کر اچھی طرح چیک کیا۔

"حیرت ہے۔ یہ تو واقعی کسی پراسرار کہانی کا باب لگ رہا ہے۔ یہ دونوں اصلی مجسمے خود بخود کیسے سیف کے اندر پہنچ گئے۔ یہ دونوں ہی اصلی ہیں سو فیصد اصلی"...... پرنسز نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"میرا خیال ہے پرنسز کہ آپ نے اس پرنس اور اس کے سیکرٹری کی شکایت کی ہے تو انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ کام کر دیا ہے کہ ان کے آدمی خفیہ طور پر کوٹھی میں داخل ہو کر یہ مجسمے رکھ گئے ہیں تاکہ ان کے خلاف کوئی ثبوت باقی نہ رہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"ہاں یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا لیکن اگر اس طرح لوگ اندر آ کر اس کمرے تک پہنچ سکتے ہیں اور سیف کھول کر اس میں مجسمے رکھ کر واپس جا سکتے ہیں کہ یہاں کسی کو علم تک نہ ہو سکے تو پھر یہ سارا معاملہ انتہائی خطرناک ہے وہ اس انداز میں تو ہمیں گولی بھی مار سکتے ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"ایسا وہ کیسے کر سکتے ہیں پرنسز آپ کوئی عام خاتون تو نہیں ہیں پالینڈ کی پرنسز ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے پھر بھی ہمیں محتاط ہو جانا چاہئے بلکہ اب ہمیں یہاں پاکیشیا سے واپس چلا جانا چاہئے"...... پرنسز نے کہا اور دونوں مجسمے سیف میں رکھ کر اس نے سیف کو خود بند کر دیا۔

"اب دونوں مجسمے آپ کے پاس ہیں آپ انہیں دوبارہ احمد ثالث کو دے دیں تاکہ وہ انہیں پڑھ کر ہمیں اس خزانے کی تفصیل بتا دے اور ہم فوری طور پر اس خزانے کو حاصل کرنے کے انتظامات کر سکیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے آؤ"...... پرنسز نے کہا اور واپس اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور

اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس".....پرنسز نے کہا۔

"ہرہائی نس، پرنس کاچان کا سیکرٹری ڈم ڈم آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے"۔دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات".....پرنسز نے کہا۔

"ہیلو ڈم ڈم بول رہا ہوں".....چند لمحوں بعد ڈم ڈم کی مخصوص جھکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس پرنسز بول رہی ہوں۔کیا کہنا چاہتے ہو اب تم".....پرنسز نے باوقار اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے اپنے کمرے کا خصوصی سیف تو اب تک کھول کر چیک کرلیا ہوگا ہرہائی نس".....ڈم ڈم نے کہا۔

"ہاں کیوں".....پرنسز نے جان بوجھ کر کہا۔

"تو پھر آپ نے یہ بھی دیکھ لیا ہوگا کہ آپ کی دونوں امانتیں سیف میں پہنچ چکی ہیں میرا مطلب ہے سملنگا اور بھرتا تھا دیوی کا مجسمہ"۔ڈم ڈم نے اسی طرح جھکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ تم نے رکھوائے ہیں".....پرنسز نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں نے نہیں بلکہ پرنس کاچان کے حکم پر رکھوائے گئے ہیں۔آپ کو میں نے سر عبدالرحمن اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے فرضی ہونے کی

بات بتائی تو آپ نے شاید پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو شکایت کر دی۔ اعلیٰ حکام نے جب پرنس کاچان سے بات کی تو پرنس کاچان نے ظاہر ہے اس کی تردید کر دینی تھی کیونکہ پرنس کاچان کو پاکیشیا کے قانون کا علم ہے چنانچہ اس نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ کارروائی کرائی ہے بہرحال آپ کو اس شکایت کا فائدہ پہنچا اور دونوں مجسمے آپ کے پاس واپس پہنچ گئے".....سیکرٹری ڈم ڈم نے کہا۔

"لیکن تم نے فون کیوں کیا ہے کیا صرف یہی بتانے کے لئے کہ مجسمے واپس رکھوا دیئے گئے ہیں یا کوئی اور بات ہے".....پرنسز نے کہا۔

"میں یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کو مجسموں کا علم ہوا ہے یا نہیں ورنہ میں بتا دیتا".....ڈم ڈم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں علم ہو چکا ہے اور اس بات کا بھی علم ہو چکا ہے کہ تم علی عمران ہو اور پرنس کاچان تمہارا باورچی ہے۔ تم دونوں بہروپیے ہو".....پرنسز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو وہی کچھ بتایا گیا ہے جو کنگ آف کاچان چاہتے ہیں۔میرا نام واقعی علی عمران ہے اور پرنس کاچان کا نام محمد تھیمن ہے لیکن باورچی والا کردار صرف دکھاوے کا ہے۔جبکہ کاچان کے بارے میں صرف پاکیشیا کے صدر جانتے ہیں اور بس کیونکہ کنگ آف کاچان کا خصوصی حکم ہے کہ ریاست کاچان کو خفیہ رکھا جائے وہ بین الاقوامی مسائل میں اپنی ریاست کو نہیں الجھانا چاہتے".....ڈم ڈم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ بہرحال میری طرف سے پرنس کاچان کا شکریہ ادا کر دینا کہ چلو کسی بھی طرح ہی انہوں نے یہ دونوں مجسموں مجھے واپس تو بھجوا دیئے"...... پرنسز نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر اسے ٹیپ کرنے لگی۔

"یس ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"سر احمد ثالث سے بات کراؤ"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے کہا۔

"ہرہائی نس سر احمد ثالث لائن پر موجود ہیں"...... سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو پرنسز وانتا آف پالینڈ بول رہی ہوں سر احمد ثالث"...... پرنسز نے کہا۔

"یس ہرہائی نس فرمایئے کیا حکم ہے"...... سر احمد ثالث نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سمنتا اور بھرناتھا دیوی دونوں مجسمے اس وقت میرے پاس ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ان دونوں پر موجود تحریر پڑھ کر ہمیں جلد از جلد دیں کیونکہ میں یہاں سے فوری طور پر واپس جانا چاہتی ہوں آپ کتنا وقت لگائیں گے معاوضے کی فکر مت کریں میں پہلے سے طے شدہ

معاوضے سے دوگنا معاوضہ دوں گی"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنسز معاوضے کی بات نہیں ہے یہ علمی کام ہے۔ اگر بہت ہی جلدی کی جائے تب بھی ایک ہفتہ تو بہرحال لگ جائے گا کیونکہ جو تحریر ان مجسموں پر ہے وہ ابھی تک پڑھی نہیں جا سکی۔ میں نے بھرناتھا دیوی کے مجسمے پر موجود تحریر کے سلسلے میں خاصا کام کر لیا ہے اور ایسے اشارات مرتب کر لئے ہیں جن کی مدد سے اس تحریر کو بہرحال پڑھ لیا جائے گا لیکن اس کے باوجود ایک ہفتہ تو لگ جائے گا آپ اگر پاکیشیا سے واپس جانا چاہتی ہیں تو مجسمے مجھے دے کر تشریف لے جائیں جب اسے پڑھ لیا جائے گا تو میں آپ کو اطلاع کر دوں گا"...... سر احمد ثالث نے کہا۔

"اب ایسی بھی کوئی جلدی نہیں ہے ایک ہفتہ تو بہرحال انتظار کیا جا سکتا ہے لیکن سر احمد ثالث اصل بات یہ ہے کہ ان مجسموں کو چرانے کے لئے ایک بین الاقوامی گروہ کام کر رہا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آپ سے انہیں چرا لیں۔ پھر"...... پرنسز نے کہا۔

"آپ کسی کو بتائیں ہی ناں کہ آپ نے یہ مجسمے مجھے پڑھنے کے لئے دیئے ہیں۔ میرا تو کسی سے کوئی رابطہ ہی نہیں ہے میں تو گمنام سا آدمی ہوں کیونکہ میں گمنام رہنا ہی پسند کرتا ہوں"...... سر احمد ثالث نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے دو مسلح افراد آپ کی رہائش گاہ پر حفاظت کے لئے بھجوا دوں"...... پرنسز نے کہا۔

"اگر آپ کی تسلی اس طرح ہوتی ہے تو بے شک بھجوا دیں لیکن انہیں کہہ دیں کہ وہ میرے کام میں کسی طرح بھی مداخلت نہ کریں"...... سر احمد ثالث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا میرا آدمی رابرٹ دونوں مجسمے اور دو مسلح آدمیوں کے ساتھ آپ کے پاس تھوڑی دیر بعد پہنچ جائے گا گڈ بائی"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم دو مسلح آدمیوں کو ساتھ لو اور مجسمے لے کر سر احمد ثالث کو دے آؤ اور انہیں کہہ دینا کہ وہ ہوشیار رہیں۔ اس کے علاوہ یہاں موجود مسلح افراد کو بھی الرٹ کر دو۔ آئندہ آدمی تو آدمی کسی چڑیا کو بھی اندر نہیں آنا چاہئے"...... پرنسز نے رابرٹ سے کہا۔

"ایسے ہی ہوگا۔ بے فکر رہیں"...... رابرٹ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ رابرٹ کی واپسی تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہو گئی۔

"کیا ہوا۔ دے آئے ہو"...... پرنسز نے کہا۔

"ہاں اور آدمی بھی وہاں پہنچا آیا ہوں"...... رابرٹ نے جواب دیا اور پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب ایک ہفتہ ہم نے یہاں رہنا ہے تو اس کے لئے مصروفیت کا کوئی اچھا سا پروگرام بناؤ"...... پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کون سا مسئلہ ہے آپ تو چونکہ ذہنی طور پر الجھ گئی تھیں اس لئے میں بھی خاموش رہا۔ میں جلد ہی معلومات کر کے کوئی نہ کوئی

پروگرام بناتا ہوں"...... رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ان دونوں کے درمیان یہ بات شروع ہو گئی کہ کس قسم کا پروگرام بنانا چاہئے اور ابھی وہ باتوں ہی میں مصروف تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہر ہائی نس سر احمد ثالث کی کال ہے وہ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں"...... سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سر احمد ثالث کیا ہوا۔ ٹھیک ہے بات کراؤ"...... پرنسز نے حیران ہوتے ہوئے کہا رابرٹ بھی چونک پڑا تھا۔

"ہیلو احمد ثالث بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر احمد ثالث کی آواز سنائی دی۔

"یس پرنسز بول رہی ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنسز آپ نے جو مجسمے بھیجے ہیں وہ تو نقلی ہیں"...... دوسری طرف سے احمد ثالث کی آواز سنائی دی تو پرنسز بے اختیار اچھل پڑی۔

"یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ میں نے خود مجسموں کو اچھی طرح چیک کیا ہے۔ یہ تو اصلی ہیں"...... پرنسز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی انہیں چیک کیا تھا۔ بظاہر وہ ہر لحاظ سے اصلی ہیں پرنسز لیکن میں نے آپ کو پہلے بتایا تھا کہ میں نے ہرتا تھا دیوی کے مجسمے پر موجود تحریر پر خاصا کام کر رکھا تھا چنانچہ میں نے اس کام کو اٹھایا

اور آگے کام شروع کرنے کی کوشش کی تب پتہ چلا کہ اس مجسمے پر تو تحریر بدلی ہوئی ہے۔ میں بے حد حیران ہوا پھر میں نے وہ فوٹو گراف نکالے جو میں نے بھرنا تھا دیوی کے مجسمے کی تحریر کے لئے تھے اور انہیں انلارج کیا تھا تاکہ اسے پڑھا جا سکے تب یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مجسمہ نقلی ہے دونوں تحریروں میں زمین آسمان کا فرق ہے"...... سر احمد ثالث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ لیکن یہ سب ہوا کیسے یہ تو ہر لحاظ سے اصلی نظر آتے ہیں نقلی مجسموں کی جو خاص نشانیاں ہوتی ہیں وہ تو ان میں نہیں ہیں"۔ پرنسز نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے میں نے بھی اسی بات کو چیک کیا ہے اور پھر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کیا ہے۔ یہ مجسمے پی او بی کے بنے ہوئے ہیں اور پی او بی میٹریل سے بالکل اصلی جیسے مجسمے بنانے کا ماہر پاکیشیا میں ایک آدمی عبدالرشید ہے اسے اس سلسلے میں خصوصی مہارت حاصل ہے۔ چنانچہ میں نے آپ سے پہلے اسے فون کیا۔ وہ میرا احترام کرتا ہے میں نے جب اس سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں مجسمے واقعی اس نے تیار کیے ہیں اور ان پر موجود تحریر کو بھی اس نے تبدیل کیا ہے اور یہ تحریر اسے لکھ کر بھجوائی گئی تھی اور یہ کام اس نے کسی پرنس آف کاچان کے کہنے پر کیا ہے۔ اس کا معاوضہ پرنس آف کاچان نے اسے دس گنا دیا ہے"...... سر احمد ثالث نے کہا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے اوہ ویری بیڈ۔ بہرحال آپ دونوں مجسموں کو

اپنے پاس رکھیں میں اس پرنس کاچان سے بات کرتی ہوں"...... پرنسز نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ۔ یہ پرنس کاچان یہ آخر ہے کیا چیز۔ یہ۔ یہ اس نے کیا چکر چلایا ہے۔ میں اسے گولی مار دوں گی"...... پرنسز نے رسیور کریڈل پر پٹختے ہی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ پرنس کاچان تو انتہائی شاطر آدمی ہے پرنسز اگر سر احمد ثالث نے بھرنا تھا دیوی پر کام نہ کیا ہوا ہوتا تو یہ بات کبھی بھی ہماری سمجھ میں نہ آ سکتی تھی کہ یہ مجسمے نقلی ہیں اور پھر ان پر موجود تحریر نہ پڑھی جا سکتی تھی اور اگر پڑھی جا سکتی تو پھر ظاہر ہے وہ غلط ہوتی اس طرح خزانہ نہ مل سکتا تھا"...... رابرٹ نے کہا۔

"اوہ اوہ اب میں سمجھ گئی یہ پرنس کاچان دراصل خود یہ خزانہ حاصل کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے ہمیں مطمئن کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا لیکن اب کیا کریں"...... پرنسز نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آپ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن سے بات کریں پہلے بھی آپ نے ان سے بات کی تھی تب ہی یہ ساری کارروائی کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے انہوں نے صدر سے بات کی ہو گی اور صدر نے پرنس کاچان کو حکم دیا ہو گا کہ دونوں مجسمے ہمیں پہنچائے جائیں۔ تب اس نے یہ نقلی مجسمے بھجوا دیئے۔ اب صدر سے تو براہ راست بات نہیں ہو سکتی۔ آپ سر عبدالرحمن سے بات کر لیں"۔ رابرٹ نے کہا تو

میری ملکیت ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"سلستا کا مجسمہ آپ کی ملکیت میں کیسے آگیا پرنسز۔ یہ تو وہ مجسمہ ہے جو آپ نے ڈیوک کے ذریعے بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازمین کو ہلاک کر کے حاصل کیا تھا۔ رہا دوسرا بھرتا تھا دیوی کا مجسمہ تو یہ مجسمہ بھی آپ نے پاکیشیا کے ایک نوادرات کے ڈیلر سے اس کی مرضی کے بغیر انتہائی کم پیسوں میں خرید لیا اور اسے دھکے دے کر نکلوا دیا اور اس نے جب ہوٹل پلازہ میں آپ کو دیکھ کر اس پر احتجاج کیا تو آپ کے ساتھی رابرٹ نے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا"...... ڈم ڈم نے کہا۔

"یہ سب جھوٹ ہے۔ غلط بیانی ہے الزام ہے۔ میں کسی ڈیوک وغیرہ کو نہیں جانتی میں نے تو یہ مجسمہ پرنس کاچان سے خریدا ہے اس کی رسید میرے پاس موجود ہے اور دوسرا مجسمہ میں نے باقاعدہ خریدا ہے اس کی رسید بھی میرے پاس موجود ہے"...... پرنسز نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آپ یہ رسیدیں اور ثبوت لے کر عدالت میں چلی جائیں پھر دیکھیں انصاف کیسے ہوتا ہے"...... ڈم ڈم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ۔ یہ سیکرٹری اور یہ پرنس کاچان دونوں بے ایمان ہیں۔ اب میں کیا کروں۔ اب وہ مجسمے کیسے حاصل کیے جائیں"...... پرنسز نے رسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ پالینڈ سے اپنا گروپ کال کریں اور اس پرنس کاچان اور اس

کے سیکرٹری سے نہ صرف یہ دونوں مجسمے حاصل کریں بلکہ انہیں گولیوں سے اڑا دیں ان کی یہی سزا ہے"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس میں بہت دیر لگ جائے گی اور اس دوران یہ پرنس اور اس کا سیکرٹری دونوں غائب ہو جائیں گے۔ ان کا تو فوری طور پر کوئی علاج ہونا چاہئے فوری طور پر"...... پرنسز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پھر ایک ہی صورت ہے پرنسز کہ جس طرح یہ آپ کو چکر دے رہے ہیں اسی طرح آپ بھی انہیں چکر دے کر ان سے مجسمے حاصل کر لیں۔ لوہے کو تو لوہا ہی کاٹتا ہے"...... رابرٹ نے جواب دیا تو پرنسز بے اختیار اچھل پڑی۔

"مگر کیسے۔ کیا کروں۔ بتاؤ میں کیا کروں میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آرہا"...... پرنسز نے کہا۔

"اس پرنس اور اس کے سیکرٹری کو آپ اچھی طرح بے وقوف بنائیں کہ یہ خود ہی دونوں مجسمے آپ کو دینے پر تیار ہو جائیں اس کے بعد چاہئے آپ انہیں گولی مار دیں یا چھوڑ دیں آپ کی مرضی ہوگی ورنہ یہ لوگ سیدھے ہاتھوں قابو ہی نہیں آئیں گے"...... رابرٹ نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے رابرٹ۔ ویری گڈ۔ واقعی مجھے انہیں چکر دینا چاہئے"...... پرنسز نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کریڈل کو ٹیپ کیا۔

"یس ہر ہائی نس"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز

سنائی دی۔

"پرنس کاچان یا اس کے سیکرٹری سے بات کراؤ فوراً"...... پرنسز نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں اب ان سے دوستی کرتی ہوں اور اب دیکھتی ہوں کہ یہ کس طرح میرے ہاتھوں احمق نہیں بنتے"...... پرنسز نے منہ بناتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے کہا۔

"سیکرٹری ڈم ڈم لائن پر ہے ہرہائی نس"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنس آف کاچان کا سیکرٹری ڈم ڈم حاضر ہے ہرہائی نس پرنسز آف پالینڈ حکم فرمائیے"...... سیکرٹری ڈم ڈم نے اپنے مخصوص چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری ڈم ڈم کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پرنس آف کاچان سے دوستی کر لیں"...... پرنسز نے بڑے نرم اور شیریں لہجے میں کہا۔

"پرنس آف کاچان تو پہلے ہی آپ کے دوست ہیں ہرہائی نس ویسے بھی پرنس اور پرنسز کے درمیان تو ازلی دوستی ہوتی ہے۔ میں نے تو بچپن میں جتنی بھی کہانیاں پڑھی تھیں ان میں یہی لکھا ہوتا تھا کہ پرنسز کو کوئی خوفناک دیو یا کوئی ظالم جادوگر اٹھا کر لے جاتا تھا اور پرنس جا کر اس خوفناک دیو یا ظالم جادوگر کا خاتمہ کر دیتا تھا اور پھر پرنس اور

پرنسز کی دوستی ہو جاتی تھی اور پھر یہ دوستی پختہ کر دی جاتی تھی۔ میرا مطلب ہے ہر کہانی کا انجام پرنس اور پرنسز کے درمیان شادی پر ہی ختم ہوتا تھا۔ بہرحال شادی ہو یا نہ ہو پرنس اور پرنسز کی دوستی تو بہرحال ہوتی ہی تھی اس لئے پرنس کاچان تو آپ کے فطری اور ازلی دوست ہیں"...... سیکرٹری ڈم ڈم نے جواب دیا تو پرنسز بے اختیار ہنس پڑی۔

"دوستی ہونے کے بعد شادی بھی ہو سکتی ہے لیکن تم پرنس کے سیکرٹری ہو اس لئے اتنی بات تو تمہیں بھی معلوم ہو گی کہ کہانیوں میں بھی پرنس اور پرنسز اپنے طور پر شادی نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں بھی اپنے ملک کے شاہی خاندان اور عوام کو اس شادی میں شامل کرنا پڑتا تھا۔ یہی بات یہاں بھی ہے"...... پرنسز نے رابرٹ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو رابرٹ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اس کے نقطہ نظر سے پرنسز درست طور پر ان لوگوں کو بے وقوف بنا رہی ہے۔

"واہ اس کا مطلب ہے کہ پرنسز کے دل میں پرنس کے لئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہے بہرحال یہی بات پرنس کے لئے انتہائی مسرت کا باعث بن جائے گی اور میرے لئے بھی"...... سیکرٹری نے کہا۔

"تمہارے لئے کیوں"...... پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جب پرنس کو یہ خوشخبری سناؤں گا تو وہ یقیناً اتنی بڑی خوشی پر مجھ سے شاہانہ انداز میں کہے گا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اور میں ان سے سملنگا اور بھرناتھا دیوی کے اصلی مجسمے مانگ لوں گا اور آپ کو تو علم ہے کہ ان کی مدد سے برما سے کتنا بڑا خزانہ مل سکتا ہے"...... سیکرٹری

کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لیکن یہ دونوں مجسمے تو ہم پرنس سے دوستی کر کے حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"آپ لے لیں لیکن وعدہ کریں کہ سارا نہیں تو آدھا خزانہ مجھے انعام میں ضرور دے دیں گی"...... سیکرٹری نے کہا۔

"کیا پرنس ہمیں یہ دونوں مجسمے دے دے گا"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنس آف کاچان بڑے سخی آدمی ہیں۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ بس انہیں ان دنوں یہی افسوس ہے کہ آپ نے ان کی شکایت اعلیٰ حکام سے کی تھی اور پھر بغیر دعوت کھلائے آپ نے انہیں اپنی رہائش گاہ سے بھیج کر ان کی توہین کر دی تھی"...... سیکرٹری نے کہا۔

"اگر میں اس کا ازالہ کر دوں تو"...... پرنسز نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے بس پرنس خوش ہو جائے گا اور دونوں مجسمے آپ کو مل جائیں گے میں اس کی آپ کو ضمانت دیتا ہوں"...... سیکرٹری ڈم ڈم نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اعلیٰ حکام کو کہہ دیتی ہوں کہ میری شکایت غلط تھی اور ایک کی بجائے دو دعوتیں کھلا دیتی ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"صرف کہنے سے بات نہیں بنے گی پرنسز کیونکہ پرنس آف کاچان نے آپ کو سملنگا کی باقاعدہ رسید دے رکھی ہے اور اعلیٰ حکام کو اس کا علم ہو چکا ہے اس لئے اعلیٰ حکام بھی سمجھ رہے ہیں کہ بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازمین کو پرنس آف کاچان نے ہلاک کیا ہے لیکن

چونکہ وہ پرنس ہیں اس لئے ظاہر ہے وہ انہیں نہ ہی گرفتار کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی مقدمہ کر سکتے ہیں"...... سیکرٹری نے کہا۔

"لیکن انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہمیں تو گرفتار کرنے آ گئے تھے میں بھی تو پرنسز ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"آپ کے خلاف آپ کے آدمی ڈیوک نے باقاعدہ بیان دیا تھا لیکن اب تو ڈیوک ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اب آپ کے خلاف کوئی ثبوت باقی نہیں رہا اور پوری دنیا میں یہ قانون موجود ہے اور آپ بھی یقیناً جانتی ہوں گی کہ صرف اعتراف جرم کرنے پر نہ ہی کسی کو گرفتار کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے جب تک کہ حالات و واقعات کی گواہی بھی ساتھ نہ ہو مثال کے طور پر میں جا کر کسی کے قتل کا اعتراف کر لوں جب کہ میں قتل کے وقت کہیں اور موجود ہوں تو صرف میرے اعتراف جرم کرنے پر تو میں قاتل نہیں بن جاؤں گا بلکہ مجھے وہ لوگ ہنس کر واپس بھیج دیں گے"۔ سیکرٹری ڈم ڈم نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں جا کر بڑے نواب صاحب اور ان کے ملازموں کے قتل کا اعتراف کر لوں یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں نے تو انہیں قتل نہیں کیا"...... پرنسز نے کہا۔

"آپ نے یہ نہیں کہنا کہ آپ نے قتل کیا ہے آپ انہیں اتنا کہہ دیں کہ آپ نے ڈیوک سے کہا تھا کہ سب کو ہلاک کر کے مجسمہ لے آؤ

اور بس [illegible] ہے ڈیوک تو زندہ نہیں ہے اس لئے آپ کی بات کے باوجود کوئی آپ پر انگلی نہ اٹھا سکے گا بلکہ آپ کو ہنس کر واپس بھجوا دیا جائے گا جب کہ اس طرح پرنس کاچان کی تسلی ہو جائے گی اور پھر دونوں مجسمے آپ کے پاس نہ صرف پہنچ جائیں گے بلکہ آپ کی ملکیت ہوں گے"...... سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس کے سامنے اعتراف کرنا ہو گا"...... پرنسز نے کہا۔

"ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس سر عبدالرحمن کے دفتر میں جا کر اعتراف کریں اور اپنے ساتھ اپنے ملک کے سفیر کو بھی لے جائیں تاکہ ڈائریکٹر جنرل پر پوری طرح رعب بھی پڑ جائے۔ ادھر میں پرنس کاچان کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔ دونوں مجسمے بھی وہیں پہنچ جائیں گے اور پرنس کاچان وہیں دونوں مجسمے آپ کے حوالے کر دیں گے اس طرح آپ ہمیشہ کے لئے ان مجسموں کی مالک بن جائیں گی لیکن شرط وہی ہے کہ آدھا خزانہ مجھے دینا ہو گا آپ کو"...... سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں کیا اس وقت ڈائریکٹر جنرل اپنے دفتر میں موجود ہوں گے"...... پرنسز نے کہا۔

"میں معلوم کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں"...... سیکرٹری ڈم ڈم نے کہا اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں پرنسز آپ خود جا کر اعتراف کر رہی ہیں اس طرح تو آپ ان کے ہاتھوں پھنس جائیں گی"...... رابرٹ نے کہا۔

"نہیں کس میں جرأت ہے کہ مجھ پر ہاتھ ڈال سکے جب کہ سفیر

صاحب بھی ساتھ ہوں۔ پھر ڈیوک جو اصل کردار تھا ہلاک ہو چکا ہے اب میرے کہنے یا نہ کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا البتہ اس طرح واقعی ساری بات ہمیشہ کے لئے صاف ہو جائے گی"...... پرنسز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ سر جیمسن سے مشورہ کر لیں تو زیادہ بہتر ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"نہیں اب میں بچی نہیں ہوں کہ ہر بات سر جیمسن سے پوچھ کر کروں"...... پرنسز نے کہا اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پرنسز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنسز نے کہا۔

"ہرہائی نس پرنس آف کاچان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پرنس آف کاچان یا اس کا سیکرٹری ڈم ڈم"...... پرنسز نے چونک کر پوچھا۔

"پرنس آف کاچان بذات خود لائن پر ہیں ہرہائی نس"...... فون سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ بات کراؤ"...... پرنسز نے جلدی سے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"پرنسز دانتا بول رہی ہوں"...... پرنسز نے کہا۔

"پرنس آف کاچان فرام دس سائیڈ۔ آپ نے میرے سیکرٹری ڈم

ڈم سے بات کی ہے سیکرٹری ڈم ڈم نے مجھے تمام رپورٹ دی ہے مجھے آپ کی بات سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے پرنسز دراصل یہ سارا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب آپ نے میرے متعلق اعلیٰ حکام سے شکایت کی اور میری توہین کی کہ مجھے دعوت دے کر آپ نے بغیر دعوت کھلائے واپس بھجوا دیا ورنہ مجھے ان مجسموں یا کسی خزانے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لئے آپ بے شک یہ دونوں مجسمے لے لیں لیکن میرے دامن پر موجود شکایت کو داش کرا دیں۔ میں نے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل صاحب سے خود بات کی ہے اور انہیں آپ کے اعتراف جرم کے سلسلے میں بتایا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ اب اس کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ اب حکومت اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی۔ جس آدمی ڈیوک نے بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازموں کو ہلاک کیا تھا وہ خود ہلاک ہو چکا ہے اس لئے ان کے نقطہ نظر سے یہ کیس ختم ہو چکا ہے لیکن میں نے انہیں کہا ہے کہ آپ پرنسز کی زبانی اعتراف سن لیں تاکہ آپ صدر مملکت کو تحریری رپورٹ دے سکیں کہ پرنس آف کاچان واقعی کلیئر ہے چنانچہ میری درخواست پر ڈائریکٹر جنرل رضامند ہو گئے کہ وہ آپ کی بات سن لیں گے لیکن انہوں نے یہ شرط رکھ دی ہے کہ پالینڈ کے سفیر صاحب بھی آپ کے ساتھ ہونے چاہئیں تاکہ کل کو جب وہ صدر صاحب کو رپورٹ دیں تو سفیر صاحب کا حوالہ دیں تاکہ ان کی بات پر صدر صاحب یقین کر لیں۔ میں آپ کو دونوں اصلی مجسمے وہیں ان کے دفتر

میں ہی دے دوں گا اور یہ وعدہ بھی کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے نہ میں اور نہ ہی میرا سیکرٹری ان مجسموں سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھے گا۔ پرنس نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ کیوں اس قدر پریشان ہیں اور لازماً صدر تک یہ بات پہنچانا چاہتے ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"اس لئے پرنسز کہ میں کاچان کا ولی عہد ہوں جب کہ میرا چھوٹا بھائی بھی ولی عہد بننے کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ اگر کنگ آف کاچان تک یہ شکایت پہنچ گئی تو پھر یقیناً کنگ آف کاچان مجھے ولی عہدی سے برخواست کر دیں گے اور میرے چھوٹے بھائی کو ولی عہد بنا دیں گے اس طرح ایک معمولی سی بات کی وجہ سے میں ہمیشہ کے لئے مملکت کاچان کی کنگ شپ سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا اور آپ خود اندازہ کر سکتی ہیں کہ میرے نزدیک یہ مجسمے اور یہ سارا خزانہ زیادہ قیمتی ہو سکتا ہے یا مملکت کاچان کی کنگ شپ"...... پرنس نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ تو یہاں اپنے سیکرٹری ڈم ڈم جس کا نام علی عمران ہے اور جو سر عبدالرحمن کا لڑکا ہے کے باورچی بنے ہوئے ہیں۔ کیا کنگ کو اس پر اعتراض نہیں ہے"...... پرنسز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ سیٹ اپ کنگ کی اجازت سے قائم کیا گیا ہے۔ کنگ اپنی ریاست کی پبلسٹی نہیں چاہتے۔ اس لئے جب لوگوں کو معلوم ہوتا ہے

کہ ہم دراصل باورچی ہیں تو وہ ریاست کاچان کے وجود سے ہی انکار کر دیتے ہیں اور اس طرح کنگ کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ جبکہ یہاں پاکیشیا میں باورچی کم تر عہدہ ہے لیکن کاچان میں باورچی کی اہمیت کنگ کے بعد سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ خوراک باورچی کے ذریعے ہی سپلائی ہوتی ہے اور خوراک سے ہی زندگی قائم رہتی ہے"...... پرنس نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے اب میں سمجھ گئی ہوں ساری بات ٹھیک ہے میں سفیر صاحب کو کال کر کے کہہ دیتی ہوں کہ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے آفس پہنچ جائیں میں بھی اپنے سیکرٹری کے ساتھ وہاں پہنچ رہی ہوں۔ آپ اپنے ساتھ مجھے ضرور لے آئیں"...... پرنسز نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا پرنسز"...... پرنس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پرنسز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر فون کو ٹیپ کرنا شروع کر دیا۔

"یس ہز ہائی نس"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پالینڈ کے سفیر سے میری بات کراؤ فوراً"...... پرنسز نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ رابرٹ کی طرف مڑی۔

"رابرٹ۔ تم کار تیار کراؤ۔ جلدی کرو۔ ہمیں مجھے واپس مل رہے ہیں اور یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے"...... پرنسز نے تحکمانہ لہجے میں

www.Bo...s

کہا۔

"یس پرنسز اب میری بھی تسلی ہو گئی ہے"...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سر عبدالرحمن کے آفس میں اس وقت میلے کا سا سماں تھا۔ سر عبدالرحمن میز کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے جب کہ سائیڈ پر سپرنٹنڈنٹ فیاض موجود تھا۔ دوسری سائیڈ پر سلیمان پرنس آف کاچان کے روپ میں اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کرسی پر عمران پرنس کاچان کے سیکرٹری ڈم ڈم کے روپ میں بیٹھا ہوا تھا جب کہ سامنے صوفوں پر پرنسز داتا بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی پالینڈ کے سفیر سوکارس موجود تھے جب کہ عقبی سیٹ پر رابرٹ موجود تھا۔ سب کے ہاتھوں میں مشروبات کی بوتلیں تھیں جو ملٹی کلر کے ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی تھیں۔

"پرنسز آپ کیا بیان دینا چاہتی ہیں لیکن یہ بات سن لیں کہ آپ نے سفیر صاحب کے سامنے یہ بات مجھے کہنی ہے کہ آپ جو کچھ کہیں گی اپنی آزادانہ رضامندی سے کہہ رہی ہیں آپ پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں کیا گیا"...... سر عبدالرحمن نے باوقار لہجے میں پرنسوٹ نے [illegible] کر کہا۔

"ہاں میں یہاں خود اپنی مرضی سے آئی ہوں اور اپنی مرضی اور آزادانہ رضامندی سے بیان دے رہی ہوں"...... پرنسز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنسز آپ نے ابھی تک مجھے نہیں بتایا کہ آپ کیا بیان دینا چاہتی ہیں"...... سفیر صاحب نے کہا۔

"میں آپ کو بتانے کی پابند نہیں ہوں آپ کو یہاں اس لئے بلایا گیا ہے کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب آپ کی موجودگی میں میرا بیان قلمبند کرنا چاہتے ہیں اس لئے جو بیان میں دوں گی آپ نے اس پر بطور گواہ دستخط کرنے ہوں گے"...... پرنسز نے غصیلے لہجے میں کہا اور سفیر صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض تم بیان لکھو گے"...... سر عبدالرحمن نے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی نوٹ بک کھول لی اور جیب سے قلم نکال لیا۔

"پرنس آف کاچان پہلے آپ وہ دونوں مجسمے مجھے دیں"...... پرنسز نے پرنس کاچان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سیکرٹری پرنسز کو دونوں مجسمے دے دو"...... سلیمان بڑے شاہانہ

انداز میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی ہز ہائی نس"...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن کے چہرے پر یکلخت غصے کی سرخی ابھر آئی لیکن وہ خاموش رہے۔ عمران نے جھک کر نیچے رکھا ہوا ایک بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے دو مجسمے نکالے اور بڑے مؤدبانہ انداز میں اس نے آگے بڑھ کر دونوں مجسمے پرنسز کے سامنے رکھ دیئے۔

"کیا یہ اصلی ہیں یا پی او بی کے بنے ہوئے ہیں"...... پرنسز نے کہا۔

"آپ بے شک سر احمد ثالث کو بلا کر ان سے تصدیق کرا لیں۔ ویسے پی او بی کے بنے ہوئے مجسموں کی ایک خاص نشانی ہوتی ہے کہ وہ اندر سے خالی ہوتے ہیں ٹھوس نہیں ہوتے اس لئے اگر آپ انگلی سے انہیں بجائیں تو فوری اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی کیونکہ اندر سے خالی اور ٹھوس دونوں کو ضرب لگانے سے علیحدہ علیحدہ آواز نکلتی ہیں"...... عمران نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انگلی سے ضرب لگائی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ اصلی ہیں نہ بھی ہوئے تو پھر میں سر عبدالرحمن کو گواہ بنا لوں گی اور پھر میں براہ راست صدر صاحب سے بات کروں گی بلکہ ان کے ذریعے پرنس کی شکایت براہ راست کنگ آف کاچان سے کروں گی"...... پرنسز نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"بالکل آپ جو چاہے کر سکتی ہیں کیونکہ یہ اصلی ہیں"...... عمران نے کہا اور واپس جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پرنسز نے انگلی سے دونوں مجسموں کو بجایا اور اس کے چہرے پر یکلخت اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے بعد میں مزید چیکنگ ہو جائے گی"...... پرنسز نے کہا اور دونوں مجسمے اس نے اپنے عقب میں بیٹھے ہوئے رابرٹ کی طرف بڑھا دیئے۔

"یہ تم اپنے پاس رکھو"...... پرنسز نے کہا۔

"یس ہز ہائی نس"...... رابرٹ نے جواب دیا اور دونوں مجسمے پرنسز سے اٹھا کر لئے اور اپنی گود میں رکھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ پرنس کاچان میں نے کیا بیان دینا ہے"...... پرنسز نے مسکراتے ہوئے پرنس کاچان سے کہا۔

"آپ مجھ سے پوچھ کر کوئی بیان نہ دیں۔ آپ خود سر عبدالرحمن کو بتائیں کہ سمنلا کا مجسمہ حاصل کرنے کے لئے آپ نے اپنے آدمی ڈیوک کو کیا ہدایات دی تھیں اور اس نے کس طرح ان ہدایات پر عمل کیا"...... پرنس کاچان نے بڑے باوقار لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن نے چونک کر سلیمان کی طرف دیکھا ان کے چہرے پر حیرت تھی۔ شاید انہیں سلیمان کی طرف سے اس قدر باوقار انداز میں بات کرنے کا اندازہ ہی نہ تھا۔ اب انہیں کیا معلوم تھا کہ عمران نے اسے اس طرح ٹرینڈ کر رکھا ہے کہ وہ بطور ایکسٹو کام کر لیتا ہے اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو کبھی یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ بولنے والا ایکسٹو نہیں

مجرموں کے ہاتھوں وہ چوکیدار قتل ہو گئے تھے۔ بڑے نواب صاحب کی سیکرٹری اور بھتیجی نواب زادی آصفہ گھبرا گئی اور اس نے نواب زادہ آصف سے سملتگا کا مجسمہ واپس لے کر نواب صاحب کو دے دیا اور ڈیوک کو ہلاک کرنے کی کوشش کی لیکن ڈیوک تربیت یافتہ آدمی تھا اس نے الٹا نواب زادہ آصف رضا اور اس کے ملازمین کو ہلاک کر دیا اور وہاں سے بچ کر نکل گیا۔ اس نے مجھ سے پھر رابطہ کیا اور سارے حالات بتائے تو میں نے اسے ہدایت کی کہ وہ ہر صورت میں سملتگا کا مجسمہ حاصل کرے چاہے اس کے لئے اسے بڑے نواب صاحب اور اس کے سارے ملازمین کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے۔ ڈیوک نے یہاں کے ایک مقامی گروپ لاجسٹر اور اس کے پیشہ ور قاتلوں کو اپنے ساتھ ملایا اور پھر واردات کر دی۔ اس واردات میں بڑے نواب صاحب اور اس کے ملازموں کے ساتھ ساتھ لاجسٹر کلب کے آدمی بھی ہلاک ہو گئے ڈیوک بچ نکلا۔ اس نے یہ مجسمہ مجھے بھجوا دیا لیکن پھر وہ پکڑا گیا۔ میں یہ مجسمہ لے کر کافرستان چلی گئی۔ وہاں سے یہ مجسمہ پراسرار طور پر غائب ہو گیا۔ پھر یہ مجسمہ مجھے پرنس کا جان نے اس شرط پر واپس کیا کہ میں اس بارے میں بیان آپ کو لکھواؤں اور میں نے بیان لکھوا دیا ہے۔ یہ سارا کام ڈیوک نے کیا ہے میں نے عملی طور پر اس میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں لیا"...... پرنسز نے آخری الفاظ مسکراتے ہوئے کہے اور خاموش ہو گئی۔

"لکھ لیا تم نے سپرنٹنڈنٹ فیاض"...... سر عبدالرحمن نے سامنے

رکھے ہوئے ٹیپ کا بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا

"جاؤ اور اسے ٹائپ کرا کے لے آؤ جلدی"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض ٹیپ سر کر اٹھا اور تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب ہمیں اجازت"...... پرنسز نے کہا۔

"ایک منٹ ابھی آپ کا بیان ٹائپ ہو کر آرہا ہے اس پر آپ دستخط کر دیں اور سفیر صاحب بطور گواہ دستخط کریں گے"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو پرنسز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد سپرنٹنڈنٹ فیاض واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جو اس نے فائل کھول کر سر عبدالرحمن کے سامنے رکھ دی۔

"فائل اٹھاؤ اور پرنسز کو دو اور پرنسز آپ اس کو ایک بار پوری طرح پڑھ لیں پھر دستخط کریں"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو سپرنٹنڈنٹ نے فائل میں رکھا ہوا ٹائپ شدہ کاغذ فائل سمیت پرنسز کے سامنے رکھ دیا اور ساتھ ہی اپنا قلم بھی میز پر رکھ دیا۔ پرنسز نے ٹائپ شدہ اپنا بیان پڑھا اور پھر قلم اٹھا کر نیچے دستخط کر کے تاریخ ڈال دی۔

"آپ بھی سفیر محترم"...... سر عبدالرحمن نے کہا تو سپرنٹنڈنٹ نے فائل اٹھا کر سفیر کی طرف بڑھا دی سفیر نے خاموشی سے دستخط کر دیئے تو سپرنٹنڈنٹ نے فائل اٹھا کر دوبارہ سر عبدالرحمن کے سامنے

سر عبدالرحمن نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک
فائل نکالی اسے کھول کر سامنے رکھا اور پھر جیب سے قلم اٹھا کر
انہوں نے اس فائل پر لکھنا شروع کر دیا۔
"اب ہمیں اجازت"...... پرنسز نے کہا۔
"پرنسز آپ کا یہ بیان اس بات کا ثبوت ہے کہ جو بیان ڈیوک نے
دیا تھا وہ درست تھا قاتل ڈیوک تھا لیکن آپ نے اس قتل عام کا حکم دیا
تھا اس لئے بحیثیت نواب صاحب اور ان کے ملازمین کے قتل عام کے
سلسلے میں آپ کو باقاعدہ گرفتار کیا جاتا ہے آپ انڈر اریسٹ ہیں"۔ سر
عبدالرحمن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں پرنسز ہوں مجھ پر تمہارے ملک کا
قانون لاگو نہیں ہوتا"...... پرنسز نے اٹھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"یہ پالینڈ نہیں ہے پرنسز پاکیشیا ہے اور پاکیشیا میں قانون سب
کے لئے برابر ہے اور پاکیشیا کا یہ بھی قانون ہے کہ اگر کوئی غیر ملکی
پاکیشیا میں جرم کرے گا تو اس کا مقدمہ بھی پاکیشیا میں ہی چلے گا اور
پاکیشیا کا قانون ہی اس پر لاگو ہوگا"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔
"نہیں نہیں تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے سوکارس آپ کہتے کیوں
نہیں"...... پرنسز نے چیختے ہوئے کہا۔
"سوری پرنسز میں نے آپ کو منع کیا تھا لیکن آپ نے مجھے بھی جھاڑ
پلا دی تھی بہرحال اب تو یہی کوشش کی جا سکتی ہے کہ آپ کی
ضمانت عدالت سے کرائی جائے اور کچھ نہیں ہو سکتا"...... سفیر نے

سرد لہجے میں جواب دیا تو پرنسز کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا
کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔
"سپرنٹنڈنٹ فیاض حکم کی تعمیل کرو اور پرنسز کو لیڈیز قیدیوں
کے لئے مخصوص کمرے میں لے جاؤ اور انہیں عدالت میں پیش کرنے
اور دوسری قانونی کارروائی مکمل کرو"...... سر عبدالرحمن نے
سپرنٹنڈنٹ فیاض سے کہا۔
"یس سر"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جواب دیا اور تیزی سے پرنسز
کی طرف بڑھ گیا۔
"آیئے پرنسز"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے قریب جاتے ہوئے کہا۔
"کیا ایسا نہیں ہو سکتا ڈائریکٹر جنرل صاحب کہ آپ میری ذاتی
ضمانت پر پرنسز کو رہا کر دیں۔ ہم انہیں خود عدالت میں پیش کرا کر
ان کی ضمانت کی توثیق کرا لیں گے"...... سفیر صاحب نے جو اس
دوران مسلسل ہونٹ بھینچے بیٹھے ہوئے تھے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔
"کیا آپ ذاتی ضمانت دینے کے لئے تیار ہیں"...... سر عبدالرحمن
نے پوچھا۔
"جی ہاں"...... سفیر نے جواب دیا۔
"چونکہ انہیں صرف اعانت جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہے اس لئے
قانون کے مطابق ان کی ضمانت آپ لے سکتے ہیں اگر یہ براہ راست
قتل میں ملوث ہوتیں تو پھر ان کی ضمانت سوائے عدالت کے اور
کوئی نہیں لے سکتا تھا ٹھیک ہے آپ کاغذ پر ذاتی ضمانت نامہ تحریر کر

اور پرنس کو ساتھ لے جائیں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"تھینک یو سر آپ واقعی قانون پر چلنے والے ہیں۔ میں آپ سے بے حد متاثر ہوا ہوں"...... سفیر نے کہا۔

"مجھے پرنس سے کوئی دشمنی نہیں ہے سفیر محترم میں نے تو جو کارروائی کرنی ہے قانون کے مطابق کرنی ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کی دراز سے ایک سفید کاغذ نکال کر سفیر کے سامنے رکھ دیا۔ پرنس کے چہرے پر مکمل اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ سفیر صاحب نے جلدی جلدی کاغذ پر ضمانت نامہ تحریر کیا اور پھر دستخط کر کے انہوں نے کاغذ سر عبدالرحمن کی طرف بڑھا دیا۔ سر عبدالرحمن نے اسے پڑھا اور پھر قلم لے کر انہوں نے نیچے آرڈر لکھا۔

"یہ کاغذ بھی فائل میں لگا لو"...... سر عبدالرحمن نے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے کہا اور کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کاغذ ان کے ہاتھ سے لے لیا اور ہاتھ میں موجود فائل کھول کر اس میں رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے آپ انہیں لے جا سکتے ہیں لیکن آپ پابند ہیں کہ انہیں آپ عدالت میں پیش کریں گے"...... سر عبدالرحمن نے سفیر سے کہا۔

"او کے تھینک یو"...... سفیر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو سر عبدالرحمن بھی کھڑے ہو گئے۔

"شکریہ"...... پرنس نے اٹھتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ مجسمے اٹھاؤ رابرٹ"...... پرنس نے رابرٹ سے کہا۔

"سوری پرنس اب یہ دونوں مجسمے مال مسروقہ ہیں اس لئے آپ انہیں ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض دونوں مجسمے لے کر انہیں سیلڈ کر دو اور مال خانے میں جمع کرا دو"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یس سر"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

"چھوڑیئے پرنس ہم عدالت کے ذریعے انہیں حاصل کر لیں گے آیئے"...... سفیر نے پرنس سے کہا تو پرنس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاندھے جھٹکے اور دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے دونوں مجسمے اٹھا کر ایک طرف ریک میں رکھ دیئے۔ سر عبدالرحمن کے اٹھتے ہی عمران اور سلیمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پرنس اور سفیر کے باہر جاتے ہی سر عبدالرحمن واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئے تو عمران اور سلیمان بھی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے جب کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض اسی طرح مؤدبانہ انداز میں کھڑا رہا۔

"دو مسلح سپاہی بلاؤ"...... سر عبدالرحمن نے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے کہا۔

"یس سر"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ نے سیٹھ صاحب کی ضمانت [illegible] ڈیڈی اب اگر سفیر صاحب پرنس کو لے کر ملک سے نکل گئے [illegible]“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”قانون مجھے اس کی اجازت دیتا ہے اس لئے میں نے ضمانت لے لی ہے اب اگر سفیر صاحب اس ضمانت نامہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو قانون خود بخود اپنا کام کرے گا“..... سر عبدالرحمن نے خشک لہجے [illegible] دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو مسلح سپاہی تھے۔

”یس سر“..... دونوں سپاہیوں نے قریب آکر سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض عمران اور سلیمان دونوں کو گرفتار کر کے لاک اپ میں پہنچا دو۔ انہوں نے نقلی پرنس اور سیکرٹری کا روپ دھار کر جرم کیا ہے اور انہیں اس جرم کی سزا بہرحال ملنی چاہئے“۔ سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں کہا تو سلیمان کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا جب کہ عمران کے چہرے پر ویسے ہی اطمینان تھا۔

”گھبراؤ نہیں سلیمان اگر پرنس کی ضمانت ان کے ملک کا سفیر دے سکتا ہے تو ہم دونوں کی ضمانت بھی ڈیڈی دے سکتے ہیں کیوں ڈیڈی“..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں پہلے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ سر عبدالرحمن سے مخاطب ہو گیا۔

”میں تمہاری ضمانت نہیں دے سکتا کیونکہ میں تو خود گرفتار کرنے والی اتھارٹی ہوں [illegible] عبدالرحمن نے خشک لہجے میں کہا۔

”تو پھر سر سلطان [illegible] سے لیں مجھے انہیں فون کرنے دیں وہ ابھی تشریف لے آئیں [illegible] عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”سوری تمہیں بہرحال اپنے [illegible] سزا بھگتنا ہوگی۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض حکم کی تعمیل کرو“..... سر [illegible] نے غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ یس سر“..... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے فوراً کلپ سے ہتھکڑیاں نکالتے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران اور سلیمان کی طرف بڑھا۔

”ایک منٹ رک جاؤ ہم کہیں بھاگے تو نہیں جا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر تمہیں اپنی ضمانتیں تلاش کرنی پڑ جائیں“..... عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”تم آفیسر کو میری موجودگی میں دھمکیاں دے رہے ہو نانسنس“۔ سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”پہلے آپ ہمیں بتلائیے کہ آپ ہمیں کس جرم میں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں قانون کے مطابق اپنی وجہ گرفتاری معلوم کرنے کا حق حاصل ہے“ .... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے وجہ گرفتاری پہلے ہی بتا دی ہے اور میں اپنی بات بار بار دوہرانے کا عادی نہیں ہوں“..... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں

کہا۔

"وجہ یہی ہے ناں کہ سلیمان نے [illegible] چان کا روپ دھار کر اور میں نے اس کے سیکرٹری کا روپ دھار کر فراڈ کیا ہے اور یہ جرم ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں"...... سر عبدالرحمن نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر پرنس [illegible] اصل ہو تو کیا پھر بھی یہ فراڈ ہوگا"۔ عمران

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے سلیمان کس طرح اصل پرنس ہو سکتا ہے نانسنس"...... سر عبدالرحمن نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ لیجئے نوٹیفکیشن پڑھ لیجئے یہ حکومت پاکیشیا کی طرف سے جاری کردہ ہے"...... عمران نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر سر عبدالرحمن کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب کیسا نوٹیفکیشن"...... سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ پڑھ لیجئے۔ حکومت پاکیشیا کی طرف سے سلیمان کو باقاعدہ پرنس آف کاچان ہونے کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سلیمان کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں یہ سب فراڈ ہے"...... سر عبدالرحمن نے غصیلے اور حیرت سے ملے جلے لہجے میں کہا

اور ساتھ ہی انہوں نے [illegible] جھٹکے سے لفافے میں سے کاغذات باہر نکالے اور پھر انہیں پڑھنے [illegible] جیسے جیسے وہ اسے پڑھ رہے تھے ان کے چہرے پر شدید حیرت کے [illegible] ابھرتے چلے آ رہے تھے۔

"یہ۔ یہ تو مذاق ہے۔ یہ [illegible] نوٹیفکیشن نہیں ہو سکتا سلیمان اور پرنس کاچان۔ کہاں ہے یہ [illegible] اور کیسے سلیمان پرنس بن گیا"...... سر عبدالرحمن نے کاغذات میز [illegible] ہوئے کہا۔

"اس پر سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان [illegible] ہیں۔ آپ انہیں فون کر کے دریافت کر لیں"...... [illegible] مسکراتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمن نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"سر سلطان سے بات کراؤ"...... سر عبدالرحمن نے دوسری طرف سے بات سن کر تیز لہجے میں کہا اور رسیور واپس کریڈل پر پٹخ کر انہوں نے ایک بار پھر کاغذات اٹھائے اور انہیں دوبارہ دیکھنے لگے اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اگر ناراض نہ ہوں تو آپ لاؤڈر کا بٹن آن کر دیں"...... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمن نے رسیور اٹھانے سے پہلے بٹن آن کر دیا۔

"یس"...... سر عبدالرحمن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان لائن پر ہیں جناب"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو میں عبدالرحمن بول رہا ہوں"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں فرمائیے"...... [illegible] طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یہ عمران کے باورچی سلیمان [illegible]ن کا چان ہونے کا نوٹیفکیشن تمہاری وزارت نے جاری کیا [illegible]"...... سر عبدالرحمن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں سو فی[illegible]ین ہو کہ جواب میں سر سلطان نہیں کہیں گے۔

"[illegible]"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمن بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیوں جاری کیا ہے کیا تمہیں ذاتی طور پر معلوم نہیں ہے کہ سلیمان کون ہے اور کیا کرتا ہے اور پھر یہ کاچان کہاں ہے کیا آپ کی وزارت ایسے نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے"...... سر عبدالرحمن نے غصے کی شدت سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں سلیمان کو ذاتی طور پر ضرور جانتا ہوں لیکن اس حد تک کہ وہ عمران کا باورچی ہے اور اس کا بچپن تمہارے گھر میں گزرا ہے لیکن سلیمان نے حکومت پاکیشیا کو اپنے آباواجداد کا مصدقہ شجرہ نسب پیش کیا ہے جس کی تصدیق حکومت کافرستان نے بھی کی ہے۔ اس شجرہ نصب کے مطابق قدیم دور میں سلسلہ کوہ بالا پربت میں ایک چھوٹی سی آزاد ریاست کاچان کے نام سے تھی جسے بعد میں کافرستان میں شامل کر لیا گیا۔ سلیمان کے آباواجداد اس ریاست کے فرمانروا تھے جب کافرستان نے اس ریاست پر قبضہ کر لیا تھا تو سلیمان کے آباواجداد وہاں سے پاکیشیا آ[illegible] لیکن انہوں نے یہاں پاکیشیا میں اپنی ریاست کے بارے میں [illegible]ئی کلیم داخل نہ کیا تھا بلکہ محنت کشی کی زندگی بسر کرتے رہے [illegible] سلیمان نے یہ کلیم داخل کیا ہے اور حکومت کافرستان نے اس کی [illegible]ق کر دی ہے چونکہ پاکیشیا کے آئین میں یہ گنجائش موجود ہے کہ ایسی [illegible]رت حال میں کلیم داخل کرنے والے کے حق میں پرنس ہونے کا نو[illegible] جاری کیا جائے اور جس حکومت نے ان کی ریاست پر قبضہ کیا ہے ان [illegible]اکرات کر کے اس ریاست کو بحال کرایا جائے یا اگر وہ اسے بحال [illegible] اقوام متحدہ کے تحت اسے بحال کرایا جائے چنانچہ حکومت پاکیشیا نے چھان بین کے بعد نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے اور اس سلسلے میں وزارت خارجہ حکومت کافرستان سے مذاکرات کر رہی ہے۔ کافرستان حکومت نے شجرہ نسب کی تو تصدیق کر دی ہے لیکن وہ ریاست بحال کرنے پر رضامند نہیں ہو رہی۔ اگر مذاکرات کامیاب نہ ہوئے تو پھر اس معاملے کو حکومت پاکیشیا کی طرف سے اقوام متحدہ میں پیش کیا جائے گا"...... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے عمران کے ساتھ مل کر یہ سب کچھ کیا ہے میں اس سلسلے میں صدر صاحب کو رپورٹ کروں گا"۔ سر عبدالرحمن نے کہا۔

"یہ معاملہ میرے پاس بعد میں آیا تھا پہلے صدر صاحب اور ان کی

کابینہ نے اسے پاس کیا اور پھر نوٹیفکیشن [illegible] ری وزارت کو بھیجا گیا ہے۔ آپ کی طرح مجھے بھی یہ دیکھ کر [illegible] حیرت ہوئی تھی۔ میں نے عمران سے بات کی تو اس نے بتایا کہ [illegible] یمان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو یہ درخواست بھج [illegible] ی کہ اس کے ساتھ انصاف کیا جائے اسے یہ شجرہ نسب لیے [illegible] گھر کے کسی پرانے صندوق سے ملا تھا اور سیکرٹ سروس کے چیف نے اسے صدر صاحب کو براہ راست بھجوا دیا تھا"۔ [illegible] نے جواب دیا۔

"[illegible] سیکرٹ سروس کے چیف کا یہی کام رہ گیا ہے کہ باورچیوں کو پرنس بنواتا پھرے نانسنس"..... سر عبدالرحمن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اٹھاؤ یہ کاغذ اور دفع ہو جاؤ"..... سر عبدالرحمن نے سامنے موجود کاغذات اٹھا کر عمران کی طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

"ویسے ڈیڈی اگر سلیمان کے آباؤاجداد کاچان کے فرمانروا ہو سکتے ہیں تو آپ کے ہاں بھی لازماً کوئی پرانا صندوق موجود ہوگا شاید ہمارے آباؤاجداد بھی کسی ریاست کے فرمانروا نکل آئیں۔ یقین کریں ڈیڈی پرنس کے عہدے میں اتنا جادو ہے کہ بس کچھ نہ پوچھیں"..... عمران نے لفافہ اور کاغذات سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اپنے چیف کو کہہ کر تم بھی نوٹیفکیشن جاری کرا لو"۔ سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ وہ تو پہلے کنگ کا نوٹیفکیشن کریں گے بس بس بس یہی

رکاوٹ ہے"..... [illegible] نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے [illegible] طرف واقعی دوڑ لگا دی اور سر عبدالرحمن جن کا ہاتھ پیپر ویٹ کی طرف [illegible] بڑھا تھا بے اختیار ہونٹ بھینچ کر رہ گئے۔

"تم بھی جاؤ پرنس صا [illegible] تمہیں پروٹوکول کے تحت تمہارے بالا خانے تک چھوڑا جائے" [illegible] سر عبدالرحمن نے پیچھے کھڑے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بب بب بڑے صاحب میں نے کچھ نہیں کیا یہ سب چھوٹے صاحب کا کام ہے مجھے تو معلوم ہی نہیں میں تو آپ [illegible] سلیمان نے منمناتے ہوئے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے سر عبدالرحمن کے پیر پکڑ لئے۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو نانسنس اٹھو مجھے معلوم ہے کہ تم معصوم آدمی ہو یہی شیطان ہی الٹی سیدھی حرکتیں کرتا رہتا ہے"۔ سر عبدالرحمن نے سلیمان کو اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ڈیڈی اگر میں یہ الٹی سیدھی حرکتیں نہ کرتا تو پرنس واستا آپ کے پاس آکر بیان کیسے دیتے اور آپ کو اس کی گرفتاری کا جو شوق تھا وہ کیسے پورا ہوتا"..... دروازے سے عمران کی شرارت بھری آواز سنائی دی۔

"شٹ اپ مجھے شوق نہیں تھا میں صرف قانون پر عمل کرنا چاہتا تھا اور بس"..... سر عبدالرحمن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ مجھے تو دے دیں۔ خواہ مخواہ مال خانے میں پڑے سڑتے

جائیں گے"...... عمران نے معصوم سے لہجے ...

"جاؤ دفع ہو جاؤ ورنہ"...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران ایک بار پھر مڑا اور تیزی سے دفتر سے باہر چلا گیا۔

"پورا شیطان ہے پورا"...... اس بار سلطان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ عمران کی تعریف کر رہے ہوں تو سلیمان بے اختیار مسکرا دیا اور پھر وہ سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم کھڑے کیا کر رہے ہو۔ یہ مجسمے لے جاؤ اور قانونی کارروائی مکمل کرو"...... سر عبدالرحمٰن نے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے کہا جو اس وقت سے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑیاں پکڑے حیرت سے بت بنا کھڑا ہوا تھا۔

"یس سر۔ یس سر"...... سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا اور ہتھکڑیاں جیب میں ڈال کر وہ بھی تیزی سے اس ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں مجسمے موجود تھے۔ اس نے دونوں مجسمے اٹھائے اور ان دونوں سپاہیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا

سفید کیڈلک کار ملک کاچان کا پرچم پھڑپھڑاتی ہوئی سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر رانا ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ سلیمان پرنس کے روپ میں عقبی سیٹ پر اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔

"رانا ہاؤس کا نام آج سے کاچان ہاؤس ہوگا اور یہ کاچان ہاؤس آج سے پرنس کاچان کی سرکاری رہائش گاہ ہوگی۔ تم بطور سیکرٹری اس کے کاغذات حکومت کو بھجوا دو تاکہ اس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے"...... سلیمان نے اچانک بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پرنس کاچان وہ کون ہے"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جس کا نوٹیفکیشن تمہاری جیب میں ہے اور جس کی تصدیق سر

سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ نے بھی کر دی...... سلیمان نے
اسی طرح اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میری جیب میں جو نوٹیفکیشن ہے وہ تو ن کے نام کا ہے اور
ریاست کچان کے بارے میں ہے۔ کچان قدیم دور میں ریاست
تھی اور اس کے وارث سلجان نے کلیم ل کیا ہے"...... عمران نے
بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"بڑے صاحب احمق یں ہیں کہ سلیمان اور سلجان میں فرق ہی
...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں تمہارے بڑے صاحب ہیں۔ بس شکر کرو کہ ماحول ہی ایسا بن گیا تھا کہ انہوں نے ناموں کے سپیلنگ کی طرف توجہ نہیں دی ورنہ تم بہرحال اس وقت لاک اپ میں کھڑے نظر آ رہے ہوتے اور تمہاری ضمانت دینے والا بھی کوئی نہ ہوتا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا بس جو ہم نے حکم دے دیا ہے اس پر عمل کیا جائے"...... سلیمان نے کہا۔
"زیادہ پھیلنے کی کوشش کی تو ابھی کار سے اتار دوں گا اور پرنس کاچان سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتا نظر آئے گا اور جس حلیے میں تم ہو اس حلیے میں تمہیں دیکھ کر بچوں نے تمہیں پتھر ہی مارنے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تو۔ تو کیا واقعی یہ نوٹیفکیشن جعلی ہے"...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا
"جعلی نہیں ہے صد اصلی ہے لیکن تمہارے لئے جعلی ہے۔ بس اس بات کا خیال ر...... عمران نے کہا۔
"تو پھر آپ مجھے فلیٹ ار دیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"یہ کار کا کرایہ اور لباس کا کرایہ یہ بھی تو دینا ہے یہ کون دے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار پھاٹک کے سامنے روک دی اور ساتھ ہی مخصوص انداز میں ہارن بجانا شروع کر دیا۔
"کک کک کرایہ کیا مطلب۔ کیا یہ سب کچھ کرائے کا ہے"۔ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں تو اور کیا مجھے پاگل کتے نے کاٹا تھا کہ تمہیں پرنس بنانے کے لئے میں اتنی قیمتی کار خریدتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چھوٹا پھاٹک کھلا اور جوزف باہر آگیا اس نے عمران کو سلام کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک میں غائب ہو گیا۔
"کتنا کرایہ ہے"...... سلیمان بھی شاید لطف لے رہا تھا۔
"جتنا تمہارا سابقہ تنخواہوں، الاؤنسز اور اوور ٹائم کا کلیم ہے اس سے دو گنا"...... عمران نے پھاٹک کھلنے پر کار اندر لے جاتے ہوئے کہا۔
"اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے واقعی پرنسز واسنا سے شادی کرنی ہی پڑے گی"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور عمران اس

یے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس [illegible] چ میں کار روک کر عمران نیچے اترا تو جوانا بھی پورچ میں موجو [illegible] اس نے عمران کو سلام کیا جب کہ سلیمان اسی طرح کار کے اند [illegible] رہا۔

"اب خود ہی نیچے آجایئے پرنس [illegible] اب دروازہ کھولنے والا وقت گزر گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"[illegible] مسٹر سلیمان صاحب اس حلیے میں بڑے وجیہہ اور باوقار لگتے ہیں"...... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا تو سلیمان دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ میں ویسے وجیہہ اور باوقار نہیں ہوں"۔ سلیمان نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"آئینہ تو ہمیشہ جھوٹ ہی بولتا ہے کیوں جوانا"...... جوانا کے جواب دینے سے پہلے عمران بول پڑا تو جوانا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس دوران جوزف بھی پھاٹک بند کر کے پورچ میں پہنچ گیا تھا۔

"جوزف کار کو اس کے گیراج میں بند کر دو اور پرنس کا چان کو دوبارہ اس کی اصلی جون میں لے آؤ اور پھر اسے بس کا کرایہ دے کر رخصت کر دو۔ میں اس دوران پرنسز کا پتہ کر لوں"...... عمران نے جوزف سے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سلیمان کا چہرہ عمران کی بات سن کر بگڑ گیا تھا۔

"مایوس ہونے کی ضرورت نہیں سلیمان۔ اگر تمہیں پرنس بننے کا

انتہائی شوق ہے تو [illegible] کی طرح پرنس آف افریقہ بن جاؤ"...... جوانا نے سلیمان کا چہرہ دیکھ [illegible] ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کیا مطلب کیا [illegible] مطلب ہے کہ میں بھی سلیمان کی طرح نقلی پرنس ہوں"...... جوز [illegible] غصیلے لہجے میں کہا تو سلیمان کا چہرہ مزید بگڑ گیا اور جوانا اس کی شکل د [illegible] کر ایک بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں عمران صاحب پالینڈ سے پرنسز کے بارے میں رپورٹ موصول ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"اچھا کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنسز نے پالینڈ میں باقاعدہ ایک گروپ تشکیل دے رکھا ہے ڈیوک کا تعلق بھی اسی گروپ سے تھا اور پرنسز اس گروپ کے ذریعے

پوری دنیا سے نواد ... صورت میں حاصل کرتی ہے چاہے اسے کوئی بھی طریقہ کیوں ... تعمال کرنا پڑے۔ اس طرح یہ گروپ ہر قسم کے جرائم میں ملوث ... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا ... پرنسز نے یہاں ڈیوک کے ذریعے جس انداز میں واردات کی ہے ... اردات بتا رہی تھی کہ پرنسز بہرحال کسی نہ کسی انداز میں جرائم میں ملوث ہے اس لئے میں نے اسے اس انداز میں پاکیشیا سے بھجوایا ہے کہ اب وہ دو... نہیں کرے گی"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے بھجوایا ہے۔ کیا مطلب۔ وہ تو گرفتاری کے خوف سے فرار ہوئی ہے اور ساتھ ہی سفیر صاحب بھی چلے گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پرنسز کو اس بات پر مجبور کرنے کے لئے مجھے بے حد محنت کرنی پڑی ہے۔ بہرحال میرا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اب چونکہ اسے معلوم ہے کہ پاکیشیا میں اس کے خلاف مقدمہ درج ہے اس لئے اب وہ دوبارہ کبھی پاکیشیا کا رخ نہیں کرے گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ان اصلی مجسموں کے بارے میں کیا سوچا ہے"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اصلی مجسمے کیا مطلب۔ میں نے کیا سوچنا ہے۔ وہ تو سرکاری تحویل

تحویل میں ہیں اس لئے سرکار جانے اور [illegible]"...... عمران نے جواب دیا۔

"مجھے سلیمان نے بتا دیا ہے کہ اصل [illegible] فلیٹ میں موجود ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے [illegible] ئے کہا۔

"ارے یہ تو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے والا معاملہ ہو گیا میں نے تو اس لئے یہ ساری محنت کی تھی کہ اصلی مجسمہ چھپا لوں گا اور پھر جا کر رہا میں [illegible] کہ مجھے یقین ہے کہ بہرحال اتنا خزانہ تو مل ہی جائے گا کہ آغا سلیمان پاشا کا ادھار کچھ کم ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ یہ دونوں مجسمے مجھے بھجوا دیں پھر میں جانوں اور آغا سلیمان پاشا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے واہ پھر تو میں ابھی بھجواتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں انتظار کروں گا کیونکہ یہ دانش منزل میں ہی محفوظ رہیں گے خدا حافظ"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان"...... عمران نے رسیور رکھ کر سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"...... سلیمان نے فوراً ہی دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ مجسمے تجھے لا [illegible] یں اسے دانش منزل پہنچا دوں۔ وہ وہاں محفوظ رہیں گے۔ ایسا نہ [illegible] پرنسز کا جرائم پیشہ گروپ یہاں حملہ کر دے"...... عمران نے کہا۔

"وہ مجسمے تو میں نے بڑی [illegible] صاحبہ کو پہنچا دیئے ہیں جناب"۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔ اماں بی کو دے آئے ہو۔ کیوں۔ ان کا کیا تعلق ان مجسموں سے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں فون کر کے بتایا تھا کہ فلیٹ میں بڑی نحوست طاری ہے۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو میں نے انہیں بتایا کہ آپ نے دو مجسمے لا کر رکھے ہوئے ہیں اور جس دن سے یہ مجسمے یہاں آئے ہیں فلیٹ کے در و دیوار سے نحوست ٹپک رہی ہے۔ بڑی بیگم صاحبہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کو توڑ کر باہر پھینک دوں لیکن میں نے کہا کہ مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ دونوں مجسمے انہیں پہنچا دیئے جائیں۔ چنانچہ میں دے آیا۔ آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے واپس آیا ہوں"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"یہ تم نے کیا کیا۔ انہوں نے تو لازماً انہیں توڑ کر پھینکوا دیا ہو گا وہ تو ویسے ہی انہیں بت کہتی ہیں اور انہیں بتوں سے جتنی نفرت ہے اتنی شاید شیطان سے بھی نہ ہو گی"۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ فون کرکے پوچھ لیں شاید ابھی [illegible] ے ہوں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں کیوں کہا کہ فلیٹ [illegible] بجے ہیں۔ یہ سب تمہاری شرارت ہے تم نے جان بوجھ کر [illegible] کیا ہے"...... عمران نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو انہیں صرف اتنا بتایا تھا کہ فلیٹ پر نحوست طاری [illegible] سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا نحوست طاری تھی بولو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نحوست بدنصیبی کو کہتے ہیں اور اس سے زیادہ کیا نحوست ہو سکتی ہے کہ نوٹیفکیشن سلیمان کی بجائے سلجان کے نام ہو اور کاچان کی جگہ کچان کا جاری کیا گیا ہو اور رانا ہاؤس میں جوانا اور جوزف پرنس کاچان کا مذاق اڑائیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے وہ تو مذاق تھا۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں نے کتنی محنت کی تھی اس نوٹیفکیشن کے لیے۔ سر سلطان کی کتنی منتیں کی تھیں ورنہ ڈیڈی واقعی ہمیں گرفتار کر لیتے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو یہ مذاق تھا کیا واقعی"...... سلیمان نے کہا۔

"ہاں تو اور کیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس نوٹیفکیشن میں واقعی میرا نام تھا"...... سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں اور تھا نہیں ہے اب بھی ہے مگر اب میں اسے پھاڑ دوں گا

بس"...... عمران نے [illegible] میں کہا۔

"وہ نوٹیفکیشن میرے [illegible] لے کر دیں تو میں آپ کو اصلی مجسمے دے سکتا ہوں"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا مطلب تو کیا تم نے جھوٹ بولا تھا کہ تم نے دونوں مجسمے اماں بی کو دے دیئے ہیں"...... عمران نے مصنوعی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے خود بتائیں کہ آپ نے نوٹیفکیشن کے بارے میں سچ بولا تھا یا جھوٹ"...... سلیمان بھلا کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"وہ۔ وہ تو مذاق تھا"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے بھی مذاق ہی سمجھ لیں۔ اگر وہ سچ ہے تو یہ بھی سچ ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"لے آؤ مجسمے پہلے مجھے دکھاؤ"...... عمران نے کہا۔

"پہلے نوٹیفکیشن پھر مجسمے۔ میرا وعدہ کہ اگر نوٹیفکیشن درست ہوا تو مجسمے بھی صحیح حالت میں آپ کو مل جائیں گے ورنہ آپ بے شک پورے فلیٹ کی تلاشی لے لیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو عمران چند لمحے غور سے سلیمان کو دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی لفافہ تھا جو اس نے سر عبدالرحمن کو دکھایا تھا۔

"یہ لو نوٹیفکیشن"...... عمران نے سلیمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں ذرا ساتھ والے ہمسائے سے پڑھوا لوں ابھی حاضر ہوتا ہوں"...... سلیمان نے لفافہ لے کر تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"بے شک پڑھوا لو"...... عمران نے کہا لیکن سلیمان کمرے سے باہر جا کر بیرونی دروازے کی طرف جانے کی بجائے باورچی خانے کی طرف مڑ گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"بڑا خطرناک مذاق کرنے لگ گیا ہے۔ اب اس کا بندوبست کرنا ہی پڑے گا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پیکٹ موجود تھا۔

"یہ لیجئے اپنے مجسمے اور بے شک کسی ماہر سے چیک کرا لیجئے اور اب میں پرنس کا چان ہوں اور آپ میرے سیکرٹری ڈم ڈم بس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیئے گا"...... سلیمان نے پیکٹ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

"ارے پرنس صاحب سیکرٹری کو تنخواہ بھی دینی ہوتی ہے سمجھے"...... عمران نے کہا۔

"دیں گے ضرور دیں گے جس طرح وصول کرتے رہے ہیں اسی طرح دیں گے بھی ہی"...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

SY